محبتِ الٰہی پر مشتمل خطبات کا مجموعہ

تمنائے دل

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب: صلاح الدین سیفی نقشبندی
استاد دار العلوم فلاح دارین ترکیسر

فیصل
دیوبند دہلی

محبتِ الٰہی پر مشتمل خطبات کا مجموعہ

تمنائے دل

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب: صلاح الدین سیفی نقشبندی

استاد دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر

ناشر

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

نام کتاب	تمنائے دل
افادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی
مرتب	مولانا صلاح الدین سیفی
صفحات	۲۴۸
سن اشاعت	
باہتمام	محمد نوید صدیقی
طباعت سائز	23X36/16
قیمت	ہندوستانی روپے
کمپیوٹر ورک و ٹائٹل ڈیزائن	فیصل کمپیوٹرس دیوبند
مطبع	فیصل پریس دیوبند
ناشر	فیصل پبلیکیشنز جامع مسجد دیوبند
فون	0091-1336-224110,22694,9359210398
فیکس	0091-1336-224110

Printed & Distributed by

FB FAISAL BROTHERS

468, Gali Bahar Wali Chhatta Lal Mian
Daryaganj New Delhi.110002 Ph. 23245665
e-mail : faisal_india@rediffmail.com
website : www.faisalindia.com

اللہ اللہ اللہ

کتاب سے پہلے

الحمد لله و کفی و سلام علی عبادی الذین اصطفی امابعد......!

زیرِ نظر کتاب ﴿تمنائے دل﴾ حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم کے محبت الٰہی کے موضوع پر مشتمل ان خطبات کا مجموعہ ہے، جنکو حضرت نے دنیا کے مختلف ممالک میں پیش کیا، انمیں اکثر بیانات وہ ہیں جو ملک زامبیا میں بحالت اعتکاف ہوئے اور یہ عاجز براہ راست انکا سامع رہا ایک صاحب دل کے عشق الٰہی میں ڈوبے ہوئے ان خطبات کو جب ٹیپ رکارڈ کی مدد سے مرتب کرنا شروع کیا تو دل کی عجیب کیفیت رہی اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب کریم اپنے خاص فضل وکرم سے اسکو قبول فرما کر اپنے مقبول بندوں میں شمار فرمائیں اور کتاب سے فائدہ اٹھانے والوں کے لئے یہ کتاب اللہ کے قرب کا ذریعہ بنجائے، نیز قارئینِ کرام سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ حضرت والا کیلئے دعا فرمائیں اللہ رب العزت حضرت والا کو سلامت باکرامت رکھے اور انکے فیض کو تاقیامت جاری رکھے آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

فقیر صلاح الدین سیفی نقشبندی عفی عنہ

خطبات ایک نظر میں

نمبر شمار	نشست نمبر	صفحہ نمبر
۱	نشست نمبر ﴿ ۱ ﴾	۵
۲	نشست نمبر ﴿ ۲ ﴾	۲۹
۳	نشست نمبر ﴿ ۳ ﴾	۵۷
۴	نشست نمبر ﴿ ۴ ﴾	۷۷
۵	نشست نمبر ﴿ ۵ ﴾	۹۷
۶	نشست نمبر ﴿ ۶ ﴾	۱۲۷
۷	نشست نمبر ﴿ ۷ ﴾	۱۵۱
۸	نشست نمبر ﴿ ۸ ﴾	۱۸۵
۹	نشست نمبر ﴿ ۹ ﴾	۲۱۹

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

تمنائے دل

نشست ﴿۱﴾

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنــــــاوین	صفحہ نمبر
۱	محبت الٰہی کا جذبہ	۹
۲	محبت کا انداز جدا جدا	۹
۳	محبت کیا دلاتی ہے؟	۹
۴	محبت وعداوت	۱۰
۵	اللہ رب العزت سے محبت	۱۱
۶	اللہ کی ذات سے اللہ کو مانگئے	۱۲
۷	حصول محبت کے موانع	۱۳
۸	نظر کا کرشمہ	۱۴
۹	مقصود حقیقی اللہ کی ذات	۱۵
۱۰	راندۂ بارگاہ ہونے کی اصل وجہ	۱۶
۱۱	اللہ کی محبت کس دل پر حرام ہے؟	۱۷
۱۲	جب محبت نے تڑپایا	۱۷
۱۳	جن پر اللہ فخر کرتے ہیں	۱۹
۱۴	اللہ کی محبت میں زندگی	۲۰
۱۵	اللہ کی مہربانی	۲۱
۱۶	پیارے کی آزمائش	۲۲
۱۷	قرآن کی محبت	۲۵
۱۸	قرآن پاک کی برکات	۲۶

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

جس کی آنکھ میں عشق الٰہی کا سرمہ لگا ہو اس کی نظر میں عرش سے تحت الثریٰ تک کوئی حجاب نہیں رہتا عاشق جب اپنی ذات پر نظر ڈالتا ہے تو اپنے آپ کو سراپا خطا محسوس کرتا ہے جب محبوب کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو اسے سراپا عطا دیکھتا ہے پس اسی سے امیدیں بندھیں رہتی ہیں اور وہ اس در پر پڑا رہتا ہے۔

الٰھی کیف ادعوک وانا عاص

وکیف لا ادعوک وانت کریم

﴿الٰہی میں تجھ سے کیسے مانگوں کہ میں خطا کار ہوں اور تجھ سے کیسے نہ مانگوں کہ جب تو اتنا کریم ہے﴾

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد......!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت نے انسان کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرمایا یہ انسان اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے اور مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے آنکھ کا کام ہے دیکھنا زبان کا کام ہے بولنا، کان کا کام سننا، دماغ کا کام سوچنا اور دل کا کام محبت کرنا ہے، کوئی بھی انسان دنیا میں ایسا نہیں کہ جس کو کسی سے محبت نہ ہو یہ اور بات ہے کہ اسکو اللہ رب العزت سے اگر محبت ہے تو یہ محبت اجر کا باعث ہے اور اگر اسکو اپنے نفس اور خواہشات کی وجہ سے محبت ہے تو یہ چیز اسکے لئے گناہ کا باعث ہے۔

دل بہر محبت ہے محبت یہ کرے گا
لاکھ اسکو بچا تو یہ کسی پر تو مرے گا

جیسے کمرے میں یا تو روشنی ہوگی یا پھر اندھیرا ہوگا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ روشنی بھی نہیں اندھیرا بھی نہیں دو میں سے ایک چیز ضرور ہوگی اسی طرح یا تو دل میں اللہ رب العزت کی محبت کی روشنی ہوگی اگر یہ نہیں تو مخلوق کی محبت کا اندھیرا ضرور ہوگا، کہنے والوں نے کہا کہ۔

پتھر سے ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر

تو محبت یہ دل کا ایک کام ہے فطرت ہے تقاضہ ہے۔

محبت الٰہی کا جذبہ:

انسان کے اندر اپنی تخلیق کے اعتبار سے نقائص تو بہت ہیں مگر اس میں ایک عجیب جذبہ رکھ دیا گیا ہے۔ وہ جذبہ اگر آ جائے تو انسان کی کمزوری کو اس کی قوت میں بدل دیتا ہے، انسان کے جہل کو اس کے علم میں بدل دیتا ہے، انسان کی کوتاہیوں کو اس کی خوبیوں میں تبدیل کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جنت کا حق دار بن جاتا ہے اس جذبہ کا نام "محبت الٰہی" ہے۔ یہ محبت الٰہی کا جذبہ انسان کے لئے ایسا ہے جیسے کسی پودے کے لئے پانی ہوتا ہے، پانی نہ ملے تو سر سبز پودے کے پھول اور پتیاں مرجھا کر زمین پر گر جاتی ہیں اور اگر اس مرجھائے ہوئے پودے کو پانی دے دیجئے تو وہ پھر کھل اٹھتا ہے۔ انسان کے اندر محبت الٰہی کے جذبہ کی مثال بھی یہی ہے کہ جس انسان میں محبت الٰہی کا جذبہ بیدار ہو جائے اس کی صفات کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور اس میں ایمان کی خوشبو آنے لگتی ہے اور خشبو ماحول کو مہکا دیا کرتی ہے۔

محبت کا انداز جدا جدا

محبت کا لفظ تو ہر جگہ استعمال کرتے ہیں اسکا انداز جدا جدا ہوتا ہے مثال کے طور پر سمجھنے کے لئے ایک لڑکی کو اپنے بھائی سے بھی محبت ہوتی ہے مگر اسمیں ہمدردی کا پہلو غالب ہوتا ہے، اور ایک لڑکی کو اپنے باپ سے بھی محبت ہوتی ہے مگر اسمیں ادب کا پہلو غالب ہوتا ہے، ایک لڑکی کو اپنے بیٹے سے بھی محبت ہوتی ہے مگر اسمیں شفقت کا پہلو غالب ہوتا ہے اور ایک لڑکی کو اپنے خاوند سے بھی محبت ہوتی ہے مگر اسمیں جذبات کا پہلو غالب ہوتا ہے تو محبت کا لفظ تو سب کے لئے ایک ہی ہے مگر انداز جدا جدا ہیں۔

محبت کیا دلاتی ہے؟

اسی طرح مؤمن کو بھی اس دنیا میں بہت ساری محبتیں ہوتی ہیں مثال کے طور پر مؤمن سے محبت کرنا اللہ رب العزت کے نزدیک بڑے اجر کا

باعث ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جن دو انسانوں کے درمیان اللہ کی رضا کے لئے محبت ہوگی اللہ تعالی قیامت کے دن انکو عرش کا سایہ عطا فرمادیں گے، تو ایمان والوں کے ساتھ اسلئے محبت ہونا کہ یہ ایمان والے ہیں اللہ کے بندے ہیں یہ اجر کا باعث ہے اسی طرح ماں باپ کے ساتھ محبت کا ہونا یہ ایک فطری عمل ہے اور اس پر اللہ رب العزت کی طرف سے اجر ملتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں آیا کہ ماں یا باپ کے چہرے پر محبت کی ایک نظر ڈالنا اس پر انسان کو ایک مرتبہ حج یا عمرہ کرنے کا ثواب ملتا ہے، اپنے استاذ کے ساتھ یا دین کے عالم کے ساتھ محبت کا ہونا یہ بھی اجر کا باعث ہے چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص نے کسی عالم کے ماتھے پر بوسہ لیا اسکے علم کی وجہ سے ادب کی وجہ سے احترام کی وجہ سے تو اس عالم کے سر پر جتنے بال ہوں گے اللہ تعالی اتنی نیکیاں اس بندے کے نامۂ اعمال میں لکھوائیں گے اسی طرح ایک خاوند کو اپنی بیوی سے بھی محبت ہوتی ہے یہ بھی اجر کا باعث ہے حدیث پاک میں فرمایا گیا [خیر کم خیر کم لاھله] ''تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو تم سے اپنے اہل خانہ کے لئے بہتر ہے'' اور ایک روایت میں آتا ہے کہ جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ رب العزت ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں اگر یہ محبتیں نہ ہوتیں تو انسان دنیا میں مل جل کر زندگی نہ گزار سکتا یہ ضروری تھی لیکن اللہ رب العزت نے انکی ایک حد متعین کردی وہ حد کیا ہے حد یہ ہے کی انسان مخلوق سے کٹے اور اللہ رب العزت سے جڑے پھر اللہ رب العزت کی نسبت کے ساتھ اللہ کی مخلوق سے تعلق قائم کرے یعنی مخلوق سے جو تعلقات ہیں وہ اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ اللہ رب العزت کے حکم کی وجہ سے ہوں اگر محبتوں کا یہ انداز ہوگا تو پھر یہ تمام تعلقات انسان کے لئے اجر کا باعث ہوں گے اس پر اللہ رب العزت کی رضا نصیب ہوگی۔

محبت وعداوت

اس دنیا میں مؤمن کا جینا مرنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے، حدیث پاک

میں آتا ہے [مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدْ اِسْتَكْمَلَ الْاِيْمَان] ''جس نے اللہ ہی کیلئے محبت کی اور کسی سے بغض رکھا تو بھی اللہ کیلئے اور کسی کو دیا تو بھی اللہ کیلئے، اور کسی کو نہ دیا تو بھی اللہ کیلئے، اسنے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا'' تو مکمل ایمان حاصل کرنے کیلئے یہ چار باتیں ہمیں اپنے اندر پیدا کرنی پڑیں گیں:

(۱) محبت اللہ کیلئے، (۲) عداوت اللہ کیلئے (۳) دینا اللہ کیلئے (۴) روکنا اللہ کیلئے۔

ہمارا ہر ایک سے تعلق اللہ رب العزت کی رضا کیلئے ہو یہ نسبت ہو اس سے انسان اللہ رب العزت کے قریب ہوتا جاتا ہے، یہ محبت کیسی ہو؟ قرآن مجید میں فرمایا ﴿ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالی سے شدید محبت ہوتی ہے'' یعنی فقط محبت کا لفظ ہی نہیں لیا شدید کا لفظ لیا اسکی پہچان یہ ہے کہ جب بندہ نام سنتا ہے تو تڑپ جاتا ہے۔

اک پل بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

تو ایسا بندہ اگر اذان کی آواز سنتا ہے تو پھر وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا جب تک کہ وہ نماز کو ادا نہیں کرلے گا پھر فجر کے وقت اسکو بار بار جگانے کی ضرورت نہیں پڑتی ایک مرتبہ گھر کے کسی فرد نے بتا دیا کہ فجر کا وقت ہو چکا اب بستر سے اٹھنے میں اسے دیر نہیں لگے گی۔

اللہ رب العزت سے محبت کی پہچان

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی کی محبت کا اندازہ لگانا ہو تو اسکی دعاوں کو دیکھو کہ وہ اللہ سے مانگتا کیا ہے بڑی سادہ سی پہچان ہے، اگر ہر وقت یہ ہاتھ اٹھا کے کاروبار مانگ رہا ہے، مال مانگ رہا ہے، دنیا کی عزتیں اور دنیا کے عہدے مانگ رہا ہے، تو معلوم یہ ہوا کہ اس کے دل میں دنیا کی محبت غالب ہے اور اگر یہ اللہ رب العزت

ہے اللہ کا تعلق مانگتا ہے اللہ کی رضا مانگتا ہے قیامت کے دن کی کامیابی مانگتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسکے دل میں اللہ کی محبت غالب ہے ایک اصول کی بات ہے کہ دنیا میں انسان اپنی پریشانی اسکو بتاتا ہے جو سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے جسکو سمجھتا ہے نا یہ میرے بہت قریب ہے اپنی دل کی پریشانی اسی کو بتاتا ہے تو اگر اللہ رب العزت کی محبت اسکے دل میں غالب ہوگی تو یہ مخلوق سے شکوے نہیں کرے گا، بلکہ دعاؤں میں اپنے پروردگار سے اپنے حالات کہے گا تو دعاوں سے پہچان ہوتی ہے کہ اسکے دل میں محبت کس چیز کی غالب ہے اسلئے نبی علیہ السلام نے ہمیں دعا سکھائی [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ] "اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اے اللہ جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں میں انکی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں" معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت یہ بھی مطلوب ہے اور اللہ والوں کی محبت بھی اس مطلوب کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنجاتی ہے اسلئے وہ بھی اللہ تعالی سے مانگنی چاہیئے تو یہ نعمتیں ہیں اللہ رب العزت جسکو عطا فرما دیتا ہے۔

اللہ کی ذات سے اللہ کو مانگئے

آج دنیا میں اللہ رب العزت سے کاروبار مانگنے والے بڑے، گھربار مانگنے والے بڑے، اچھی بیوی اولاد دنیا کی عزت دنیا کے عہدے یہ مانگنے والے آج بڑے ہیں، لیکن آج دنیا میں اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں کہ جو اسلئے روئیں کہ اے اللہ میں آپ کا تعلق چاہتا ہوں میں آپ کی رضا چاہتا ہوں جو رات کے آخری پہر میں اپنے مالک کو منانے کے لئے روئیں جو غمزدوں کی طرح راتیں گذاریں یہ لوگ آج دنیا میں بہت تھوڑے ہیں ہمارے اسلاف تو تہجد کے بعد اللہ کو مناتے ہوئے ایسے روتے تھے جیسے کسی بچے کو مار پڑ رہی ہو جھڑکیاں پڑ رہی ہوں اور وہ باپ کے سامنے روتا ہے اور منت سماجت کرتا ہے منانے کیلئے اس طرح وہ اپنے پروردگار کو منانے کیلئے رویا کرتے تھے آنسوؤں کی لڑیاں انکے رخساروں سے بہا کرتی تھیں اتنا اللہ رب العزت سے مانگتے تھے تو یہ چیز مانگنے سے مل جاتی

ہے محنت سے ملتی ہے تو اللہ رب العزت کی محبت وہ ہماری زندگی کا مقصود ہے اس محبت کے بغیر زندگی کا کیا مزا، یا اللہ تیرے بنا بھی کیا جینا اللہ رب العزت کے بغیر زندگی کا کیا لطف ہے دنیا کی مصیبتوں کی خاطر بندہ ٹھوکریں کھاتا بھی پھرا تو فانی چیزیں ہیں بالآخر بندے سے چھین لی جائیں گی اسلئے کسی بزرگ نے کہا کہ جس انسان نے کسی مخلوق سے محبت کی ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو انسان اللہ رب العزت سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا۔

حصول محبت کے موانع

اللہ تعالی کی محبت کے حاصل ہونے میں دو چیزیں رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں

(۱) ایک جمال (۲) اور دوسرا مال

☆...... جمال کیسے رکاوٹ بنتا ہے؟ یہ ہر ایک کو پتا ہے، مسجد میں نماز پڑھی باہر نکلتے ہیں تو آنکھ قابو میں نہیں اِدھر بھی ہوس سے نگاہ پڑ رہی ہے اور اُدھر بھی ہوس کی نگاہ پڑ رہی ہے اِدھر اُدھر ہوس کی نگاہوں کا اٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جمال اسکے لئے پھندہ بن گیا ہے آنکھ غیر محرم سے قابو میں نہیں رہتیں آجکل مردوں کے لئے یہ سب سے بڑا فتنہ ہے،

☆...... دوسرا فتنہ مال ہے اور یہ مردوں کی نسبت عورتوں کے لئے زیادہ بڑا فتنہ ہے ، مال کی محبت عورت کے دل میں شدید ہوتی ہے اور جمال کی محبت مرد کے دل میں شدید ہوتی ہے اور آج کے نوجوانوں کو مال اور جمال کے پھندوں نے پھنسا دیا اور اللہ سے دور کر دیا اسلئے اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں دو چیزوں سے نظریں ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

(۱) ...... ارشاد فرمایا ﴿ وَلَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَا بِهٖ اَزْوَاجًامِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ﴾ اے محبوب آپ ان کافروں کے مال کو نہ دیکھیں انسے اپنی نگاہوں کو ہٹا لیجئے یہ چند دن کی چاندنی ہے ان سے اپنی نگاہیں ہٹا لیجئے تو ایک تو مال سے نگاہیں ہٹانے کا حکم دیا انکی طرف دیکھو ہی نہیں

(۲)...... اور دوسرا غیر محرم کی طرف سے نگاہیں ہٹانے کا حکم دیا فرمایا ﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْامِنْ اَبْصَارِهِمْ ﴾ ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو

نیچار کھیں یعنی جمال سے اور مال سے نگاہوں کا پرہیز کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک چیز ایسی ہے جس کی طرف نگاہیں جمانے کا حکم دیا پروردگار عالم فرماتے ہیں ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ﴾ اے محبوب اپنے آپ کو صبر دیجئے اپنے آپ کو بٹھایئے اپنے آپ کو نتھی رکھئے جو صبح وشام اللہ کی رضا کیلئے اسکی یاد کرتے ہیں اور اے مرے محبوب آپ کی نگاہیں انکے چہروں سے ادھر ادھر ہٹنے نہ پائیں ان پر نگاہیں جمائے رکھئے'' تو ایک چیز پر نگاہیں جمانے کا حکم دیا، وہ لوگ جو صبح شام اللہ کی یاد کرتے ہیں قرآن عظیم الشان ہمیں یہ سبق دے رہا ﴿وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ﴾ تمہاری نگاہیں ان کے چہروں سے ہٹیں نہیں ہر وقت انکی طرف نگاہیں لگی ہوئی ہوں معلوم ہوا کہ یہ نگاہیں اگر اللہ والوں کے چہروں پر لگی رہیں گی تو پھر بندے کا راستہ بھی سیدھا رہے گا، وہ خود بھی اللہ کے قریب ہوتا چلا جائے گا، تو دو چیزوں سے نگاہیں ہٹانے کا حکم دیا ایک مال سے اور ایک جمال سے، اور ایک چیز پر نگاہ جمانے کا حکم دیا اور وہ ہے اللہ والوں کے چہروں پر نگاہیں جمانے کا حکم ﴿وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْھُمْ﴾ ''اگر آپ نگاہیں ہٹائیں گے'' ﴿تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ ''پھر آپ دنیا کی زینت کے چاہنے والے بن جائیں گے۔

نظر کا کرشمہ

انسان کی نگاہیں یہی ترقی کا ذریعہ بنجاتی ہیں اگر صحیح استعمال کی جائیں اور یہی تنزلی کا ذریعہ بنتی ہیں اگر غلط استعمال کر لی جائیں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے دل پر مصیبتیں اسکی آنکھوں کی بنا پر آتی ہیں جسکی آنکھ قابو میں نہیں اسکا دل قابو میں نہیں اور جس کا دل قابو میں نہیں پھر اسکی شرم گاہ قابو میں نہیں اور یہ سو فیصد پکی بات ہے اسلئے انسان اپنی نگاہوں کو محفوظ رکھے، دل محفوظ رکھنے کا سب سے پہلا طریقہ یہی ہے۔

دیکھئے اگر اماں حوا علیھا السلام شجر ممنوعہ کو نہ دیکھتیں تو کیا اسکو کھانے کا

خیال دل میں آتا؟ نہیں اگر قابیل ہابیل کی بیوی کی طرف نہ دیکھتا تو کیا اسکو قتل کرتا؟ اگر زلیخا یوسف علیہ السلام کی طرف نہ دیکھتی تو کیا اسکے تذکرے اتنے مشہور ہوتے؟ معلوم ہوا کہ ان تمام واقعات میں ابتدا آنکھ سے ہوئی تو یہ آنکھ ہی ہے جو انسان کو فتنوں میں الجھا دیتی ہے اور اگر اسی نگاہ کو اللہ والوں کے چہروں پر استعمال کریں بسا اوقات ایک مرتبہ کی نظر بندے کی زندگی کا رخ بدلنے کا سبب بنجاتی ہے، تو اللہ رب العزت چاہتے ہیں بندے آپس میں بھی محبتوں کے ساتھ مل جل کر زندگی گذاریں مگر میرے حکموں کے مطابق اور اگر یہ تعلقات انکے اتنے بڑھ جائیں کہ یہ میرے تعلق کو پیچھے کرنے لگیں تو انکو ٹھوکر لگا دیں کیوں کہ اصل انکا مقصود وہ میری محبت ہے اس نقطے کو سمجھنے کی ضرورت ہے

مقصود حقیقی اللہ کی ذات

مقصود حقیقی ہمارا کون ہے وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے اللہ رب العزت بڑے مہربان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ بندوں کے دل میں میری محبت ہو جتنی انسان کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت زیادہ ہوگی اتنا اللہ کے یہاں اسکا درجہ زیادہ ہوگا، حدیث پاک میں آتا ہے حدیث قدسی ہے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں ﴿ الاطال شوق الابرار الی لقائی وانا الیھم لاشد شوقا﴾ "جان لو جو مجھ سے محبت کرنے والے ہیں انکا میری ملاقات کا شوق بڑھ گیا میں انکی ملاقات کے لئے انسے بھی زیادہ مشتاق ہوں" اندازہ لگایئے کہ جب کوئی بندہ اللہ کی ملاقات کا شوق کرتا ہے اللہ تعالی اس بندے سے زیادہ محبت فرماتے ہیں۔

بعض اوقات بندے پر اللہ تعالی کی محبت اتنی غالب آجاتی ہے کہ سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک وہ اللہ کی محبت میں لبریز ہو جاتا ہے اسلئے فرمایا کہ بعض بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرتے کرتے ایک ایسے مقام کو پہنچ جاتے ہیں حدیث قدسی ہے [کہ پھر میں انکی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتے ہیں میں انکے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتے ہیں میں زبان بنجاتا ہوں

جس سے وہ بولتے ہیں] سبحان اللہ یہ کتنا اعزاز کا مقام ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں بندے کی آنکھ بنجاتا ہوں اسکے کان بنجاتا ہوں۔

یہ محبت الٰہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے اسلئے

عشق نہ ہو تو شرع ودیں بتکدۂ تصورات

اگر دین سے اس محبت الٰہی کو نکال لیا جائے تو یہ بتکدۂ تصورات رہ جاتے ہیں، اصل چیز محبت الٰہی ہے۔

راندۂ بارگاہ ہونے کی اصل وجہ

علماء نے لکھا ہے کہ شیطان عابد تھا اتنا عبادت گذار تھا کہ زمین کے چپے چپے پر سجدہ کیا تھا اور عالم تھا اسکے پاس علم تھا اس علم کی وجہ سے ہی تو لوجک (LOGIC) پیش کرنے لگا کہ میں اس سے افضل ہوں ﴿خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ﴾ ”مجھے آگ سے پیدا کیا جو اوپر کی طرف جاتی ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا“ تو یہ دلیل اس علم کی وجہ سے پیش کی تو شیطان عابد تھا، عالم تھا عارف تھا اسکو معرفت تھی اس بات کی کہ اللہ رب العزت جب جلال میں آجاتے ہیں تو عین جلال کے عالم میں بھی اللہ سے اسکی رحمت جدا نہیں ہوتی عین جلال کی حالت میں بھی اللہ کی صفتِ رحمت موجود ہوتی ہے اسلئے جب اللہ نے فرمایا ﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ﴾ نکل جا یہاں سے دفع دور ہو جا تو کہنے لگا ﴿رَبِّ اَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ﴾ باوجود اللہ کے جلال کے کہنے لگا اللہ مجھے مہلت دیدے تو اللہ نے عین جلال کے عالم میں اسکو مہلت عطا فرمادی“ لیکن وہ عاشق نہیں تھا اسلئے ٹھوکر کھا گیا اگر عاشق ہوتا تو پروردگار عالم کی طرف سجدے کا حکم سن کر سجدہ کیئے بغیر کھڑا نہ رہتا، اسی وقت سجدے کے اندر گر جاتا حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے ہیں اس عشق الٰہی کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ ٹھوکر کھا گیا، تو یہ محبت الٰہی اتنی اہم ہے اسکو اللہ رب العزت سے مانگنے کی ضرورت ہے تاکہ ہمارے دل محبت الٰہی میں رچ بس جائیں یہ بھر جائیں اس محبت سے لبریز ہو جائیں

، یہ عجیب نعمت ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

یہ لذت آشنائی بھی کوئی عجیب چیز ہے،

اللہ کی محبت کس دل پر حرام ہے؟

اللہ رب العزت محبت کے معاملہ میں بڑے غیور ہیں اسلئے نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَنَا اَغْیَرُ وُلْدِ آدَمَ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّی] ''میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ غیور ہوں اور اللہ رب العزت مجھ سے بھی زیادہ غیور ہیں''، اسلئے دل میں محبت ہو تو اللہ رب العزت کی ہو، اور باقی محبتیں جو خلاف شرع ہوں ان سے انسان اپنے دل کو پاک کرے انکو اپنے دل سے نکالدے اسلئے فرمایا کہ جس دل میں دنیا کی محبت ہوتی ہے اس دل پر اللہ کی محبت حرام ہو جاتی ہے اور کہنے والوں نے کہا [حُبُّ الدُّنْیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ] دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے، تو محبت ہو تو اللہ رب العزت کی ہو۔

جب محبت نے تڑپایا

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے محبت تھی اسلئے کہ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالی نے جنت کے حسن کا ایک ذرہ عطا کر دیا تھا قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿مَا ھٰذَا بَشَرًا اِنْ ھٰذَا اِلاَّ مَلَکٌ کَرِیْمٌ﴾ کہ یہ تو بشر نہیں یہ تو کوئی بڑا مقرب فرشتہ ہے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں عورتوں کا یہ کہنا کہ ملک کریم یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انکو اس دنیا سے انوکھا کوئی حسن ملا تھا انکو عالم ملکوت کا حسن دیا گیا تھا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے انکو جنتی حسن کا ایک ذرہ عطا کر دیا تھا، آپ کا حسن ایسا تھا کہ جب عورتوں نے دیکھا تو وہ پھل کاٹنے کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھی تھیں یہ بات کرنی تو آسان ہے لیکن ذرا اسکو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آخر وہ کیسا حسن ہوگا کہ

جس کو دیکھ کر یہ اتنی حیران رہ گئیں کہ انکو پتہ ہی نہ چلا کہ وہ کسی پھل کو کاٹ رہی ہیں یا اپنی انگلیاں کاٹ رہی ہیں، ایسا حسن و جمال تھا چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو انسے محبت تھی، ایک مرتبہ یعقوب علیہ السلام نے انکو محبت کی نظر سے دیکھا اللہ رب العزت نے اسی پر انکو آزمالیا، نتیجہ کیا نکلا؟ کہ اب انکے بھائیوں نے فیصلہ کرلیا کہ یوسف علیہ السلام کو کہیں پھینک آتے ہیں چنانچہ یوسف علیہ السلام کو اپنے باپ سے جدا کردیا واپس آکر انہوں نے بہانا بنادیا ﴿ فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ﴾ ''ہمارے اس بھائی کو تو بھیڑیا کھا گیا'' چنانچہ یعقوب علیہ السلام نے تو صبر کرلیا لیکن انکے پاس یوسف علیہ السلام کا ایک بھائی تھا ''بنیامین'' یہ دونوں ایک ماں سے تھے اور وہ بھی شکل میں کچھ انسے مشابہت رکھتے تھے حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو یاد کرتے تھے اور روتے تھے مگر انکے بھائی کو دیکھ کر دل میں کبھی کبھی تسلی آجاتی تھی کہ میرا یوسف اس طرح کا تھا اللہ تعالی کی شان دیکھئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نو سال تک جیل میں رہے پھر قحط سالی ہوئی حتی کہ بھائی جو تھے وہ یوسف علیہ السلام سے غلہ لینے کے لئے گئے تو ایک مرتبہ وہاں جا کر کھڑے ہوئے تو یوسف علیہ السلام نے ایک حیلے سے بادشاہی پیالے کے ذریعہ بنیامین کو بھی اپنے پاس روک لیا اور جب بھائی گھر واپس آئے تو کہنے لگے ﴿ انَّ ابنکَ سَرَقَ ﴾ ابا جان آپکا یہ بیٹا بھی چور نکلا پہلے بیٹے یوسف علیہ السلام ویسے جدا ہو گئے تھے کہ جی انکو تو بھیڑیا کھا گیا اور اسکے بارے میں کہنے لگے کہ جی یہ تو چور نکلا انکو بادشاہ نے اپنے پاس روک لیا چنانچہ نہ بیٹا رہا اور نہ بیٹے سے تھوڑی سی مشابہت رکھنے والا جو بھائی تھا وہ رہا اب یعقوب علیہ السلام اس پر بڑے غمزدہ ہوئے اتنا روئے حتی کہ اللہ تعالی نے وہ بینائی بھی چھین لی جن نگاہوں کے ساتھ محبت بھری نگاہوں سے یوسف علیہ السلام کو دیکھا کرتے تھے نہ یوسف پاس رہے نہ یوسف علیہ السلام کے بھائی پاس رہے نہ وہ آنکھیں باقی رہیں جن سے یوسف علیہ السلام کو دیکھا کرتے تھے غمزدہ ہو گئے اور بالآخر ایک ایسا وقت آیا کہ بیٹے تسلیاں دیتے تھے کہ اے ابا جان

﴿وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا وَإِنَّا لَصَادِقُونَ﴾ آپ "ان بستی والوں سے جا کر تحقیق کر لیجئے ہم آپ کو سچی بات بتا رہے ہیں، لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نے جواب دیا ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ﴾ میں تو اس بات پر صبر کرتا ہوں اور پھر شکوے شکایت کس سے کیے؟ اتنی بات کہی ﴿إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ﴾ میں اپنے دل کا غم اور اپنا حزن اللہ کے سامنے بیان کرتا ہوں جب ہر طرف سے نگاہیں ہٹ گئیں اور دل میں یہ بات آئی کہا اِنَّمَا اَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي اِلَى اللّٰهِ میں اپنے دل کا غم اور شکوا اللہ کے سامنے بیان کرتا ہوں تو اب اللہ رب العزت کی رحمت جوش میں آئی، اے میرے یعقوب! اب آپ کو میری طرف اتنا رجوع ہوا ہر طرف سے آپ کی نگاہیں ہٹ گئیں میں آپ سے ان نعمتوں کو لینا تو نہیں چاہتا، اب آپ نے ثابت کر دیا کہ میری محبت غالب ہے آپ نے کسی بندے کے سامنے شکوا نہیں کیا بندے کے سامنے دل کے غم کی بات نہیں کہی پھر اللہ تعالی نے باپ اور بیٹے کو بھی ملا دیا تو دیکھئے محبت کی ایک نظر پڑی تھی پروردگار نے آزما لیا میرے بندے یعقوب آپ مجھے ثابت کر کے دکھا دیجئے میری محبت ہر چیز پر غالب ہے یا نہیں چنانچہ جب اپنا شکوا اور ماوا و ملجا اللہ کو قرار دیا تو اللہ رب العزت نے وہ سب نعمتیں جو چھینی تھیں واپس دیدیں بیٹا بھی واپس مل گیا نگاہیں بھی واپس مل گئیں، یہ نعمتیں لینا مقصد نہیں تھا بلکہ آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ میری محبت غالب ہے تو ان واقعات سے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالی اپنے قرب والوں کو اپنے پیاروں کو بعض اوقات جائز محبتوں میں بھی آزما لیا کرتے ہیں کہ بتاؤ محبت کس کی غالب ہے، تو جب جائز محبتوں میں بھی آزما لیتے ہیں تو پھر ناجائز محبتوں پر اللہ رب العزت کتنا ناراض ہوتے ہوں گے ہمیں اس بات کا اندازہ خود لگا لینا چاہیے

جن پر اللہ فخر کرتے ہیں

اللہ رب العزت اس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو بندہ اللہ رب العزت کی طلب کیلئے زیادہ کوشش کرنے والا ہو کتابوں میں لکھا ہے کہ دو بندوں سے اللہ تعالی

کو بہت محبت ہے اللہ تعالی انکی وجہ سے ملائکہ کے اوپر بھی فخر فرماتے ہیں فرمایا

(۱)..... ایک وہ بندہ کہ جہاد کے لئے ایک جماعت گئی وہاں سے واپس لوٹ رہی تھی اور تھکے ہوئے تھے جب واپس ایک جگہ پر پڑاو کیا تو کچھ لوگ انمیں سے ایسے تھے جو فورا سو گئے ایک بندہ ایسا تھا جو اللہ تعالی کی محبت میں تہجد میں کھڑا ہو گیا اللہ تعالی فرشتوں کو فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ بھی تو تھکا ہوا تھا لیکن میری محبت اتنی غالب ہے اس کے دل میں کہ یہ نیند کی آغوش میں جانے کی بجائے اس وقت مصلے پر میرے سامنے کھڑا ہو گیا اللہ تعالی ملائکہ میں اسکا تذکرہ فرماتے ہیں،

(۲)..... دوسرا وہ بندہ جس کی بیوی اسکے پاس موجود ہے وہ چاہے تو رات میں اسکے ساتھ وقت گذار سکتا ہے لیکن تہجد کے وقت میں پھر مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے اللہ رب العزت فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں دیکھو میری محبت اسکے اوپر کتنی غالب ہے کہ یہ ادھر ادھر مشغول ہونے کی بجائے یہ اس وقت مصلے پر کھڑا میرے سامنے ہاتھ باندھ کر میرے قرآن کو پڑھ رہا ہے اللہ تعالی ان دونوں بندوں کا تذکرہ فرشتوں کے سامنے بھی فرمادیتے ہیں، تو ان واقعات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ بندے کے دل میں سب سے زیادہ محبت ہو تو میری ہو تعلق ہو تو میرا ہو ایسا بندہ جب میرے پاس آئے گا پھر میں اس بندے کا اکرام کروں گا اور اس بندے کو اپنے قرب کے اعلی ترین مقامات عطا کروں گا یہ اللہ رب العزت کی عجیب نعمت ہے اس لئے جن لوگوں نے اللہ کی خاطر قربانیاں کیں اور اپنے نفس کو قابو میں رکھا پروردگار عالم انکو بہترین اجر اور بدلہ عطا فرمادیتے ہیں۔

اللہ کی محبت میں زندگی

سیدہ مریم کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ جب یہ ماں کے بطن میں تھیں اس وقت سے ہی ماں نے دل میں یہ عہد کرلیا تھا کہ اے اللہ ﴿ رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِی مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّی ﴾ اے اللہ جو کچھ میرے بطن میں ہے میںنے اسکو آپکے راستے میں نذر کردیا وقف کردیا آپ کی عبادت کے لئے

اے اللہ اسکو قبول کر لیجئے'' چنانچہ جب پیدائش ہوئی تو بچی تھی مگر انہوں نے پھر بھی انکو عبادت کے لئے وقف کردیا مسجد کے اندر زندگی گذارتی تھیں، عبادت میں زندگی گذاری، تمام لوگوں کو بھی پتہ تھا کہ اس بچی کو اعتکاف کی حالت میں رکھدیا گیا چنانچہ انکا عبادت ہی میں اللہ کے گھر میں وقت گذرتا حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچی اس وقت ماں نے اور رشتہ داروں نے سوچا کہ اب انکی شادی کردی جائے جب انکے سامنے بات کہی گئی کہ ہم آپ کی شادی کیوں نہ کردیں، اس پر وہ کہنے لگیں کہ چوں کہ مجھے اللہ کیلئے وقف کردیا گیا ہے اسلئے مجھے آپ اگر آپ اس ذمہ داری سے ایک ہی کی طرف رکھیں تو زیادہ بہتر ہے میں جس طرح اللہ کی یاد میں پہلے مشغول رہتی تھی میں اسی طرح مشغول رہوں گی چنانچہ جب انہوں نے اپنے جائز تقاضہ کو بھی ایک طرف کردیا اللہ کی محبت میں اور اپنے آپ کو اللہ کے دین کے لئے وقف کردیا اللہ تعالی کو بی بی مریم کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالی نے انکو بغیر خاوند کے بیٹا عطا فرمادیا بلکہ بی بی مریم کو اور انکے بیٹے کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنالیا قرآن پاک میں فرمایا ﴿وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَا آيَةً﴾ ''ہم نے اسکو اور اسکے بیٹے کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنایا اور قرآن مجید میں ایک سورت کا نام سورۃ مریم رکھا اور اللہ تعالی نے انکا بطور خاص تذکرہ فرمایا، اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالی نے انکے ساتھ وعدہ فرمالیا کہ جنت میں انکو نبی علیہ السلام کی بیوی بنادیا جائے گا۔

اللہ کی مہربانی

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب اماں خدیجۃ الکبری بیمار ہوئیں اور آپ کے وصال کا وقت قریب تھا تو اس وقت نبی علیہ السلام نے فرمایا خدیجہ زندگی اور موت کا پتہ نہیں اگر تیری موت قریب ہے تو اگر تو جنت میں جانا تو میری بیویوں کو سلام دیدینا خدیجۃ الکبرا رضی اللہ عنہا سن کر حیران ہوگئیں کہنے لگیں کہ اے اللہ کے محبوب آپ کی بیوی پہلی تو میں ہوں آپ کی جنت میں بیویاں کون؟ فرمانے لگے میری دو بیویاں مجھ سے پہلے وہاں جاچکیں ایک آسیہ جو فرعون کی بیوی تھی اسنے ایمان اختیار

کیا اللہ رب العزت نے اسکے ساتھ بھی وعدہ فرمایا جنت میں وہ میری بیوی بنے گی اور فرمایا دوسری مریم اسکے ساتھ بھی اللہ تعالی نے وعدہ فرمالیا جنت میں میری بی بی بنے گی تو دیکھئے اللہ کی محبت میں اللہ کی نیک بندی کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں نہیں ان ذمہ داریوں کو قبول کرتی بلکہ میں عبادت میں وقت گذار لیتی ہوں اللہ تعالی کو اسکی یہ بات اتنی پسند آئی بغیر خاوند کے بیٹا بھی دیدیا اور اسکے دنیا کے اندر تذکرے کردیئے انکی پاکدامنی کی قرآن پاک میں گواہیاں دیدیں انکے نام پہ قرآن کریم کی سورت بنادی اور پھر جنت میں انکو اپنے محبوب کی بیوی بنادیا اس سے بڑا رتبہ تو عورت کا کوئی اور ہو نہیں سکتا ذرا سوچنے کی بات ہے کہ جو لوگ اللہ کی محبت کے لئے کوئی قدم اٹھاتے ہیں پروردگار عالم ان پر کس قدر مہربان ہو جایا کرتے ہیں

پیارے کی آزمائش

حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے بیوی بھی دی، اولاد بھی دی، باغات بھی دیئے اور نبوت کا منصب بھی عطا فرمادیا، چنانچہ ایک مرتبہ شیطان اللہ رب العزت کے سامنے عرض کرنے لگا اے اللہ آپ کے یہ بندے ایوب علیہ السلام یہ تو اسلئے عبادت کرتے ہیں کہ آپ نے دنیا میں ہر نعمت انکو دے رکھی ہے بیوی اچھی انکو ملی اولاد انکو ملی باغات انکو ملے سب نعمتیں انکو ملی ہوئی ہیں تو یہ صبر اور شکر اور آپ کی حمد نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے؟ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اچھا تھوڑی دیر کے لئے یہ حالات تیری مرضی کے مطابق کردیتے ہیں، تو کیا چاہتا ہے؟ کہنے لگا یہ سب چیزیں ان سے چھن جائیں تو دیکھیں، چنانچہ اللہ تعالی نے شیطان کو تھوڑی دیر کے لئے اس معاملہ میں اختیار دیا چنانچہ اگلے دن آیا اور انکے باغات میں آگ لگادی اب جب آگ لگادی پھر ایک کسان کی شکل میں آیا حضرت ایوب ک علیہ السلام کے سامنے اور کہنے لگا فتنہ میں ڈالنے کے لئے کہ تم تو ہر وقت اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں آپ کے پروردگار نے کیا کیا آپ کے باغات ہی کو جلا ڈالا آپ کی نمازوں کا بھی کیا فائدہ، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ دفعہ ہو جا یہاں سے تو مجھے

شیطان نظر آتا ہے چنانچہ آپ پھر عبادت میں لگ گئے اگلے دن یہ ہوا کہ بیوی اور بچے چھت کے نیچے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے شیطان نے وہ چھت ان پر گرادی اور وہ سب کے سب دب کر مر گئے اور پھر ایک بندے کی شکل میں آیا جب دیکھا کہ وہ مر گئے تو ایوب علیہ السلام سے کہنے لگا آپ تو ساری رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہے اور اللہ تعالی کی طرف سے کیا معاملہ بنا کہ آپ کے بچے کو میں نے دیکھا کہ اسکا جو بھیجا تھا وہ نکل کر اسکی ناک کے راستے سے باہر آ گیا تھا اس نے ایسے انداز سے بات کی جیسے انکو وہ بڑا مظلوم ثابت کرے کہ آپ تو عبادت کر رہے تھے اور آپ کے بیوی بچوں کے ساتھ یہ معاملہ بنا کہ سب مر گئے آپ نے پھر فرمایا کہ تو مجھے شیطان لگتا ہے دفعہ ہو جا یہاں سے چنانچہ شیطان وہاں سے پھر بھاگا اب تیسرے دن کیا ہوا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نماز کی حالت میں تھے شیطان نے آکر انکے قریب ایک چراغ کو ٹیڑھا کیا اور اسمیں پھونک ماری جس سے انکے کپڑوں کو آگ لگ گئی جب کپڑوں کو آگ لگی تو سارا جسم جل گیا جب سارا جسم جلا تو اس وقت اس جسم کے اندر آہستہ آہستہ کیڑے پڑ گئے یہاں تک کے پورے جسم کے اندر کیڑے پڑ گئے کوئی ذرا سی بھی جگہ ایسی نہیں تھی کہ جس کے اندر وہ کیڑے موجود نہ ہوں اور اٹھارہ سال یہ آزمائش رہی تو جو باغات تھے وہ بھی گئے بیوی بچے تھے وہ بھی مر گئے اور اب جو صحت باقی تھی اسمیں بھی کیڑے پڑ گئے اور آپ کے بارے مین آتا ہے کہ آپ اتنے صبر والے تھے کہ جب کوئی کیڑا انکے جسم سے نیچے گر پڑتا وہ اسکو اٹھا کر دوبارہ زخم میں رکھ دیتے کہ جب میرے جسم کو اللہ نے تیری غذا بنایا ہے تو تم نیچے کیوں گرتے ہو اس کیڑے کو پھر زخم میں رکھ لیتے چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آکر کہا السلام علیکم انہوں نے جواب نہ دیا تھوڑی دیر کے بعد پھر کہا السلام علیکم تو اب انہوں نے جواب دیا جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا ایوب علیہ السلام سے کہ کیا بات ہے می نے پہلے سلام عرض کیا آپ نے جواب عنایت نہیں فرمایا، تو فرمانے لگے کہ اس وقت کیڑوں میں سے

ایک کیڑا میرے جسم کو کاٹ رہا تھا مجھے ڈر ہوا کہ اگر میں بولوں گا تو کہیں وہ کھانا نہ چھوڑ دے کہیں میری طرف سے کوتاہی نہ واقع ہوجائے اسلئے مینے سلام کے کلمات نہیں کہے تھوڑی دیر کے بعد اب اس نے کاٹنا چھوڑ دیا اسلئے اب مینے سلام کا جواب دیا، انکے اٹھارہ سال اس حال میں گذرے بالآخر اللہ رب العزت کو ان پر رحم آیا اللہ رب العزت نے انکی اس بیماری کو صحت میں تبدیل فرمادیا سبحان اللہ پھر وہ بیماری بالکل ختم ہوگئی پھر اللہ تعالی نے انکے بیوی بچے بھی عطا فرمادئے کیوں کہ یہ سب کچھ اللہ کی محبت میں ہوا اللہ تعالی نے قرآن پاک میں دو لفظ انکے بارے میں کہے فرمایا ﴿اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا﴾ ''ہم نے انکو صبر کرنے والا پایا'' ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ﴾ ''کتنا اچھا بندہ تھا'' ﴿اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾ ''وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا'' اب دیکھئے کہ اللہ تعالی کا کسی کو یہ کہدینا 'نعم العبد' وہ وہ میرا کتنا اچھا بندہ تھا یہ کوئی چھوٹی بات ہے؟ نہیں یہ بہت بڑی بات ہے کہ پروردگار عالم کسی کو آزمائیں اور پھر فرمائیں 'نعم العبد' وہ میرا کتنا اچھا بندہ تھا 'انہ اواب' وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا چنانچہ جب انہوں نے اللہ تعالی کی طرف رجوع کیا اس رجوع کا پھر نتیجہ کیا نکلا کیوں کہ آزمائش میں پورے اترے تھے اسلئے اللہ رب العزت نے پھر اپنی طرف سے نوازا چنانچہ اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتے ہیں ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ﴾ ''ہم نے ان کو انکے اہل خانہ بھی لوٹا دیئے اور جتنے بیوی بچے تھے اتنے اللہ تعالی نے انکو اور بھی دیدیئے'' اللہ تعالی جب آزماتے ہیں تو نعمت سے محروم کرنا مقصد نہیں ہوتا صرف امتحان لینا مقصد ہوتا ہے اور جب بندہ امتحان میں کامیاب ہوجاتا ہے تو پھر اللہ رب العزت اپنی نعمتوں کو دگنا کر کے لوٹا دیتے ہیں وَوَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ ہمنے انکے اہل خانہ کو انکو دیدیا ﴿وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ﴾ اور ان جتنے اللہ تعالی نے اور انکو اہل خانہ دیدیئے یہ کیا تھا ﴿نِعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا﴾ ''یہ ہماری طرف سے انکے لئے ایک نعمت تھی'' ﴿وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ''اور عقلمندوں کے لئے یہ ایک یادگار بات تھی'' تو اس لئے جو انسان اللہ کے راستے میں

کسی بھی خواہش کی قربانی دیتا ہے اللہ رب العزت پھر اسکی خواہش کو اپنی رحمت سے دگنا پورا فرما دیتے ہیں تو یہ اللہ تعالی کی رحمت ہے اللہ تعالی اس معاملہ میں یہ چاہتے ہیں کہ بندے کے دل میں سب سے زیادہ محبت میری ہو بس یہ اللہ تعالی کی چاہت ہے چنانچہ ہمیں جس سے جو تعلق ہو وہ اللہ رب العزت کی رضا کے لئے ہو جب دل میں اللہ رب العزت کے لئے تعلق ہوگا پھر اللہ رب العزت کی رحمت ہمارے اوپر ہوگی اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالی کی محبت میں ہی زندگی گذاریں اللہ تعالی سے اللہ ہی کو مانگیں کہ رب کریم ہمیں ایسی محبت عطا فرما کہ آپ کی عبادت ہمیں کرنا آسان ہو جائے راتوں کو جاگنا آسان ہو قرآن کی تلاوت میں مزا آنے لگ جائے ہمیں سجدے کا سرور نصیب ہو جائے آج ہم اپنی عبادتوں کو تو دیکھیں ہماری عبادتیں ایسی ہیں اللہ کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں نماز کی حالت میں ہمیں دوکان یاد آرہی ہوتی ہے ہمیں گھر بار یاد آرہا ہوتا ہے ہمیں اپنے دوست یاد آرہے ہوتے ہیں یہ کیسی عبادتیں ہیں کھڑے پروردگار کے سامنے ہیں اور دنیا کی یادیں پھر بھی جان نہیں چھوڑتیں یہ بے ذوق سجدے اور یہ بے سرور نمازیں جب ہم اللہ کے یہاں لیکر جائیں گے ایسا نہ ہو کہ انکو اٹھا کر کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ڈالدیا جائے میرے بندے میرے گھر میں آکر بھی تو غیر حاضر ہوا کرتا تھا اتنی دنیا کی محبت تیرے دل میں تھی کہ تو ادھر سے اپنے آپ کو فارغ نہیں کر پاتا تھا، ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ رب العزت سے اسکی ایسی محبت مانگیں کہ جب نماز کی تکبیر کہیں تو ساری دنیا کو بھول جائیں اور ایک اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں اللہ رب العزت ہمیں ایسی نمازیں پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن مجید پڑھنے کا ہمیں شوق عطا فرمادے ہمارے اسلاف کو اللہ رب العزت نے وہ عشق دیا تھا کہ انکے واقعات کو پڑھ کر حیران ہو جاتے ہیں۔

قرآن کی محبت

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک نوجوان تھا، حافظ قرآن تھا، حافظ حدیث تھا

اللہ رب العزت کی اس پر خاص رحمت تھی جب اسکا نکاح ہو گیا تو اپنی بیوی سے ملاقات کے لئے کمرے میں پہنچا اس وقت کی سنت یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے جائیں میاں بھی پڑھے، بیوی بھی پڑھے تا کہ اپنی زندگی کی ابتدا اللہ سے مدد مانگ کر کیجائے چنانچہ بیوی نے تو نفل جلدی سے پڑھ لئے اور یہ نوجوان جو نفل پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا تو قرآن مجید کی تلاوت کرنی شروع کر دی تلاوت کرتے کرتے اسکے ذہن سے خیال ہی نکل گیا چنانچہ پڑھتے پڑھتے جب اسنے سلام پھیرا تو فجر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا تب اسے احسا ہوا کہ او ہو بیوی تو انتظار میں تھی اس نے بیوی سے معذرت کی اور کہنے لگا کہ اچھا میں پھر دوبارہ آپ کے پاس ملنے کے لئے آؤں گا مسجد میں چلا گیا دن میں گھر والوں نے پوچھا دوست احباب نے پوچھا کہ بتاؤ تم نے اپنی بیوی کو کیسا پایا اب اسکو تو صحیح تعارف بھی نہیں ہو سکا تھا کوئی بات چیت ہی نہیں ہو سکی تھی تو انکو اندازہ ہو گیا کہ اسکی تو ملاقات ہی نہیں ہو سکی ہے انہون نے پوچھا کہ بات کیا بنی دوستوں نے بھی پوچھا اس نے آگے سے بتا دیا کہ میری تو اس سے ملاقات ہی نہ ہو سکی تو کچھ دوستوں نے انہیں خوش طبعی میں چھیڑنا شروع کر دیا کہ تم بھی کیسے نوجوان ہو اور کیسے مرد ہو کہ اپنی بیوی کی طرف توجہ ہی نہیں کی اسنے قسم کھا کر کہا کہ میں تو دو رکعت کی نیت سے مصلے پر کھڑا ہوا تھا قرآن نے مجھے ایسا اپنی طرف متوجہ کیا کی میرے ذہن ہی سے نکل گیا کہ یہ میرے لئے شادی کی پہلی رات ہے، میں معمول کے مطابق قرآن پڑھتا رہا جب مینے سلام پھیرا تو صبح صادق کا وقت قریب تھا، ایسی انکے دل میں قرآن کی محبت ہوتی تھی کہ جو انکو دنیا سے بے گانہ کر دیا کرتی تھی یہ نعمت اللہ تعالی ہر ایک کو نصیب فرمائے۔

قرآن پاک کی برکات

امام عاصم کوفیؒ انکے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ انکے منہ سے اتنی خوشبو آیا کرتی تھی کہ آدمی اس خوشبو کو سونگھ کر حیران ہوتا تھا ایک شاگرد نے پوچھا کہ

حضرت آپ اپنے منہ میں کونسی خوشبو رکھتے ہیں کہ ایسی خوشبو تو ہمنے کہیں اور نہیں سونگھی، تو آپ فرمانے لگے کہ مینے تو کوئی خوشبو والی چیز منہ میں نہیں ڈالی فرمانے لگے کہ مینے زندگی کے ستر سال مسجد نبوی میں قرآن پڑھنے میں گذار دیئے ایک مرتبہ مجھے خواب میں نبی علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا نبی علیہ السلام نے فرمایا عاصم تو اللہ کا قرآن ہر وقت پڑھنے میں مشغول رہتا ہے مجھے اس بات پر بڑی خوشی ہے یہ فرما کر نبی علیہ السلام نے میرے منہ کا بوسہ لیا جب سے نبی علیہ السلام نے بوسہ لیا میری آنکھ کھلی اس وقت سے میرے منہ سے خوشبو آتی ہے اللہ کا کلام پڑھنے والوں کا اگر خواب میں بھی نبی علیہ السلام بوسہ لیتے ہیں تو انکے منہ سے خوشبو آتی ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب قرآن پڑھنے والا قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے اسکے منہ سے ایسا نور نکلتا ہے فرشتے اترتے ہیں ہر فرشتہ اسکے منہ کے اوپر اپنا منہ رکھدیتا ہے اور اسکے منہ کے قریب اپنا منہ کر دیتا ہے کہ قرآن کا نکلتا ہوا نوران فرشتون کے اندر چلا جائے خوش نصیب ہیں وہ بچے جو صبح سے لیکر شام تک قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں یہ چوں کہ قرآن مجید مکمل ہونے کی محفل ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس وقت کی مانگی ہوئی دعائیں قبول ہوتی ہیں لھذا ہم عرض کرتے ہیں اپنے پروردگار سے کہ وہ ہمارے دل کی نیک تمناؤں کو پورا فرمادیں اور ہمیں فتنوں میں الجھنے سے محفوظ فرمائیں اور بقیہ زندگی کو گذری ہوئی زندگی سے بہتر بنادیں آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مناجات

میں ترے سامنے جھک رہا ہوں خدا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں گنہگار ہوں میں سیاہ کار ہوں
میں خطا کار ہوں میں سزاوار ہوں
میرے سجدوں میں تیری ہی حمد وثنا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میری توبہ ہے توبہ اے میرے الہ
مجھ گنہگار کو تو نہ دینا سزا
میری آہوں کو سن لے اے حاجت روا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا
میں تو غفار ہوں تو نے خود ہی کہا
نہیں کوئی نہیں ہے شہباز کا
بخشدوں گا تجھے یہ ہے وعدہ ترا
میرا کوئی نہیں اللہ تیرے سوا

اللّٰہ

تمنائے دل

نشست ۲

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام زامبیا لوساکا مسجد نور ۲۰۰۲

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحات
۱	محبت چھپائے نہیں چھپتی	۳۲
۲	فرق محبت	۳۳
۳	محبت کس کو کہتے ہیں	۳۴
۴	عشق کسے کہتے ہیں	۳۷
۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ	۳۸
۶	اللہ تعالیٰ غیور ہیں	۳۸
۷	عورت کی چونکا دینے والی بات	۳۹
۸	حسن بصریؒ کا تعجب	۴۰
۹	عشق الٰہی دل نکھارنے کا ذریعہ	۴۱
۱۰	محبت الٰہی کے نور کی طاقت	۴۱
۱۱	اللہ والوں کی موت	۴۲
۱۲	اللہ کے نام کی برکت	۴۴
۱۳	خالق کی محبت کا ثمرہ	۴۵
۱۴	لذت محبت	۴۶
۱۵	نبی کا بیٹا نبی	۴۷
۱۶	محبتِ الٰہی کا ذریعہ	۴۷
۱۷	ادب سے کیا مقام ملا	۴۸
۱۸	ایک عجیب بات	۴۹
۱۹	محبوب کی محبت کا واقعہ	۵۰
۲۰	اللہ کی محبت بھی عجیب چیز ہے	۵۱
۲۱	عاشق کی تمنا	۵۱
۲۲	عورتوں میں اللہ کی محبت	۵۲
۲۳	اللہ کے ایک عاشق کا حج	۵۳
۲۴	ایک عاشق کی تمنا	۵۵

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اقتباس

اللہ اکبر، زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے محبت تھی ملکہ سے ہٹا کے بھکارن بنا دی گئی اور یوسف علیہ السلام کو اللہ سے محبت تھی اللہ نے غلامی سے نکال کر وقت کا بادشاہ بنا دیا یہی نفسانی اور رحمانی محبت میں فرق ہوتا ہے ہر دور اور ہر زمانے میں جو یوسف علیہ السلام کے نقشے قدم پر چلے گا اللہ اسے فرش سے اٹھائیں گے اور عرش تک پہنچائیں گے اور جو زلیخا کے نقش قدم پر مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوگا اللہ تعالی اسے ملکہ کے درجہ سے ہٹا کر اسکو بھکارن بنا کر کھڑا کر دیں گے۔

﴿ از افادات ﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾ پ ۲/ ۱۶۵۴ا

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

''ایمان والوں کے دل اللہ کی محبت سے سرشار ہوتے ہیں''

محبت چھپائے نہیں چھپتی

عشق اور مشک یہ دونوں چھپے نہیں رہ سکتے، عشق بھی اپنے آپ کو ظاہر کر دیتا ہے اور مشک بھی اپنے آپ کو ظاہر کر دیتا ہے، محبت الٰہی چیز ہی ایسی ہے یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے اللہ رب العزت کی معرفت کو پالیا وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پالیا وہ وہ دنیا سے نفرت کیے بغیر رہ نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مطلب یہ کہ رگ رگ اور ریشے ریشے میں اللہ کی محبت سما جائے جس طرح اسفنج پانی میں ڈالا جائے تو پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے پانی سے بھر جاتا ہے، ہوتا تو اسفنج ہے لیکن اسکی ایک ایک نس میں پانی سما جاتا ہے اللہ والے بھی بالکل اسی طرح اللہ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں لھذا انکے رگ و ریشے میں اللہ کی محبت پیوست ہو چکی ہوتی ہے۔

دنیا چھوٹنے والی ہے

ایک مرتبہ جبرئیلؑ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا اے

اللہ کے نبی [عش ما شئت فانک میت واحبب ماشئت فانک مفارق واعمل ماشئت فانک مجزی بہ] ''جتنا چاہیں آپ دنیا میں زندگی گذاریں ایک دن آپ نے دنیا سے پردہ کرنا ہے، جس سے چاہیں آپ محبت کریں ایک دن آپ کو اس سے جدا ہونا ہے، جو چاہیں عمل کریں ایک دن آپ کو اسکا بدلہ ملنا ہے'' تو انسان جس سے بھی دنیا میں محبت کرے ایک نہ ایک دن اس سے جدا ہونا ہے تو یہ بات دلوں میں لکھ لیجئے کہ جو انسان مخلوق سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن مخلوق سے جدا کر دیا جائے گا اور جو انسان اللہ رب العزت سے محبت کرے گا ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا

فرق محبت

دونوں محبتوں میں فرق ہے، اللہ کی محبت نور ہے، مخلوق کی محبت ظلمت ہے، مخلوق کی محبت بدنامی ہے اللہ رب العزت کی محبت نیک نامی ہے، جو مخلوق کی محبت میں گرفتار انکے چہرے پر ویرانی ہوتی ہے اور جو اللہ رب العزت کی محبت میں گرفتار انکے چہروں پر بہار کی رعنائی ہوتی ہے، جو مخلوق کی محبت میں گرفتار انکے دلوں میں بےچینی ہوتی ہے اور جو اللہ رب العزت کی محبت میں گرفتار انکے دلوں کے اندر سکون ہوتا ہے، جو مخلوق کی محبت میں گرفتار اسکا انجام بالآخر برا ہوتا ہے اور جو اللہ رب العزت کی محبت میں گرفتار اسکا انجام اچھا ہوتا ہے، اسلئے مخلوق کی محبت میں حسد ہوتا ہے اور اللہ رب العزت کی محبت میں خلوص ہوتا ہے، دنیا کے کسی محبوب کے کئی عاشق ہو جائیں تو [illegible]ن میں حسد سے لڑ کے مر جائیں گے اور اللہ رب العزت کی محبت کرنے والے اکھٹے ہو جائیں تو ایک دوسرے کی خاطر قربان ہو جائیں۔

یوں تو ہوتی ہے رقابت لازماً عشاق میں
عشق مولیٰ ہے مگر اس تہمتِ بد سے بری

اللہ کا عشق اس تہمت سے بری ہے کہ اللہ کے عاشقوں میں رقابت نہیں ہوا کرتی، انمیں اخوت اور محبت ہوا کرتی ہے، انسان اگر دنیا سے محبت کرے گا تو بالآخر ایک دن دنیا سے جدا ہو جائے گا، ایسا بندہ جس کے دل میں ہر وقت دنیا کے خیال گھومتے رہیں حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ [من تشعبت به هموم الدنيا لم يبال الله في اى اودية هلك] "جس کا دماغ ہر وقت دنیا کے جھمیلوں میں گھرا رہے اللہ کو اس بات کی پروا نہیں وہ چاہے کسی وادی میں جا کر ہلاک ہو جائے" ہم دنیا سے محبت کرنے کے لئے نہیں اللہ رب العزت سے محبت کرنے کے لئے آئے ہیں اللہ تعالی سے محبت یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے۔

محبت کس کو کہتے ہیں

محبت کہتے ہیں کمال محویت کو کہ انسان کسی میں محو ہو جائے، بس اُسی کو دیکھنے کو دل کرے اسکی بات سننے کو دل کرے اسکے پاس بیٹھنے کو دل کرے، تو محبت چاہتی ہے کہ محبوب سے ملاقات ہو، لوگ ملاقات کے وقت تین دفعہ گلے ملتے ہیں یہ محبوب کا لفظ بھی ایسا لفظ ہے کہ جب اسکا تلفظ کیا جائے تو تین دفعہ دونوں ہونٹ آپس میں گلے ملتے ہیں آپ "محبوب" بولیں تو تین دفعہ ہونٹ آپس میں گلے ملیں گے، تو مومن کے دل میں بھی اللہ رب العزت کی ملاقات کا شوق ہوتا ہے عشق مجازی کی دنیا میں لیلی مجنوں کی داستان بہت مشہور ہے مولانا رومؒ نے بھی اسے بہت تفصیل سے لکھا وہ فرماتے ہیں یہ مجنوں نامی شخص سیدنا حسنؓ کے زمانے میں تھا اور اسکا نام قیس تھا اور قیس کہتے ہیں دانا عقلمند کو لیلہ سے محبت ہوگئی اور لیلہ کا نام لیلہ اسلئے تھا کہ وہ رات کی طرح کالی تھی ماں باپ نے اسلئے اسکا نام لیلہ رکھا چنانچہ ایک مرتبہ وقت کے حاکم کو خیال آیا کہ یہ لیلہ مجنوں کی بڑی داستانیں سنتے ہیں ذرا دیکھیں تو سہی کہ لیلہ کونسی حور پری ہے اس نے لیلہ کو جب

دیکھا تو حیران ہو گیا کہنے لگا کہ

از دگر خوباں تو افزوں نیستی
گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

(اے لیلہ تو تو دیگر حسینوں سے تو بڑھی ہوئی نہیں ہے

لیلہ نے کہا کہ خاموش رہو اسلئے کہ تیرے پاس مجنوں کی نگاہ نہیں ہے)

اگر تو مجھے مجنوں کی نظر سے دیکھتا تو میرے جیسا بندہ دنیا میں نظر نہ آتا ایک دفعہ یہ مجنوں جارہا تھا ان دنوں حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے اور خلافت انکے حوالہ کردی تھی ملاقات ہوئی سلام جواب ہوا حضرت حسنؓ نے فرمایا میں خلافت سے دست بردار ہو گیا اور مینے حکومت انہیں کو دیدی جن کو بجتی تھی تو جب اسنے سنا تو کہنے لگا کہ حضرت میرے خیال میں تو حکومت لیلہ کو بجتی ہے حضرت نے فرمایا اَنتَ مَجنُونٌ تو تو مجنون ہے تب سے اسکا نام قیس کی جگہ مجنون پڑ گیا، دیوانہ تھا بیچارہ اپنے بس میں نہیں تھا، چنانچہ ایک مرتبہ اسکے باپ نے اسکو کہا کہ بیٹا بہت بدنامی ہوگئی اب دعا مانگ کہ اے اللہ لیلہ کی محبت کو میرے دل سے نکال دیجیئے، ختم کردیجیئے، اسنے فوراً ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی اللھم زدنی حب لیلۃ "اے اللہ لیلہ کی محبت کو اور بڑھا دیجئے چنانچہ اسکے والد ایک مرتبہ پکڑ کے بیت اللہ لے گئے کہنے لگے کہ بہت بدنامی ہوگئی آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ تو سچی توبہ نہ کرلے چل توبہ کر، یہ توبہ کرنے لگا تو اسنے کہا

تبت من کل المعاصی
اللہ مینے ہر گناہ سے توبہ کرلی

ولکن حب لیلہ لااتوب
لیکن لیلہ کی محبت سے توبہ نہیں کرتا

اسکے والد نے ناراض ہوکر کہا کہ تو کر کیا رہا ہے؟ جب وہ بہت زیادہ ناراض

ہوئے تو اس نے مجبور ہو کر ہاتھ اٹھائے اور والد کے سامنے دعاء مانگنے لگا

الٰھی لاتسلبنی حبھا ابدا

یا اللہ اسکی محبت میرے دل سے کبھی نہ نکالنا

ویرحم اللہ عبدا قال آمینا

اور اللہ اس بندے پر رحم کرے جو اس دعا پر آمین کہدے۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک انسان کی محبت کیسے دیوانہ بنادیتی ہے وہ اپنے بس میں نہیں رہتا چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اسکو کسی نے دیکھا کہ ریت کے ڈھیر پر بیٹھے کچھ لکھ رہا ہے اس پر انہوں ایک شعر لکھا:

دید مجنوں را یکے صحرا نورد
در بیابان غمش نشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم
می نمودے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں
می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق اسم لیلہ می کنم
خاطر خود را تسلی می دہم

(ایک صحرا نورد نے ایک بار مجنوں کو دیکھا، غم کے بیابان میں یہ ایک مرتبہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا، ریت کو اسنے کاغذ بنایا ہوا تھا اور اپنی انگلیوں کو قلم، اور کسی کو کوئی خط لکھ رہا تھا، اسنے پوچھا اے مجنونِ شیدا تو کیا لکھ رہا ہے، تو کس کے نام بیٹھا یہ خط لکھ رہا ہے؟ مجنوں نے کہا کہ لیلہ کے نام کی مشق کر رہا ہوں، اسکے نام کو لکھ کر میں اپنے آپ کو تسلی دے رہا ہوں)۔

اس پر حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ دیکھو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے اسکا نام لینے سے بھی تسلی ہوتی ہے اور اسکا نام لکھنے سے بھی تسلی ہوتی ہے،

اللہ کی محبت عجیب چیز ہے

کتنی وابستہ ہے تسکین تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

اللہ تعالی کے نام میں عجیب لطف اور عجیب مزا ہے اسلئے اللہ والوں کو اللہ اللہ کا ذکر اچھا لگتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ نیویارک میں ایک غیر مقلد صاحب آئے اور کہنے لگے کہ آپ کو اللہ اللہ کہنے کے سوا اور کوئی کام نہیں؟ وہ خشک تھے بیچارے اللہ اکبر یقین کیجئے اس عاجز کی آنکھوں سے آنسو آگئے اور مینے اسے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ بھائی میری فریاد سن لے، قیامت کے دن یہی گواہی دے دینا کہ اس بندے کو دنیا میں اللہ اللہ کے سوا کوئی کام نہیں تھا

ٹپک پڑتے ہیں آنسو جب تمہاری یاد آتی ہے
یہ وہ برسات ہے جسکا کوئی موسم نہیں ہوتا

اللہ کی محبت چیز ہی عجیب ہے۔

عشق کسے کہتے ہیں

رہ گئی وہ محبت جو مخلوق کے جسموں کی محبت ہے وہ عشق نہیں وہ فسق ہے آج دنیا نے فاسق کا نام عاشق رکھدیا اور فسق کا نام عشق رکھدیا مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

ایں نہ عشق است کہ ایں کہ در مردم بود
ایں فساد از خوردن گندم بو،

(یہ جو مردوں کے اندر عشق ہوتا ہے اسکا نام عشق نہیں یہ تو گندم کھانے کی وجہ سے انکے اندر ایک جذبہ ہوتا ہے جسکو عشق کہدیتے ہیں) عشق حقیقت میں یہ ہے کہ انسان اللہ کے لئے قربان ہو جائے اللہ کا نام کو سن کر مزا آجائے، دل میں ٹھنڈ پڑ جائے اللہ کی یاد میں بیٹھنے کو جی چاہے، عبادت میں دل لگ جائے، اللہ کے دین کا کام کرنے میں مزا آئے اسکا نام عشق ہے اسکو محبت الٰہی کہتے ہیں چنانچہ اللہ

تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندے کے دل میں بس میری ہی محبت ہو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس عشق سے کوئی یہ مراد نہ لے کہ اب ماں باپ کی محبت بھی ناجائز اور پیر استاد کی محبت بھی ناجائز اور اولیاء اللہ کی محبت بھی ناجائز، نہیں ایسی بات ہر گز نہیں ہے، جب اللہ کی محبت کا لفظ بولا جاتا ہے تو شریعت نے جن محبتوں کو جائز قرار دیا وہ تمام محبتیں اس لفظ کے اندر شامل ہوتی ہیں اللہ کی محبت یہ تنہ ہے اور وہ سب اسکی شاخیں ہیں جب تنے کا نام لے لیا تو شاخیں خود اسمیں شامل ہو گئیں کئی لوگوں کے ذہن میں بات آتی ہے کہ جی عشق رسول کا نام ہی نہیں لیتے، بھائی جب عشق الٰہی کا نام لیا تو عشق رسول، اولیاء اللہ کی محبت، ماں باپ کی محبت جو شریعت میں جائز محبتیں ہیں وہ تمام کی تمام اس محبت کے اندر شامل ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میری محبت سے میرے بندوں کا دل لبریز ہو ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ﴾ ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ غیور ہیں

حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ مجھے ایک دھوبن نے توحید سکھائی کسی نے پوچھا حضرت وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ میرے ہمسایہ میں ایک دھوبی رہتا تھا میں ایک مرتبہ اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا گرمی کی رات میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا ہمسایہ سے میں نے ذرا اونچا اونچا بولنے کی آواز سنی پوچھا کہ بھائی خیریت تو ہے کیوں اونچا بول رہے ہیں؟ جب غور سے سنا تو مجھے پتہ چلا کہ بیوی اپنے میاں سے جھگڑ رہی تھی وہ اپنے خاوند کو کہہ رہی تھی کہ دیکھ تیری خاطر میں نے تکلیفیں گزاریں فاقے کاٹے، سادہ لباس پہنا، مشقتیں اٹھائیں ہر دکھ سکھ تیری خاطر میں نے برداشت کیا اور میں تیری خاطر ہر دکھ برداشت کرنے کیلئے اب بھی

تیار ہوں لیکن اگر تو چاہے کہ میرے سوا کسی اور سے نکاح کرلے تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہوسکتا میں تیرے ساتھ کبھی نہیں رہ سکتی فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں نے قرآن پر نظر ڈالی تو قرآن مجید کی آیت سامنے آئی ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ﴾ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے بندے جو بھی گناہ لیکر آئے گا میں چاہوں گا سب معاف کردوں گا، لیکن میری محبت میں کسی کو شریک بنائے گا تو پھر میرا تیرا گزارا نہیں ہوسکتا۔

عورت کی چونکا دینے والی بات

ایک فقیہ بڑے اللہ والے تھے وہ کہتے تھے کہ ہمیں تو توحید ایک عورت نے سکھائی کسی نے کہا کہ حضرت وہ کیسے؟ فرمانے لگے کہ ایک عورت مجھ سے مسئلہ پوچھنے کے لئے آئی کہ میرا میاں دوسری شادی کرنا چاہتا ہے آپ فتوی لکھ کر دیں کہ اسکو دوسری شادی کی اجازت نہیں، میں نے اسے سمجھایا کہ اللہ کی بندی یہ اللہ تعالی کا دیا ہوا اختیار ہے مرد اگر ضرورت محسوس کرے تو ایک سے زیادہ شادیاں کر سکتا ہے میں کیسے لکھ کر دے سکتا ہوں اُدھر سے اصرار اِدھر سے انکار وہ بڑا اصرار کرتی رہی کہ مجھے لکھ کر دیں جب میں نے دوٹوک لفظوں میں انکار کردیا تو اسنے ٹھنڈی سانس لی اور کہنے لگی کہ حضرت شریعت کا حکم رکاوٹ ہے اگر اجازت ہوتی اور میں آپ کے سامنے اپنا چہرا کھولتی تو آپ میرے حسن و جمال کو دیکھ کر لکھنے پر مجبور ہوتے کہ جس کی بیوی اتنی خوبصورت ہو اسکو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں، یہ کہہ کر وہ عورت تو چلی گئی لیکن مجھے توحید کا سبق سکھا گئی، میرے دل میں بات آئی اگر ایک عورت کو اللہ نے ظاہری حسن و جمال دیا اس حسن پہ اس کو اتنا ناز ہے کہ جس کی میں بیوی اسکو دوسری شادی کرنے کی اجازت نہیں ،میرے دل میں خیال آیا کہ پرودگار کے حسن و جمال کا کیا عالم! وہ کب

برداشت کرتے ہیں کہ جس کا میں پروردگار ہوں اسکو کسی اور طرف محبت کی نظر اٹھانے کی اجازت نہیں، تو واقعی بات تو ایسی ہی ہے اللہ رب العزت قطعا گوارا نہیں کرتے کہ اسکا کوئی بندہ محبت کی نظر کسی غیر پر ڈال رہا ہو۔

حسن بصریؒ کا تعجب

حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ مجھے چار واقعات زندگی میں بڑے عجیب لگے، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت وہ کونسے؟ کہنے لگے کہ

......(۱) ایک نوجوان کے ہاتھ میں چراغ تھا تو مینے نوجوان سے سوال کیا کہ بتاو یہ روشنی کہاں سے آئی تو جیسے ہی مینے یہ پوچھا کہ یہ روشنی کہاں سے آئی اسنے پھونک مار کے چراغ بجھایا اور کہنے لگا حضرت جہاں چلی گئی وہیں سے آئی تھی فرماتے ہیں کہ میں اس نوجوان کی حاضر جوابی کے اوپر آج تک حیران ہوں

......(۲) ایک مرتبہ دس بارہ سال کی ایک لڑکی آرہی تھی اسکی بات نے مجھے حیران کردیا، بارش ہوئی تھی پھسلن تھی میں مسجد جارہا تھا اور وہ بازار سے کوئی چیز لیکر آرہی تھی جب ذرا میرے قریب آئی تو مینے کہا کہ بچی ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا کہیں پھسل نہ جانا تو جب مینے یہ کہا تو اسنے آگے سے جواب دیا حضرت میں پھسل گئی تو مجھے نقصان ہوگا، آپ ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا اگر آپ پھسل گئے تو قوم کا کیا بنے گا؟ کہنے لگے کہ اس لڑکی کی بات مجھے آج تک یاد ہے اس لڑکی نے کہا تھا کہ آپ سنبھل کر قدم اٹھانا آپ پھسل گئے تو پھر قوم کا کیا بنے گا۔

......(۳) ایک مرتبہ میں نے ایک مخنس کو دیکھا جب اسے پتہ چل گیا کہ اسنے مجھے پہچان لیا تو مجھے کہنے لگا کہ میرا راز نہ کھولنا اللہ تعالی قیامت کے دن تمہارے رازوں پر پردہ ڈالیں گے۔

......(۴) ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا اسکے سامنے سے ایک عورت روتی ہوئی کھلے چہرے کے ساتھ کھلے سر کے ساتھ آگے سے گزری اسنے سلام پھیرا تو اس عورت

پر بڑا ناراض ہوا کہنے لگا کہ تجھے شرم نہیں آتی، دھیان نہیں ننگے سر کھلے چہرے کے ساتھ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے آگے سے گزر گئی اس عورت نے پہلے تو معافی مانگی اور معافی مانگ کر کہنے لگی کہ دیکھو میرے میاں نے مجھے طلاق دیدی اور میں اس وقت غمزدہ مجھے پتہ ہی نہیں چلا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں یا نہیں میں اس حالت میں آپ کے سامنے سے گذر گئی مگر حیران اس بات پر ہوں کہ میں خاوند کی محبت میں اتنی گرفتار کہ مجھے سامنے سے گزرنے کا پتہ نہ چلا اور تم اللہ کی محبت میں کیسے گرفتار ہو کہ کھڑے پروردگار کے سامنے ہو اور دیکھ میرا چہرا رہے ہو حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس عورت کی یہ بات مجھے آج تک یاد ہے اور واقعی ہماری نمازوں کا یہی حال ہے، نیچے کی منزل پر اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور اوپر کی منزل میں اگر کوئی ہمارا نام لے دے تو ہمیں نماز میں پتہ چل جاتا ہے کہ ہمارا نام پکارا گیا ہماری نماز کی توجہ کا یہ عالم ہوتا ہے

عشق الٰہی دل نکھارنے کا ذریعہ

سونے پر اگر ہلکا سا تیزاب ڈالیں تو تیزاب سونے کو تو کچھ نہیں کہتا اسکی میل کچیل کو صاف کر دیتا ہے۔ جس طرح تیزاب سونے کی میل کچیل کو صاف کر کے سونے کو نکھار دیتا ہے اسی طرح اللہ رب العزت کا عشق قلب کی ظلمتوں کو صاف کر کے انسان کے دل کو نکھار دیا کرتا ہے۔

محبت الٰہی کے نور کی طاقت

دنیا کی آگ جہنم کی آگ سے ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور جہنم کی آگ عشق الٰہی کی آگ سے ستر مرتبہ پناہ مانگتی ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے اور حضرت تھانویؒ نے بھی اسکو نقل کیا، فرماتے ہیں جب مؤمن جہنم میں سے گزرے گا تو جدھر سے گزرے گا اسکے ایمان کے نور کی برکت سے محبت الٰہی کے نور کی برکت سے جہنم کی آگ کا وہ حصہ ٹھنڈا ہو گا جہنم کہے گی [اِسرِع یامؤمن فان نورک اطفأ ناری

] ”اے مؤمن جلدی گزر تیرے نور نے تو میری آگ کو بجھا ڈالا“ تو یہ محبت الٰہی کا نور ایسا ہے یہ جہنم کی آگ کو بھی بجھادے گا۔

اللہ والوں کی موت

......اللہ والوں کی بھی موت ایسی ہوتی ہے خواجہ علاؤالدین عطارؒ عطار تھے عطر بیچتے تھے چھوٹی چھوٹی شیشیاں رکھتے تھے ایک اللہ والے آئے اور بڑی غور سے اسکی شیشیوں کو دیکھنے لگے یہ نوجوان تھے کہنے لگے بڑے میاں کیا دیکھ رہے ہو فرمانے لگے کہ دیکھ رہا ہوں کہ اتنی شیشیوں میں تمہاری جان اٹکی ہوئی ہے یہ کیسے نکلے گی نوجوان تھے غصے میں آگئے، کہنے لگے بڑے میاں تو میری جیسی تمہاری نکلے گی ویسی میری نکلے گی، تو جب انہوں نے یہ کہا بڑے میاں اس کے سامنے لیٹے اور انہوں نے چادر اپنے اوپر اوڑھ لی اور کہنے لگے کہ میری تو پھر ایسے نکلے گی لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کہہ کر سو گئے پہلے تو یہ اس واقعہ کو یوں ہی سمجھے لیکن جب ہلا کر دیکھا تو وہ انتقال کر چکے تھے بس اس واقعہ سے دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا پھر یہ بڑے اللہ والوں میں شامل ہوئے حتی کہ انہوں نے ”تذکرۃ الاولیاء“ جیسی کتاب لکھ ڈالی تو اللہ والوں کی تو ایسے موت آجاتی ہے۔

......سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے تھے ایک آدمی آیا اور پوچھتا ہے کہ کوئی اچھی جگہ ہے کہ جہاں کوئی مر سکے کہنے لگے ہمنے کویں کا راستہ دکھا دیا کہ وہ سایہ دار اچھی جگہ ہے کہنے لگے ہمارے سامنے وہ بندہ گیا وضو کیا دو رکعت نفل پڑھی اور لیٹ گیا ہم سمجھے کہ سویا ہوا ہے جب نماز کا وقت ہوا تو اسکو جگایا تو دیکھا کہ وہ تو اللہ کو پیارا ہو چکا ہے، اللہ والے غیب دان نہیں ہوتے مگر سنتوں پر عمل کی برکت سے حدیث پاک میں آتا ہے ملک الموت انکو بتا دیتے ہیں کہ تمہاری موت کا وقت قریب ہے تو اللہ والوں کی موت اسطرح ہوتی ہے،

.... نقشبندیہ سلسلہ کے ایک بزرگ تھے ایک مرتبہ بیمار ہوئے بیماری ذرا زیادہ بڑھ گئی چپ چاپ لیٹے ہوئے تھے انکی ایک بیٹی تھی حفصہ چار پانچ سال کی ،(بچیاں ویسے بھی باپ سے زیادہ محبت کرتی ہیں) وہ چاہتی کہ ابو مجھ سے باتیں کریں مجھ سے کھیلیں اور ابو اس دن خاموش پڑے تھے وہ بچی کبھی انکی آنکھ کھولتی کبھی بات کرتی وہ تو چپ پڑے ہوئے تھے انکی تار اللہ سے جڑی ہوئی تھی جب بچی نے دیکھا کہ ابو آج مجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں تو وہ کہنے لگی کہ ابو آپ مجھ سے نہیں بولتے تو میں بھی آپسے نہیں بولتی میں نے آپ سے کٹی کر لی وہ چھوٹی بچی اپنے آپ میں ابو سے ناراض ہو کر چلی گئی اور دوسرے کمرے میں جا کر اسنے رونا شروع کر دیا اب جب ماں نے سنا کہ بیٹی رو رہی ہے اس نے کہا کہ بیٹی کیوں رو رہی ہو؟ بیٹی نے کہا کہ ابو مجھ سے نہیں بولتے، بس میں نے ابو سے کٹی کر لی میں نے ابو سے نہیں بولنا اس نے اسے پیار کیا کہنے لگی بیٹی رو نہیں چلو میں ابو سے بات کراتی ہوں، چنانچہ وہ لیکر آئی اور کہنے لگی آپ اپنی بیٹی سے بات تو کر لیں یہ آپ سے روٹھ گئی ہے آپ اپنی بیٹی کو منالیں، تو جب بیوی نے کہا کہ آپ اپنی بیٹی کو منالیں اس وقت انہوں نے آنکھ کھولی اور فرمانے لگے کونسی حفصہ اور کیسی حفصہ ہمنے اپنے یار کو منالیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ کہے اور انکی وفات ہوگئی تو سچی بات یہ ہے کہ ہمارا حقیقی یار تو اللہ رب العزت ہے اور موت کے وقت لوگ اوپر والے مسئلہ کو سمجھتے نہیں مرنے والے کو پریشان کر دیتے ہیں کہتے ہیں کہ مجھے پہچانو میں کون ہوں؟ کبھی بیوی کہتی ہے کبھی بیٹی کہتی ہے او خدا کی بندی ساری عمر تو تمہیں اس نے پہچانا کہ تم کون ہو اب تو اسکو اللہ کی محبت میں مغلوب ہو کر مرنے دو اب اسکی توجہ کو نہ ہٹاؤ اسلیئے اللہ کرے کہ جب ہماری موت کا وقت آئے کوئی اللہ والا اس وقت پاس ہو جو ہمیں تلقین کرے اور اچھے انداز سے مرنا ہمارے لئے آسان بنادے۔

..... بایزید بسطامیؒ نے کسی اللہ والے کی لاش دیکھی تو کہنے لگے کہ اے اللہ اپنے

چاہنے والوں کو آپ کب تک یوں ویرانوں میں موت دیتے رہیں گے تو الہام ہوا کہ جس کو ہم ماریں گے اسکی دیت بھی ہم دیں گے، دیت کہتے ہیں کہ اگر کسی سے کوئی قتل ہو جائے تو اس قتل خطا کے بدلہ دیت دینا، تو بایزید بسطامیؒ نے پوچھا کہ اے اللہ پھر انکی دیت کیا ہوگی تو اللہ پاک نے الہام فرمایا کہ [دیة قتل اھل الدنیا الدراھم والدینار ودیة اھل اللہ رؤیت جبار] تو جسکو میں قتل کروں گا تو اسکی دیت بھی میں بن جاؤں گا میں اسے اپنا دیدار عطا کروں گا۔

......حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ جب وفات پا گئے تو انکے ماتھے پر لکھا ہو الوگ پڑھ سکتے تھے لکھا ہوا تھا [ھذا شھیدُ اللّٰہ مَاتَ فِي حُبِّ اللّٰہ] " یہ اللہ کا شہید ہے اللہ کی محبت میں اسنے جان دی"

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ کے نام کی برکت

بس اللہ رب العزت کی محبت کی لذت مل جائے تو یہ دنیا کی محبتیں سب کی سب ہیچ ہو جاتی ہیں حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا کہ ایک شہزادی پر ایک نوجوان فریفتہ ہوا اس نے شہزادی سے ملاقات کی صورت پوچھی وہ کہنے لگی کہ محل میں تو نہیں میرے والد اللہ والوں سے عقیدت رکھتے ہیں تم اللہ والوں کا بھیس بدل لو میرے والد بھی کبھی ملنے آئیں گے میں بھی ملنے آوں گی ملاقات کی سبیل نکل آئے گی چنانچہ اس نوجوان نے اللہ والوں کا بھیس بنا لیا "تسبیح کسبی اوپر سے الاالہ اندر سے کالی بلا" اسنے ڈھونگ رچایا آہستہ آہستہ لوگوں میں بزرگی کی بات مشہور ہوگئی جب بادشاہ نے سنا کہ ادھر ایک نوجوان بڑا عابد ہے تو بادشاہ بھی اسکی ملاقات کے لئے آیا پھر کچھ عرصہ کے بعد شہزادی نے کہا کہ جس کی ملاقات کے لئے آپ

گئے تھے اگر آپ اجازت دیں تو سہیلیوں کے ساتھ میں بھی ہو آؤں اس نے اسکو بھی اجازت دیدی اب جب شہزادی بن سنور کے آئی تو شہزادی نے اسکو کہا کہ میں وہی ہوں جس کی محبت میں تو تڑپتا تھا دیکھ کتنی مدت کے بعد مجھے آنے کا موقع ملا تو اس نوجوان نے آنکھ ہی دوسری طرف ہٹالی چہرا ہی نہ دیکھا وہ بڑی حیران کہ کہ تم تو میری محبت میں اتنا اداس تھے اتنا مرتے تھے اور دعوے کرتے تھے اب تم میری طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے اس نے کہا کہ میں نے اللہ کا ذکر کیا تو ریا کاری کی وجہ سے، دنیا داری کی وجہ سے، مگر اس ذکر کا لطف ہی کچھ ایسا ہے اس نے میرے دل کی دنیا کو بدل کر رکھ دیا اب مجھے اللہ کی محبت کا مزا آ گیا اب دنیا کی محبت رائی کے دانے کے برابر بھی میرے دل میں نہیں ہے تو اگر نیت کھوٹی ہو پھر بھی اللہ کو یاد کریں ذکر پھر بھی اثر کر جاتا ہے، اور یہی چیز حضرت گنگوہیؒ نے لکھی کہ اللہ کا نام اگر کوئی بندہ دکھاوے کے طور پر بھی لے گا چوں کہ اللہ کا نام ہے پھر بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور کر جائے گا، اللہ کے نام کی برکت ہی کچھ عجیب ہے ؎

اللہ اللہ کے بڑے مزے
جو بھی چاہے وہ چکھ لے

سبحان اللہ اس محبت کا عجیب ہی مزا ہے، ﷲ

خالق کی محبت کا ثمرہ

کتابوں میں زلیخا کا واقعہ لکھا ہے کہ بوڑھی ہوگئی تھی پھر جوان ہوگئیں لیکن ہمیں تو یہ اسرائیلیات میں سے نظر آتا ہے کسی صحیح تفسیر میں یہ واقعہ نہیں پڑھا مگر اسکی کوئی ایک آدھ بات ہے جو عجیب سی، یوسف علیہ السلام ایک جگہ سے جارہے تھے آواز سنی کہ ویرانے میں کوئی آواز دے رہا ہے [سبحان من جعل الملوک عبیدا بالمعصیة وجعل العبید ملوکا بالطاعة] ''پاک ہے وہ ذات جس

نے بادشاہوں کو نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا اور غلاموں کو فرمابرداری کی وجہ سے وقت کا بادشاہ بنا دیا'' سبحان اللہ واقعی اللہ تعالی ایسی ہی ذات ہے جو اسکی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالی اسکو دنیا میں بھی عزتیں دیتے ہیں تو حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اے بڑھیا تو کون ہے؟ کہنے لگی انا التی اشتریتک بالجواھر والذھب والفضۃ میں ہی وہ ہوں جس نے تمہیں سونے چاندی ہیرے اور موتیوں کے بدلے خریدا تھا اللہ اکبر، زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے محبت تھی ملکہ سے ہٹا کے بھکارن بنادی گئی اور یوسف علیہ السلام کو اللہ سے محبت تھی اللہ نے غلامی سے نکال کر وقت کا بادشاہ بنا دیا یہی نفسانی اور رحمانی محبت میں فرق ہوتا ہے ہر دور اور ہر زمانے میں جو یوسف علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلے گا اللہ اسے فرش سے اٹھائیں گے اور عرش تک پہنچائیں گے اور جو زلیخا کے نقش قدم پر مخلوق کی محبت میں گرفتار ہوگا اللہ تعالی اسے ملکہ کے درجہ سے ہٹا کر اسکو بھکارن بنا کر کھڑا کر دیں گے، تو اسلئے اللہ کی محبت اصل ہے ہمیں اللہ تعالی سے اللہ کی محبت مانگنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالی کی محبت جب دل میں ہو تو پھر غم غم نہیں رہتا۔

لذت محبت

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام پر اٹھارہ سال تک آزمائش آئی لیکن بڑی خوشی کے ساتھ انہوں نے اس آزمائش کو برداشت کیا، کتابوں میں لکھا ہے کہ انہوں نے کہا کہ [ان دمت علی مواصرۃ الحبیب ساصبر حتی یقال عجیب عجیب] ''کہ جب تک میں اللہ رب العزت کے ساتھ تعلق کے اوپر قائم ہوں میں اتنا صبر کروں گا کہ دیکھنے والے لوگ عجیب عجیب پکار اٹھیں گے'' اور واقعی ایسا صبر کیا کہ پروردگار نے پھر اعلان فرما دیا ﴿ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ﴾ ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا ﴿ نِعْمَ الْعَبْدُ ﴾ ''میرا کتنا اچھا بندہ ﴿ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ﴾ وہ میری طرف رجوع کرنے والا تھا تین لفظوں میں اللہ نے انکی تعریف

کرنے کا حق ادا کر دیا تو اللہ تعالی کی محبت کی لذت بھی عجیب ہوتی ہے۔

نبی کا بیٹا نبی

حضرت زکریا علیہ السلام دعا مانگتے تھے ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴾ "اے اللہ مجھے اپنی رحمت کے ساتھ ولی عطا کر دیجئے" اللہ نے بیٹا دیا جو وارث بھی تھا ولی بھی تھا ایسا ولی کہ غیر کی محبت ہی دل سے نکال لی گئی تھی ﴿ سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴾ حصور کہتے ہیں کہ جس کی نظر میں عورت اور دیوار کے اندر کوئی فرق نہ ہو اللہ تعالی نے حضرت یحی علیہ السلام کو ایسا بنا دیا چنانچہ اللہ تعالی کی محبت میں انہوں نے روتے ہوئے پوری زندگی گذار دی، لہذا اللہ تعالی سے اللہ کی محبت مانگئے یہ بڑی نعمت ہے اللہ والوں کی محبت مانگئے کیوں کہ انکی محبت سے پھر اللہ کی محبت ملتی ہے

محبتِ الٰہی کا ذریعہ

ہم بچپن میں ایک واقعہ پڑھا کرتے تھے کہ ابراہیم ادھم نے ایک خواب دیکھا ایک فرشتہ لکھ رہا تھا پوچھا کیا لکھ رہے ہو کہنے لگا کہ اللہ کے عاشقوں کا نام لکھ رہا ہوں اس نے کہا کہ میرا نام بھی ہے فرشتہ نے کہا کہ تمہارا نام نہیں ہے تو کہنے لگے کہ ایسا کرو کہ اللہ کے عاشقوں سے محبت کرنے والوں میں میرا نام لکھ لو وہ فرشتہ کہتا ہے، بہت اچھا اور چلا گیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھا دیکھتے ہیں کہ فرشتہ لکھ رہا ہے پوچھا کیا لکھ رہے ہو کہنے لگا کہ ان لوگوں کے نام لکھ رہا ہوں جن سے اللہ تعالی محبت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اچھا میرا نام بھی کہیں ہے تو اسنے دکھایا کہ جن سے اللہ محبت کرتے ہیں اس صفحہ کے سب سے اوپر ابراہیم ادھم کا نام لکھا ہوا تھا اللہ نے فرمایا کہ جو میرے عاشقوں سے محبت کرتے ہیں میں ان بندوں کے ساتھ محبت کیا کرتا ہوں اسلئے اللہ والوں سے محبت اللہ کی محبت ملنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

جب اللہ سے محبت ہوتی ہے اللہ کے نام سے بھی محبت ہو جاتی ہے

ایک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

ولایت ملنے کا واقعہ

ذونون مصری مصر کے بڑے بزرگ گذرے ہیں، انکو جو ولایت ملی اسکا واقعہ بڑا عجیب ہے دوستوں کے ساتھ جا رہے تھے ایک جگہ بیٹھے، کسی دوست نے وہاں موجود ایک پتھر ہٹایا جیسے ہی ہٹایا تو محسوس کیا کہ اسکے نیچے کوئی چیز ہے جب سب نے جگہ کھودی تو خزانہ ملا سونا، چاندی، جواہر، بڑی قیمتی چیزیں تھیں، اسکے اندر بڑا خوبصورت اللہ کا نام بھی لکھا ہوا تھا اب انہوں نے کہا کہ جی تقسیم کیسے کریں تو انہوں نے کہا کہ میاں سونا چاندی تم سب تقسیم کرلو اور یہ جو اللہ تعالی کا خوبصورت نام ہے یہ مجھے دیدو چنانچہ انہوں نے اللہ کے خوبصورت نام کو خود پسند کرلیا انکو خواب میں کسی بزرگ کی زیارت ہوئی اور اس بزرگ نے کہا کہ چوں کہ تم نے مال اور چاندی کو قربان کر دیا اور اللہ کے نام کو پسند کرلیا لھذا اللہ نے تمہیں اپنی ذات کے لئے پسند کرلیا اٹھے تو انکے دل میں اللہ کی محبت اتنی بھر چکی تھی کہ انکو اللہ کی معرفت نصیب ہوگئی، اللہ کا نام پسند کرنے پر اللہ کی معرفت مل گئی۔

ادب سے کیا مقام ملا

بشر حافی کا مشہور واقعہ ہے ''حافی'' کہتے ہیں ننگے پاؤں چلنے والا، یہ شراب پیتے تھے ''پولیس مین'' تھے، جا رہے تھے، ایک کاغذ پر اللہ کا نام دیکھا ل میں خیال آیا اللہ کا نام کاغذ پر لکھا زمین پر پڑا ہے؟ تو اسی وقت اللہ کا نام اٹھایا اور او چ رکھ دیا اسی وقت اللہ نے الہام فرمایا اے میرے پیارے تو نے میرے نام کو اپنے پاؤں سے اٹھا کے سر تک پہنچایا میں تمہارے نام کو فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچاؤں گا، چنانچہ اللہ تعالی نے انکو فقط اپنے نام کے ادب کی وجہ سے اپنی محبت عطا

فرمادی تو جب محبوب سے محبت ہوتی ہے اسکا نام بھی پیارا لگتا ہے اور اسکا کام بھی پیارا لگتا ہے اسکی یاد میں بیٹھنے کو دل کرتا ہے، یہ سب چیزیں اس محبت کے اثرات ہیں [ان المحب لما یحب مطیع] محبوب کی ملاقات سے دل نہیں بھرتا چاہے جتنی مرتبہ ہو۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ کچھ وقت کے لئے نبی علیہ السلام پر وحی بند ہوگئی تھی یہ چند مہینے کا وقت گذرا تھا اس پر نبی علیہ السلام اتنے بے قرار تھے کہ جی چاہتا تھا کہ میں پہاڑ سے اپنے آپ کو گرادوں آپ کی بے تابی کا ایسا عالم ہوگیا تھا، کیوں؟ اسلئے کہ جب محبت ہوتی ہے تو محبوب کی طرف سے کوئی نامہ بر بھی آتا ہے تو اسکو دیکھ کر بھی دل خوش ہو جاتا ہے، محبوب کی طرف سے کوئی تحفہ لیکر آئے تو اس تحفہ لیکر آنے والے کو دیکھ کر بھی دل خوش ہو جاتا ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام کے دل میں محبت اتنی تھی کہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ کر دل خوش ہو جاتا تھا میرے محبوب کی طرف سے میرے لئے کوئی پیغام لیکر آیا ہے۔

ایک عجیب بات

الاتقان میں علامہ سیوطیؒ نے لکھا کہ

......☆ حضرت آدم علیہ السلام پر جبرئیل علیہ السلام ۲۰ مرتبہ آئے

......☆ حضرت ادریس علیہ السلام پر جبرئیل علیہ السلام ۴ مرتبہ آئے

......☆ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس ۵۰ مرتبہ آئے

......☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ۴۲ مرتبہ آئے

......☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ۴۰۰ مرتبہ آئے

......☆ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ۱۳ مرتبہ آئے

اور نبی علیہ السلام پر حضرت جبرئیل علیہ السلام ۲۴ ہزار مرتبہ آئے، محبوب اور محب میں ملاقاتوں کا یہ عالم تھا، اتنے پیغامات ایک دوسرے کو پہنچتے تھے اور ۲۴ ہزار مرتبہ

آنے کے باوجود نبی علیہ السلام کو جبرئیل علیہ السلام کے آنے کا انتظار ہوتا تھا، اسلئے محبت الٰہی میں کبھی آپ آسمان کی طرف دیکھتے تھے تو جب آپ آسمان کی طرف چہرا اٹھاتے اللہ تعالی فرماتے ﴿قَدْ نَرىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ ''او میرے محبوب! آپ آسمان کی طرف چہرا اٹھاتے ہیں ہم محبت سے آپ کے چہرے کو تکتے ہیں'' تو یہ محبت تو عجیب ہی چیز ہے۔

محبوب کی محبت کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام بکریاں چرا رہے ہیں ایک آدمی قریب سے گزرا اور کہنے لگا [سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ] جب اسنے اتنے اچھے انداز سے اللہ تعالی کی تعریف کی تو ابراہیم علیہ السلام کا دل مچل اٹھا، رک گئے اور کہنے لگے اے بھائی ذرا یہ الفاظ ایک مرتبہ پھر کہنا، اس نے کہا کہ اسکے بدلے کیا دیں گے؟ فرمانے لگے: کہ آدھی بکریاں آپ کی دیدوں گا یہ الفاظ پھر کہدو چنانچہ اس نے پھر کہدیئے پھر جب اللہ تعالی کی تعریف سنی تو دل مچل اٹھا فرمانے لگے اے بھائی ایک مرتبہ پھر کہدو: کہنے لگا اب کیا دو گے؟ فرمایا بقیہ آدھی بکریاں بھی آپ کو دیتا ہوں، پھر اس نے الفاظ کہے پھر دل مچل اٹھا، کانوں میں رس گھل گیا جی چاہا ؎

ہوتی رہے ثنا تیرے حسن و جمال کی

اللہ یہ تیری تعریفیں کرتا رہے اور میں سنتا رہوں پھر کہا بھائی ایک دفعہ اور کہدو: اس نے کہا جناب اب تو آپ کے پاس بکریاں بھی نہین رہیں، اب کیا دو گے تو فرمانے لگے اے دوست! ''تجھے بکری چرانے والے کی بھی تو ضرورت ہوگی میں تمہاری بکریاں چرادیا کروں گا تم اللہ کا نام پھر لے دو'' اس نے کہا ابراہیم علیہ السلام مبارک ہو میں تو اللہ تعالی کا فرشتہ ہوں پروردگار عالم نے بھیجا کہ جاو میرے خلیل

کے سامنے جا کر میرا نام لو اور دیکھو کہ میرے نام کے وہ کیا دام لگاتا ہے تو جن کو اللہ سے محبت ہوتی ہے وہ تو اللہ کے نام پہ قربان ہو جاتے ہیں۔

اللہ کی محبت بھی عجیب چیز ہے

نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیٹھی ہوئی درھم دھو رہی ہیں نبی ﷺ حیران ہوئے فرمایا حمیرا......! جواب دیا لبیک یا رسول اللہ......! یہ کیا کر رہی ہو؟ فرمانے لگیں اے اللہ کے نبی میں درھم دھو رہی ہوں، کس لئے؟ اے اللہ کے نبی میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ بات سنی جب اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والا کسی سائل کو دیتا ہے تو وہ پیسے سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچ جاتے ہیں جب سے میں نے یہ بات سنی میں ہمیشہ سے صدقہ ان پیسوں کا دیتی ہوں جنکو پہلے سے دھو لیتی ہوں میرے آقا کے ہاتھوں میں صاف اور پاک مال پہنچ جائے ﷺ یہ ہے محبت، دیکھئے جس سے محبت ہوتی ہے پھر بندہ اسکو پھلوں کی ٹھوکری بھی بھیجے تو اسکو گفٹ پیک کر کے بھیجتا ہے جیسے منگنیاں کرتے ہیں تو رشتہ داروں کو تحفے بھیجتے ہیں عید پر تو اگر بسکٹ کا ڈبا ہوتا ہے تو اسکو بھی گفٹ پیک کر کے بھیجتے ہیں اللہ والے بھی اسی طرح جب اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہیں تو وہ بھی اپنی نمازوں کو محبت کے غلاف میں پیک کر کے اللہ کے حضور بھیج رہے ہوتے ہیں۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کے لئے

وہ بھی خوب اسی طرح اپنے اعمال کو بنا سنوار کر کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب کے ہاتھوں میں یہ گفٹ پیک پہنچے۔

عاشق کی تمنا

دو تابعی تھے انکو دشمن نے گرفتار کیا پہلے تو اسنے کہا کہ اپنا دین بدل دو جب

دیکھا کہ یہ بات نہیں مان رہے تو اس نے انمیں سے ایک کو کھولتے تیل میں ڈلوادیا اس منظر کو دیکھ کر دوسرے کی آنکھوں میں آنسو آگئے دشمن وہ سوچنے لگا کہ یہ گھبرا گیا ہے تو کہنے لگا کہ اگر یہ ہماری بات مان لے اور ہمارے دین پر آئے تو میں اسے نہیں ڈالوں گا تو جب اسنے یہ بات کہی تو کہنے لگے او عقل کے اندھے کیا تو یہ سمجھتا ہے تیل میں ڈلنے کے خوف سے میں رو رہا ہوں، اسنے کہا اور کیا ہوا؟ فرمانے لگے نہیں اصل وجہ یہ ہے کہ مجھے خیال آگیا کہ میری ایک جان ہے تو تیل میں ڈالے گا میری جان چلی جائے گی اے کاش جتنے میرے بدن پر بال ہیں آج اتنی جانیں ہوتیں تو اُتنی مرتبہ مجھے تیل میں ڈالتا میں اتنی جانوں کا نذرانہ اللہ کے سپرد کردیتا۔

سو بار صدقے ہو کے بھی یہ چاہتا ہے دل
سو بار اور آپ پہ قربان جائیے

عورتوں میں اللہ کی محبت

صرف مرد ہی اس محبت میں آگے نہیں بڑھے اللہ کی نیک بندیاں بھی اس محبت میں سرشار گزری ہیں،

......(۱) چنانچہ رابعہ بصریہؒ رات کو جاگتی تھیں اور جب آخری پہر آتا تو عجیب دعا کرتیں: کہتیں اے اللہ......! جس نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے اللہ شیطان کو مجھ پر مسلط ہونے سے روک دیجئے اور پھر یہ دعا مانگتی تھیں اے اللہ دن چلا گیا رات آگئی دنیا کے سب بادشاہوں نے دروازے بند کردیئے اللہ تیرا دروازہ اب بھی کھلا ہے، میں تیرے سامنے دامن پھیلاتی ہوں، کیسی دعائیں مانگتی تھیں، اللہ کی محبت تھی،

......(۲) ایک باندی کے بارے میں آتا ہے کہ اسنے دعاء مانگی کہ اے اللہ آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم، اسکا مالک بگڑ گیا اے باندی یہ نہ کہو یہ کہو اے اللہ مجھے

آپ سے محبت رکھنے کی قسم تو آگے سے باندی بھی ناراض ہوگئی کہنے لگی اگر اللہ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو مجھے یوں ساری رات نہ جگاتا اور تمہیں میٹھی نیند نہ سلاتا محبت ہے تو مجھے جگاتا ہے، تو اللہ کی بندیوں میں بھی اللہ تعالی کی ایسی محبت تھی حیران ہوتے ہیں انکے واقعات کو پڑھ کر

......(۳) حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کررہا تھا طواف کے دوران میں نے ایک جوان لڑکی کو دیکھا وہ عشقیہ شعر پڑھ رہی تھی بڑے درد اور سوز کے ساتھ میں نے اس سے کہا کہ اے لڑکی طواف کے دوران لڑکی کو اس طرح عشقیہ اشعار نہیں پڑھنا چاہیئے، جب میں نے اسکو تنبیہ کی تو وہ مجھ سے پوچھنے لگی کہ حسن بصری آپ بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں یا رب البیت کا طواف کررہے ہیں؟ میں نے اسکو کہا کہ نہیں میں تو بیت کا طواف کررہا ہوں تو وہ مسکرائی اور کہنے لگی جنکے دل پتھر ہوا کرتے ہیں وہ پتھروں کا طواف کرتے ہیں کاش کہ تیرا دل زندہ ہوتا تو بھی رب البیت کا طواف کررہا ہوتا، (یعنی اسکی تجلیات کا طواف کررہا ہوتا) کہتے ہیں کہ اسکا تنا اثر ہوا کہ میں غش کھا کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو وہ بچی کہیں جا چکی تھی تو یہی نہیں کہ محبت الٰہی میں مردوں نے قدم رکھا ہے اس میدان میں قسمت والی کئی نیک بیویاں بھی گذری ہیں جنکے دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز تھے اور یہی نہیں کہ بوڑھوں کو ہی اللہ سے محبت ہوئی جوانوں نے بھی محبت کی۔

اللہ کے ایک عاشق کا حج

ایک نوجوان کی بات کتابوں میں لکھی ہے مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ گرمی کا موسم تھا اور اتنی گرمی تھی کہ پرندے بھی درختوں کے سائے میں چھپ کر کے بیٹھ گئے تھے اور ہو کا عالم طاری تھا سورج آگ برسا رہا تھا باہر کوئی ذی روح نظر نہیں آرہا تھا اتنے میں مجھے کسی ضروری کام کی وجہ سے نکلنا پڑ گیا فرماتے ہیں

کہ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان جو دونوں ٹانگوں سے معذور ہے وہ اپنی سرین کے بل زمین کے اوپر گھسٹتا گھسٹتا آرہا ہے میں بڑا حیران ہوا جب قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ اسکا چہرا گرمی کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا اور کپڑے پسینے میں شرابور تھے میں نے سلام کیا، اسنے جواب دیا، تعارف ہوا پوچھا کہ کہاں جارہے ہو ، جواب دیا کہ میں حج کے لئے جارہا ہوں، میں نے اسے کہا کہ دیکھو تم میرے گھر کے اندر تھوڑا آرام کرلو جب گرمی ذرا کم ہوگی عصر کے وقت تو پھر چل پڑنا وہ کہنے لگا مالک بن دینار آپ تو پاؤں کے بل چلتے ہیں سفر جلدی طے ہوتا ہے میں تو سرین کے بل گھسٹ گھسٹ کر چل رہا ہوں مجھے وقت زیادہ لگتا ہے مجھے ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ سفر لمبا ہے مجھے وقت زیادہ لگ جائے اور کہیں حج کے ایام ہی نہ نکل جائیں اسلیئے میں راستے میں رک نہیں رہا، میں نے کہا اے اللہ کے بندے تم رک جاؤ ہم سواری کا بندوبست کردیتے ہیں تو تم بجائے پیدل جانے کے سواری پر سوار ہوکر چلے جاو کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ کہا تو اس نوجوان نے غصے کی نظر سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا کہ مالک، بن دینار میں تمہیں عقلمند سمجھتا تھا آج پتہ چلا کہ تم عقل سے بالکل عاری ہو میں نے کہا وہ کیسے؟ عرض کیا کہ تم بتاو اگر کسی غلام نے اپنے مالک کا جرم کیا ہو نافرمانی کی ہو اور پھر وہ سوچے کہ میں اپنے مالک کو منانے کے لئے جاوں اب مجھے بتاو کہ اس غلام کو سوار ہو کے جانا اچھا لگتا ہے یا پیدل؟ اپنے مالک کی خدمت میں تو عاجزی کے ساتھ پیش ہونا اچھا لگتا ہے مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی بات نے حیران کردیا، خیر وہ تو چلا گیا اور میں بات بھول گیا فراماتے ہیں کہ میں نے اسی سال حج کیا اور جب میں شیطان کو کنکریاں مار کر واپس لوٹا میں نے دیکھا کہ ایک جگہ مجمع ہے میں نے پوچھا کیا ہے وہ کہنے لگے ایک نوجوان ہے اللہ سے دعائیں مانگ رہا ہے اور اسکی دعائیں ایسی عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی ہیں لوگ کھڑے سن رہے ہیں میں نے کہا کہ ذرا مجھے بھی دیکھنے دو کہتے ہیں راستہ لیا جب دیکھا تو وہی نوجوان دعائیں کررہا تھا اور کہہ رہا تھا اے اللہ تیری مہربانیاں شامل حال ہوئیں میں نے تیرے گھر کا

بھی طواف کیا حجر اسود کو بھی بوسہ دیا میں نے مقام ابراہیم پر بھی سجدے کئے غلاف کعبہ کو پکڑ کر بھی دعائیں مانگیں اللہ وقوف عرفات میں بھی حاضر ہوا مزدلفہ میں بھی حاضر ہوا اے مالک میں نے شیطان کو کنکریاں مار کے اپنی دشمنی اور نفرت کا اظہار بھی کردیا اے اللہ اب قربانی کا وقت آگیا یہ ارد گرد سب ذی استعداد لوگ کھڑے ہیں یہ جائیں گے اور جانوروں کو قربان کریں گے اور مالک تو جانتا ہے کہ میرے پاس تو احرام کے کپڑوں کے سوا کچھ اور نہیں اے اللہ آج میں اپنی جان آپ کے نام پہ قربان کرنا چاہتا ہوں میرے مالک میری اس قربانی کو قبول کرلیجئے، کہتے ہیں مجمع کے سامنے اسنے یہ بات کہی کلمہ پڑھا اور اسکی روح پرواز کرگئی اللہ کے چاہنے والے ایسے بھی گزرے ہیں، اللہ کی محبت میں جان دینے والے اور اللہ کے نام پہ جان دینے والے اللہ اکبر

ایک عاشق کی تمنا

مواہب لدنیہ میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ مخزومہ ایک بزرگ تھے انہوں نے دعا مانگی تھی کہ اے اللہ جنگ یمامہ کے لئے جارہا ہوں اب اس جنگ میں میرے جسم کے ہر ہر عضو کے اوپر زخم آئے، یہ دعاء مانگی اور واقعی ایسا ہی ہوا کہ انکو گھمسان کے رن میں اس طرح گھر گئے کہ انکے جسم کے ہر ہر عضو پر زخم آئے جب زخمی حالت میں تھے اور روح پرواز کرنے کے قریب تھی ایک مسلمان قریب ہوا تو اس مسلمان نے کہا کہ کیا میں آپ کو پانی پلاؤں آپ کے جسم کا ہر ہر عضو زخمی ہو چکا ہے تو عبداللہ بن مخزومہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ نہیں میں اس وقت روزے کی حالت میں ہوں میں شربت دیدار سے اپنے روزے کو افطار کرنا چاہتا ہوں ایسی بھی محبت ہوتی ہے، اللہ اکبر، اللہ تعالی اس محبت کا تھوڑا سا نشہ ہمیں بھی عطا فرمادے پھر ہمیں عبادات کے اندر سکون نصیب ہو جائے گا اسلیئے کہا کہ [العشق نار یحرق ماسوا الله] "عشق ایک آگ ہے جو ماسوا کو جلا کر رکھ دیتی ہے، اللہ کی محبت دل میں آتی ہے غیر سے انسان کی نگاہیں اٹھ جاتی ہیں ؎

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا

ماسوا معشوق سب کچھ جل گیا
تیغ لا سے قتل غیر حق ہوا
دیکھئے پھر بعد اسکے کیا بچا
پھر بچا اللہ باقی سب فنا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

یہ عشق کی تلوار ایسی چلتی ہے یہ اللہ کے سوا ہر ایک کو فنا کر کے رکھ دیتی ہے اسلئے کسی عارف نے کہا

شاد باش اے عشق خود سودائے ما
اے دوائے جملہ علت ہائے ما
اے دوائے عزت و ناموس ما
اے کہ افلاطون و جالینوس ما

یہ عشق ساری بیماریوں کے لئے افلاطون اور جالینوس بن جایا کرتا ہے تو اللہ تعالی سے اللہ کی محبت مانگیئے تاکہ اللہ تعالی ہمیں ماسوا کی محبت سے محفوظ فرمائے اور قیامت کے دن اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللہ

تمنائے دل

نشست (۳)

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

گوجرانوالہ ۲۰۰۱

فہرست عناوین

صفحہ نمبر	عناوین	نمبر شمار
۶۰	ضرورت محبت	۱
۶۱	محبت کا قبلہ کیا ہو؟	۲
۶۱	محبت کی قیمت	۳
۶۳	اللہ کی محبت کا بیج	۴
۶۵	محبت الٰہی کا عجیب واقعہ	۵
۶۷	ایک اہم سبق	۶
۶۸	محبت کے غلبہ میں دو بوڑھوں کی لڑائی	۷
۶۸	عشق الٰہی کا عجیب اظہار	۸
۶۸	محبت الٰہی بڑھانے کی ضرورت ہے	۹
۶۹	اعمال میں روح کیسے پڑے	۱۰
۷۰	صحابہ کے دلوں میں اللہ کی محبت	۱۱
۷۱	ذرا قرن اول کو آواز دینا	۱۲
۷۲	چار دن کی چاندنی	۱۳
۷۳	نماز بلا حضوری	۱۴
۷۴	دل کو سنوارنے کی ضرورت	۱۵

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اقتباس

جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نام کا ڈنکا پوری دنیا میں بجا دیتا ہے، حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب بندہ اپنی عبادات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ کے ذریعہ آسمان وزمین میں یہ اعلان کروا دیتے ہیں کہ لوگوں اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتے ہیں۔

ثم یوضع له القبول فی الارض
(پھر اسکے لئے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(جس کا دل عشق کے ساتھ زندہ ہو وہ مرتا نہیں لہٰذا دنیا کی تاریخ پر ہمارا دوام پختہ ہے)

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

جب تک بکے نہ تھے کوئی جانتا نہ تھا
تو نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

از افادات حضرت مولانا پیر حافظ ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ اللّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓااَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾ پ ٢ / ٤ / ١٦٥

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

ضرورت محبت

اللہ رب العزت نے کائنات کی تمام چیزوں میں ایک دوسرے کی طرف میلان رکھا ہے، یہ میلان اگر بیجان چیزوں میں ہوتو یہ کشش کہلاتی ہے، جیسے کششِ ثقل، (گریویٹیشنل فورس) سائنس کا ایک چھوٹا سا طالب علم بھی جانتا ہے کہ (پلینیٹ) ایک دوسرے کو اپنی طرف (اٹریک) کرتے ہیں، یہ میلان جو بیجان چیزوں کا ایک دوسرے کی طرف ہے یہ کشش کہلایا اور یہی میلان اگر جاندار لوگوں کا ہوتو اسکو محبت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، محبت کی علامات یہ ہوتی ہیں کہ طبائع ایک دوسرے کی طرف رغبت رکھتی ہیں، ایک دوسرے سے بات کرنے میں مزا آتا ہے، مل بیٹھنے میں مزا آتا ہے، حال احوال کہنے سننے میں مزا آتا ہے اور اگر کبھی اس سے جدا وقت گذارنا پڑے تو انسان اسکی کمی کو محسوس کرتا ہے، یہ محبت انسان کو مخلوق سے بھی ہوتی ہے، اور پروردگار سے بھی ہوتی ہے، اگر مخلوق سے یہ محبت نہ ہوتو انسان معاشرہ میں زندگی گذار ہی نہیں سکتا، معاشرے میں کامیاب زندگی گذارنے کے لئے ان محبتوں کا ہونا ضروری ہے، ماں باپ سے محبت، اپنے استاذ سے محبت، پڑوسی سے محبت، رشتہ

داروں سے محبت یہ وہ تمام محبتیں ہیں کہ جن کی شریعت نے اجازت دی ہے اسی وجہ سے انسان دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ بیمار لیٹا ہوا ہوتا ہے اور تیمار دار ساری رات جاگ کر اسکے قریب گذار دیتا ہے، اگر یہ محبتیں نہ ہوتیں تو دنیا میں کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوتا، انسانیت کو جو امتیاز ہے وہ امتیاز شاید باقی نہ رہتا، لیکن ایک اصول وضع کر دیا گیا کہ یہ تمام محبتیں دل میں ہوں تو ضرور مگر انکی، سمت ٹھیک ہونی چاہیئے

محبت کا قبلہ کیا ہو؟

عام طور پر کہا جاتا ہے ''فاصلے کی کوئی پرواہ نہیں سمت کو دیکھو'' اگر صحیح سمت کی طرف انسان قدم اٹھا رہا ہے تو جلدی یا بدیر انسان منزل پر پہنچ جائے گا اور اگر سمت ہی ٹھیک نہیں تو جتنا چاہے تیز رفتار ہو یہ کبھی منزل پر نہیں پہنچ پائے گا، تو اللہ رب العزت نے اس محبت کو (اسکیلر کوانٹٹی) نہیں بنایا کہ جدھر جی چاہے انسان اپنے دل کو اٹکا بیٹھے اسکو (ویکٹر کوانٹٹی) بنایا ہے، اسکی سمت اللہ رب العزت کے لئے ہو، چنانچہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ تو اسکا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ انسان مخلوق سے کٹے اور اللہ سے جڑے، پھر اللہ رب العزت کی نسبت کے ساتھ اللہ رب العزت کی مخلوقات سے تعلق قائم کرے، تو پھر یہ تعلقات نفسانی خواہشات کے ساتھ نہیں ہوتے بلکہ اللہ رب العزت کی نسبت سے ہوتے ہیں جب یہ اللہ رب العزت کی نسبت کی وجہ سے ہوں گے تو پھر یہ تعلقات عبادت بن جائیں گے اور اگر اپنے نفس کی خواہشات کی وجہ سے ہوں گے تو یہ گناہ بنجائیں گے، ان دونوں کے درمیان یہ حد فاصل ہے، لہذا اگر ان محبتوں کی نسبت اللہ رب العزت کی وجہ سے ہے تو اللہ رب العزت کے یہاں یہ مقبول ہے۔

محبت کی قیمت

حدیث پاک میں فرمایا گیا قیامت کے دن جب عرش کے سوا کوئی سایہ نہیں

ہوگا تو وہ دو بندے جو اللہ رب العزت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے رجلان تحابا فی اللّٰہ" (وہ دو آدمی جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں) اللہ ان دونوں کو اس محبت کی وجہ سے جنت میں داخلہ عطا فرمادیں گے، تو یہ محبتیں محمود ہیں اگر اللہ رب العزت کی نسبت سے ہوں اور اگر اپنی خواہشات نفسانی اپنے فائدے اور دنیا کی اغراض کے لئے ہیں تو یہ محبتیں مذموم بنجاتی ہیں، پہلی صورت کو عشق حقیقی کہتا ہیں اور دوسری صورت کو عشق مجازی کہتے ہیں، ہیں تو دونوں عشق ہی لیکن ڈائریکشن کا فرق ہوگیا اس وجہ سے منزلیں مختلف ہوگئیں، اسی لئے قرآن مجید میں چیزوں کی اور لوگوں کی محبت سے منع نہیں کیا گیا، انکی احبیت سے منع کیا گیا اس کا کیا مطلب؟ کہ یہ محبتیں اللہ کی محبت پر غالب نہیں ہونی چاہئیں اس کے ماتحت ہونی چاہئیں، چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿قُلْ اِنْ کَانَ آبَائُکُمْ وَاَبْنَائُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ن اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَمَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ یہ تمام محبتیں اگر اللہ رب العزت کی محبت اسکے رسول ﷺ کی محبت اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کی محبت پر غالب ہیں تو پھر تم اللہ کے حکم کا انتظار کرو" تو یہ محبتیں ہونی چاہئیں مگر اللہ کی محبت کی چھتری کے نیچے ہونی چاہئیں، اسکے سایہ میں ہوں، پھر یہ ٹھیک ہیں اسلئے انسان ان محبتوں سے زندگی گذارے گا تو نیکی کمائے گا، لیکن جہاں دیکھے کہ یہ دنیا کی محبتیں اللہ رب العزت کے راستے میں رکاوٹ بن رہی ہیں اب حکم ملے گا کہ تم ان کو راستے میں پڑے ہوئے دیکھو تو پاؤں کی ٹھوکر لگا کر آگے نکل جاؤ منزل مقصود کچھ اور ہے، یہ محبت اللہ رب العزت کی عبادت اور اللہ کی بندگی کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنی چاہیئے، اگر کہیں کوئی محبت رکاوٹ بنے گی تو پھر اسپر پاؤں رکھ کے ہمیں قدم آگے بڑھانا پڑے گا تو یہ محبتیں اس وقت تک سلامت ہیں ٹھیک ہیں جب تک اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں اللہ رب العزت کی محبت کی بنا پر ہیں اصل محبت دل

میں روردگار عالم کی ہومحبت الٰہی کی مثال سمجھئے کہ یہ ایک تنہ ہے درخت کا اور باقی اسکی شاخیں ہیں صاف ظاہر ہے کہ جو شاخ اپنے تنہ سے جدا ہوتی ہے پھر وہ شاخ ہری بھری نہیں رہتی مرجھا جاتی ہے، برگ وبار سے محروم ہوجایا کرتی ہے، اسی طرح کوئی بھی محبت اللہ رب العزت کی نسبت سے کٹ جائے گی تو وہ انسان کے لئے نقصان کا سبب بنجائیگی، ایک ہی محبت ہے جو غالب ہو اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا گیا[مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ]" جس نے دیا اللہ کے لئے، نہ دیا اللہ کے لئے، کسی سے محبت کی اللہ کے لئے کسی سے دل میں بیر رکھا تو بھی اللہ کیلئے اس بندے نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا" یعنی محبت الٰہی ایک سینٹر ہے اور باقی محبتیں اسکے گرد گھوم رہی ہیں اور جب اس سینٹر سے ہٹیں گی تو پھر انسان کو نقصان دینے والی بنجائیں گی، اسلئے ارشاد فرمایا ﴿اَشَدّ﴾ "ایمان والوں کو اللہ رب العزت سے شدید محبت ہوتی ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ محبت کے بھی مدارج ہیں۔

اللہ کی محبت کا بیج ہر کسی کے دل میں ہے

آپ پینے کے لئے پانی مانگتے ہیں اور سادا پانی اٹھا کر دیدیا جاتا ہے آپ کہتے ہیں یہ تو گرم ہے حالاں کہ وہ گرم نہیں ہوتا لیکن وہ اتنا ٹھنڈا نہیں جتنا آپ چاہتے ہیں آپ تو فریز کا پانی پینا چاہتے ہیں اسنے نل کا پانی لا کر دیدیا اسلئے آپنے کہا کہ یہ تو گرم لاکر دیدیا اب لفظ آپ نے گرم استعمال کیا لیکن گرمی کا اپنا ایک معیار ہے، پھر آپ وضو کے لئے پانی لینا چاہتے ہیں اب اگر آپ کو اسی نل کا پانی دیا جائے جسکو آپ نے گرم کہا تھا تو آپ کہیں گے کہ گرم ہونا چاہیئے تھا اب گرمی کی شدت ذرا آپ کو زیادہ چاہیئے آپ نے چائے کے لئے پانی منگایا اگر وہی پانی آپ کو لاکر دیدیا جائے تو کہیں گے کہ نہیں ذرا زیادہ گرم ہونا چاہیئے تو تینوں صورتوں میں آپ نے گرم کا لفظ استعمال کیا پینے کے لئے پانی یہ گرم ہے، وضو کے لئے پانی یہ گرم ہے، چائے کے لئے پانی یہ گرم ہے مگر تینوں کی گرمی کی جو ڈگری ہے وہ مختلف ہے اسکو شدت

کہتے ہیں، ہر مؤمن کے دل میں جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے اللہ رب العزت کی محبت کا بیج موجود ہے، کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو کسی قدر بے عمل کیوں نہ ہو اسکی زندگی دن رات گناہوں میں کیوں نہ گذرے لیکن اگر اس نے کلمہ پڑھا ہوا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسکے اندر محبت الٰہی کا بیج موجود ہے، ہاں اسکو مناسب فضا ملے ماحول ملے تو پھر یہ بیج پھلے پھولے گا اور پھل پھول نکالے گا اسی طرح انسان جس ماحول میں رہے اور جیسے عمل کرے تو پھر اس محبت کی کیفیت میں شدت آتی چلی جائے گی جنکو ہم آج اولیاء اللہ کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اس محبت کی زیادہ سے زیادہ حد کو حاصل کر چکے ہوتے ہیں، انکو اپنے سینے میں اللہ رب العزت کی محبت کی ایک حرارت محسوس ہوتی ہے محبت کی گرمی محسوس ہوتی ہے اور وہ محبت کی گرمی انہیں چین سے نہیں بیٹھنے دیتی، وہ ہر وقت عمل کے لئے برانگیختہ ہوتے ہیں وہ اگر فجر کی نماز پڑھتے ہیں تو انہیں ظہر کی نماز کا انتظار رہتا ہے وہ ظہر پڑھتے ہیں انہیں عصر کا انتظار رہتا ہے انکو اللہ کے حکم پر عمل کرنا بوجھ محسوس نہیں ہوتا بلکہ محبت میں وہ اس پر عمل کر رہے ہوتے ہیں اپنی طرف سے وہ اعمال بھی کرتے ہیں اور اوپر سے اللہ رب العزت کا وہ احسان بھی مانتے ہیں کہ اے مالک یہ تیرا احسان ہے کہ تو نے ہمیں توفیق دی ہوئی ہے انکے دل میں یہ بات ہوتی ہے ۔

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی

منت ازو شناس کہ در خدمت گذاشت است

(اے دوست تو بادشاہ پر احسان نہ چڑھا کہ تو اسکی خدمت کرتا ہے ارے بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں یہ تو اسکا احسان ہے کہ اسنے تجھے خدمت کے لئے قبول کرلیا ہے) تو ایسا بندہ جب اللہ کی عبادت میں زندگی گذارتا ہے تو اسکے سامنے سجدہ ریز بھی ہوتا ہے اور احسان بھی اسی پروردگار کا مان رہا ہوتا ہے یہ محبت کی شدت ہے اور اللہ رب العزت کو یہ مطلوب ہے ﴿وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ ایمان والوں کو اللہ تعالی سے شدید محبت ہوتی ہے، آج ہم سب کے سب جتنے یہاں کلمہ گو موجود ہیں سینوں میں اللہ کی محبت لئے بیٹھے ہیں یہ محبت ہی تو ہے جو ہمیں یہاں کھینچ

لائی ہے، ہمارا اپنے گھروں سے وقت نکال کر اپنی تجارت سے وقت فارغ ہو کر کے اپنی مصروفیات کو ٹال کر یہاں آ جانا یہ ایک واضح دلیل ہے کہ اللہ رب العزت کی محبت سینوں میں موجود ہے لیکن ہم اس بات کے طلب گار ہیں کہ یہ محبت زیادہ ہو جائے آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک آدمی کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو بالکل بے نمازی بے عمل قسم کا آدمی ہے مگر وہ بھی اگر زمین پر پڑا ہوا کاغذ دیکھتا ہے جس پر اللہ رب العزت کا نام لکھا ہوا ہے تو وہ بھی اسکو اٹھا کر اوپر رکھ دے گا یہ علامت ہے کہ اسکے دل میں اللہ رب العزت کی محبت موجود ہے۔

محبت الٰہی کا عجیب واقعہ

امریکہ میں ایک نوجوان تھا کلمہ گو مسلمان لیکن دفتر میں کام کرتا تھا دفتر میں کام کرنے والی ایک امریکن لڑکی سے اسکا تعلق بن گیا اور اسکی محبت کا یہ تعلق اتنا بڑھا کہ اسنے یہ محسوس کیا کہ اب میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا چنانچہ اس نے اس کے والدین کو پیغام بھیجا کہ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں اسکے والدین نے کہا کہ ہماری کنڈیشن یہ کہ ہم عیسائی ہیں آپ کو اپنا دین چھوڑ کر عیسائی بننا پڑے گا والدین سے قطع تعلقی کرنی پڑے گی، آپ اپنے ملک واپس نہیں جایا کریں گے جس معاشرے میں آپ رہتے ہیں اس سے آپ بالکل ملا ہی نہیں کریں گے، اگر آپ یہ سب شرائط پوری کر سکتے ہیں تو ہم اپنی بیٹی کی شادی کر دیں گے، یہ اپنے جذبات میں اس قدر مغلوب الحال تھا کہ اس اللہ کے بندے نے یہ تمام شرائط قبول کر لیں، ماں باپ سے رشتہ ختم، عزیز اقارب سے رشتہ ختم، ملک سے رشتہ ختم اور جس کمیونیٹی میں یہ رہتا تھا ان سب سے رشتہ ختم حتیٰ کہ یہ عیسائی بن کر عیسائیوں کے ماحول میں زندگی گذارنے لگ گیا اس نے اپنی شادی کر لی مسلمان بڑے پریشان کبھی کبھی وہ اسکی تلاش کرنے کی کوشش کرتے مگر یہ ان سے ملنے سے بھی گھبرایا کرتا تھا کبھی کہیں کسی کو دیکھ بھی لیتا تھا تو دور کترا جاتا تھا لوگ بالآخر تھک گئے کسی نے کہا کہ اس کے دل پر مہر لگ گئی، کسی نے کہا کہ مرتد ہو گیا، کسی نے کہا کہ اس نے جہنم خرید لی، کسی نے کہا کہ اس نے بڑا مہنگا سودا خریدا، ہر ایک کی اپنی اپنی باتیں تھیں، ایک سال گذر گیا دو سال گذر گئے حتیٰ

کہ تین چار سال اسی حالت میں گذر گئے یہاں تک کہ دوست احباب سب کی یاد داشت سے بھی نکلنے لگ گیا بھولی بسری چیز بنتا چلا گیا، ایک دن امام صاحب نے فجر کی نماز کیلئے جب دروازہ کھولا تو دیکھا کہ یہ نوجوان آیا اس نے وضو کیا ور مسجد میں نماز کی صف میں بیٹھ گیا، امام صاحب بڑے حیران، انکے لئے تو یہ چیز بالکل عجیب تھی نماز پڑھائی اور اسکے بعد اس سے سلام کیا پھر اسکو لیکر اپنے حجرے میں گئے اور انہوں نے محبت پیار سے ذرا پوچھا کہ آج بڑی مدت کے بعد آپ کی زیارت نصیب ہوئی اُس وقت اسنے اپنی حالت بتائی کہ مینے اس لڑکی کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا بہت کچھ مینے اپنا ضائع کر دیا لیکن جس گھر میں رہتا تھا میرے اس گھر میں اللہ کا قرآن رکھا ہوتا تھا، میں جب کبھی آتا جاتا اس پر میری نظر پڑتی تو میں اپنے دل میں سوچتا کہ یہ میرے مولیٰ کا کلام ہے، یہ میرے اللہ کا قرآن ہے اور میرے گھر میں موجود ہے، میں اپنے نفس کو ملامت کرتا، اعمال تو میرے برے تھے لیکن دل مجھے کہا کرتا تھا کہ نہیں جس کا مینے کلمہ پڑھا میں اس سے محبت کرتا ضرور ہوں، اسکی نشانی مینے اپنے گھر میں رکھی ضرور ہے، اس طرح کئی سال گذر گئے، ایک دن میں آیا اور حسب معمول مینے گذرتے ہوئے اس جگہ پر نظر ڈالی مجھے قرآن نظر نہ آیا مینے بیوی سے پوچھا کہ یہاں ایک کتاب ہوا کرتی تھی وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ مینے گھر کی صفائی کی تھی اس میں غیر ضروری چیزوں کو مینے پھینکدیا ہے، اس نے پوچھا اس کتاب کو بھی؟ اسنے کہا ہاں، یہ وہاں سے واپس گیا اور کوڑے پھینکنے کی جگہ سے اس کتاب کو اٹھا کر لے آیا، جب لڑکی نے دیکھا کہ یہ بہت زیادہ اس کتاب کا احساس کر رہا ہے تو وہ بھی احساس کرنے لگی کہ آخر جہ کیا ہے اس نے کہا کہ بس میں اس کتاب کو رکھنا چاہتا ہوں، اس لڑکی نے جب دیکھا کہ یہ تو عربی میں ہے تو اسنے کہا کہ ہاں کوئی نہ کوئی اسکا تعلق اسلام سے ہے تو اس نے کہا کہ دیکھو یا تو اس گھر میں یہ کتاب رہے گی یا پھر میں رہوں گی تمہیں اس میں سے کسی ایک کے بارے میں فیصلہ کرنا ہوگا وہ کہنے لگا کہ جب اس لڑکی نے یہ کہا تو میرے لئے یہ زندگی کا عجیب وقت تھا میں نے اپنے دل سے پوچھا کہ تو نے اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے وہ کچھ کر لیا جو تجھے نہیں کرنا

چاہیئے تھا آج تیرا رشتہ پروردگار سے ہمیشہ کیلئے ٹوٹ جائے گا، اب تو فیصلہ کر لے کہ اب تو اسکو چاہتا ہے یا اسکے پروردگار کو چاہتا ہے جب میں نے دل میں یہ سوچا تو دل نے یہ آواز دی کہ نہیں میں اپنے مولی سے کبھی بھی نہیں کٹنا چاہتا میں نے لڑکی کو طلاق دی اب میں نے دوبارہ کلمہ پڑھا اور اب میں ہمیشہ کے لئے پکا مسلمان بن چکا، سوچیئے اتنے غافل مسلمان کے دل میں بھی اللہ رب العزت کی محبت کا بیج موجود ہوتا ہے۔

ایک اہم سبق

اسلیئے کئی لوگوں کو دیکھا کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھتا ہو تو اسکو وہ بہت ہی بری نظر سے دیکھتے ہیں ایک اصول یاد رکھیئے، برائی سے نفرت ہونی چاہیئے برے سے نہیں جس طرح ڈاکٹر اپنے ہاسپٹل میں بیماریوں سے نفرت کرتے ہیں بیماروں سے نفرت نہیں کیا کرتے اگر بیماروں سے نفرت کرتے تو اسٹاف دن رات انکی خدمت کیوں کرتا، وہ بیماریوں سے بچتے ہیں کہ یہ بیماریاں ہمیں نہ لگ جائیں لیکن انکو بیماروں سے محبت ہوتی ہے، نبی علیہ السلام نے بھی ہمیں یہی تعلیم دی، چنانچہ کچی پیاز اسمیں مہک ہوتی ہے تو منع فرما دیا کہ جب تم یہ مہک والی چیز کھاؤ تو مسجد میں نہ آؤ جب تک کہ تم اپنے منھ کو صاف نہ کر لو تو نبی علیہ السلام نے وہاں یہ نہیں فرمایا کہ میں پیاز سے نفرت کرتا ہوں بلکہ فرمایا [اَنِی اَکْرَہُ رِیْحَھَا] میں اس پیاز کی بو سے نفرت کرتا ہوں تو ہمیں بندے کے عمل کی بو سے نفرت ہونی چاہیئے بندے سے نہیں، اسلیئے کہ یہی اللہ کا بندہ اگر اپنی زندگی کی سمت کو بدل لے گا تو جیسے آج گنہگار ہے یہ کل کو تہجد گذار بن جائے گا، یہ دل اللہ رب العزت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے [یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ] ''اللہ تعالی جیسے چاہتے ہیں دلوں کا رخ بدل دیا کرتے ہیں'' اسلیئے ہمیں انسانیت کے ناطے ہر بندے سے محبت ہو کہ یہ اللہ کے بندے ہیں، انسانیت کی بنیاد پر ہمیں ہر بندے سے تعلق ہو،

محبت کے غلبہ میں دو بوڑھوں کی لڑائی

مقامات زواریہ میں ایک عجیب بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ خانقاہ فضلیہ میں دو بوڑھے آپس میں الجھنا شروع ہو گئے دیکھنے والے بڑے حیران ہوئے کہ یہ دونوں ظاہر میں بڑے نیک اور متقی نظر آتے ہیں اتباع سنت بھی ان کے جسم پر بالکل ظاہر ہے مگر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں ایک اس کو تھپڑ لگاتا ہے اور دوسرا اس کو لگاتا ہے وہ اسے کھینچتا ہے اور وہ اسے کھینچتا ہے اور کچھ باتیں بھی کر رہے ہیں ایک صاحب قریب ہوئے کہ آخر بات کیا ہے۔ جب قریب ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں محبت الٰہی میں اتنا مستغرق تھے کہ آپس میں بیٹھے ہوئے ان میں سے ایک نے کہہ دیا ''اللہ میڈا اے'' یعنی اللہ میرا ہے جب دوسرے نے سنا تو وہ الجھنے لگا کہ نہیں ''اللہ میڈا اے'' وہ اسے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ میڈا اے اور وہ اسے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ''اللہ میڈا اے''۔ محبت کا کتنا غلبہ تھا کہ دونوں اس بات پر الجھ رہے تھے۔ اللہ اکبر

عشق الٰہی کا عجیب اظہار

کہتے ہیں کہ مجنوں نے ہر چیز کا نام لیلیٰ رکھ دیا تھا اور زلیخا نے ہر چیز کا نام یوسف رکھ دیا تھا اسی طرح جن کے دلوں میں محبت الٰہی کا جذبہ ہوتا ہے وہ بھی ہر بات کے سامنے اللہ رب العزت کا نام لیتے ہیں۔

محبت الٰہی بڑھانے کی ضرورت ہے

[اَلخَلقُ عِیَالُ اللّٰہ] حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ کی مخلوق اللہ کی عیال ہے تو یہ بات اسلئے کہی کہ جس نے بھی کلمہ پڑھا اس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ہوتی ہے، مگر اس محبت کی کنڈیشن یہ ہوتی ہے کہ وہ بہت کمزور ہوتی ہے اب اس کمزوری کو قوت سے بدلنے کی ضرورت ہے، وہ کیسے بدلیں؟ جس طرح ایک درخت کمزور ہے اسکو پانی دیجئے کھاد دیجئے تو وہ اچھا توانا درخت بن جائے گا آپ

بھی اس نوجوان کو اچھا ماحول دیجئے وعظ ونصیحت کیجئے اسکو متوجہ کیجئے یہی کمزور نوجوان بالآخر آپ کے سامنے ایک مضبوط مؤمن بن کر کھڑا ہو جائے گا تو یہ تمام محبتیں اس وقت تک ٹھیک ہیں جب تک اللہ رب العزت کی نسبت سے ہیں اور رہی بات اللہ رب العزت کی محبت کی تو اسکی کوئی حد نہیں ہے کوئی ڈگری بتائی نہیں گئی فرمایا اشد حبا اللہ ایمان والوں کو اللہ تعالی سے شدید محبت ہوتی ہے اب اس محبت کی شدت جتنی ہم بڑھا سکیں یہ ہماری زندگی کا مقصد ہے، ایسی محبت ہو کہ ہم اللہ کا نام سنیں ہم تڑپ اٹھیں حدیث پاک میں آتا ہے سیدہ عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام ہمارے درمیان بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے تھے بلال کی آواز آتی اللہ اکبر محبوب اسی وقت کھڑے ہوتے تھے اور یوں لگتا تھا کہ جیسے ہمیں پہچانتے ہی نہیں ہیں، یہ ہے محبت کی شدت کہ اللہ کا نام سنا کہ منادی نے ندا دی سب چیزوں کو چھوڑ دیا اب میں اپنے مالک کے سامنے سجدہ ریز ہونے کے لئے جا رہا ہوں، تو ہمیں بھی ایسی محبت محسوس ہو کہ اذان کی آواز سنیں ہم اسی وقت نماز کے لئے مسجد میں پہنچ جائیں حکم سنیں اس پر عمل کے لئے آمادہ ہو جائیں آج یہ چیز ہمارے اندر کم ہے، جسکی وجہ سے اکثر احباب بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں، دل کہہ رہا ہوتا ہے لیکن عمل کے لئے قدم آگے نہیں بڑھاتے محبت کے جذبہ میں اگر پختگی آجائے تو پھر انسان کو کوئی پیچھے روک نہیں سکتا۔

اعمال میں روح کیسے پڑے

محبت کا جذبہ ہمارے سلف صالحین کی زندگیوں میں ہمیں نمایاں نظر آتا ہے

محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہے تو باقی نہیں ہے

تو آج اعمال تو ہیں لیکن ان اعمال کے اندر وہ روح موجود نہیں ہے، اور یہ روح پڑتی ہے محبت کی وجہ سے، پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو حضوری کے ساتھ پڑھتا ہے اللہ رب العزت کا قرآن پڑھتا ہے تو ڈوب کر پڑھتا ہے، وہ زکوۃ دیتا ہے تو تاوان سمجھ کر نہیں اللہ کی محبت کے ساتھ دے رہا ہوتا ہے، یہ چیزیں اعمال کے اندر جان پیدا کر دیتی ہیں۔

خدا کی راہ میں مٹ جا خدا کے نام پر بک جا
یہی ایسی تجارت ہے کہ جسکو بے خطر پایا

دنیا میں یہی ایک ایسا بزنیس ہے کہ جس میں گھاٹے کا کوئی چانس ہی نہیں ہوتا، جس نے بھی یہ سودا کیا ہمیشہ نفع کا سودا کیا، منزل پر پہنچ گیا تو بھی خوش نصیب ہے اور منزل پر پہنچنے سے پہلے رستے میں موت آگئی پھر بھی خوش نصیب ہے، اسلئے کہ اللہ کی محبت کے راستے پر چلنے والا بندہ تھا، تو یہ محبت ہمارے دلوں کے اندر ہونی چاہیئے۔

صحابہ کے دلوں میں اللہ کی محبت

صحابہؓ کے دلوں میں اللہ رب العزت کی یہ محبت موجود تھی چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ احد کی لڑائی کے لئے دونوں طرف سے فوجیں آمنے سامنے ہیں کل لڑائی ہونی ہے دو صحابی آپس میں گفتگو کر رہے ہیں کہ ایک کہتے ہیں کہ مینے سنا کہ اللہ کے نبی نے فرمایا جو مجاھد اللہ کے راستے میں دعا کرتا ہے وہ قبول ہوتی ہے دوسرے نے کہا کہ مینے بھی سنا ہے، کہنے لگے کہ کیوں نہ ہو کہ میں دعا کہوں آپ آمیں کہنا پھر آپ دعا مانگنا میں آمین کہوں گا، اور ہماری دعائیں قبول ہو جائیں گی، انہوں نے کہا کہ بہت اچھا چنانچہ وہ ایک طرف کو گئے اب انمیں سے ایک نے دعا مانگی ''اے اللہ کل میرا مقابلہ کسی بڑے دشمن سے ہو وہ مجھ پر اٹیک کرے میں اس پر وار کروں اے مالک ہمارا خوب مقابلہ ہو بالآخر میں اس پر ایسا وار کروں کہ تیرے رستے میں اسکو قتل کر ڈالوں اور دشمن کے کسی سرغنے کو قتل کرنے کا اعزاز مجھے نصیب ہو دوسرے نے کہا آمین، اب دوسرے کی باری تھی اس نے دعا مانگی اے اللہ! کل میرا مقابلہ کسی بہادر

دشمن سے ہو وہ مجھ پر وار کرے میں اس پر وار کروں اللہ ہمارا خوب ایک دوسرے سے مقابلہ ہو اور بالآخر وہ ایسا وار کرے اللہ مجھے تیرے رستے میں شہید کر دے اللہ پھر وہ میری آنکھوں نکال لے اور میرے کانوں کو کاٹ لے اے اللہ میں اسی حالت میں قیامت کے دن پھر تیرے سامنے کھڑا کیا جاؤں اور تو مجھ سے پوچھے کہ بندے تیری آنکھوں کا اور کانوں کا کیا بنا اور میں عرض کروں اللہ محبت کا نذرانہ میں تیرے سپرد کر کے آیا ہوں، سبحان اللہ، اندازہ کیجئے کہ محبت انکو کس قدر اللہ رب العزت سے ملاقات کے لئے بیتاب کر دیتی تھی، یہ جذبہ آج ہمارے اندر ہو تو پھر دیکھئے ہماری زندگی کی ترتیب مختلف ہوگی ہماری زندگی با مقصد زندگی ہوگی جتنی یہ محبت کامل ہوگی اتنا علم و عمل کے فاصلے کم ہو جائیں گے انسان اپنے علم پر عمل کرنے والا ہوگا یہ سوز عشق پھر انسان کو راتوں کو بھی جگا دیا کرتا ہے اللہ کی محبت میں پھر انسان رات کے آخری پہر اٹھ کر اپنے پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں کیا کرتا ہے ؎

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

پھر آہ سحر گاہی کی ایک عادت بنجاتی ہے اسی کو خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا

اٹھ فریدا ستیا تے جھاڑو دے مسیت
توں ستا تیرا رب جاگدا تیری کنویں نبھے پریت

(اے سوئے ہوئے فرید اٹھ کر مسجد میں جھاڑو دے تو سویا ہے رب جاگتا ہے تیری دوستی کیسے نبھے گی)

پھر رات کو خود بخود آنکھ کھلتی ہے ایسے لوگوں کو بستر اچھال دیتا ہے رات کے آخری پہر میں الارم فٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی انکے اپنے اندر الارم فٹ ہوتا ہے وہ اس وقت انکو اٹھا دیتا ہے کتنے تھکے ہوئے کیوں نہ ہوں۔

ذرا قرن اول کو آواز دینا

آج ایسے چہرے نظر نہیں آتے جو راتوں کو جاگتے تھے اور صبح کے وقت میں

استغفار کرتے تھے اور سسکیاں لے لے کر روتے تھے اور اپنے روٹھے ہوئے رب کو منایا کرتے تھے۔

تیری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

وہ صبح کے نالے آج نظر نہیں آتے کہاں ہیں وہ نوجوان جو لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے تھے تو سینوں میں دل کانپ اٹھتے تھے۔

منہ دیکھ لیا آئینے میں پر داغ نہ دیکھے سینے میں
جی ایسا لگایا جینے میں مرنے کو مسلماں بھول گئے
تکبیر تو اب بھی ہوتی ہے مسجد کی فضا میں اے انور
جس ضرب سے دل ہل جاتے تھے وہ ضرب لگانا بھول گئے

وہ لا الہ الا اللہ کی ضرب لگانے والے آج نظر نہیں آتے، اسلئے دلوں میں وہ ولولہ نہیں وہ شوق نہیں نگاہ میلی بن گئی، ذرا باہر نکلے ادھر ادھر کی شکلوں کو دیکھا ہر طرف للچائی ہوئی نظریں پڑ رہی ہوتی ہیں مقصود بدل گیا ہے، اب اسکو دوبارہ ٹھیک کرنے کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے مجالس کی ضرورت ہے، جسمیں انسان اپنے آپ کو محسوس کرے کہ میں اپنی سمت کو ٹھیک کر سکوں میں اپنے اللہ کی محبت کو دل میں بڑھا سکوں تا کہ محبت کے بڑھنے سے پھر اعمال کی حقیقت کا انسان کو پتہ چل جائے۔

چار دن کی چاندنی

عشق انسان کے لئے ایک طبیب کا درجہ رکھتا ہے اس سے مراد عشق الٰہی ہے۔ دنیا کا حسن نہیں یہ تو چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات، دنیا والے تو جب حسینوں کو دیکھتے ہیں تو وہ رنجھ جاتے ہیں ان کا وضو ٹوٹ جاتا ہے ایمان کمزور ہو جاتا ہے، متزلزل ہو جاتے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ غازے ڈسمپر اللہ والوں کو پیغمبر کی راہ سے نہیں ہٹا سکتے۔

خاک ہو جائیں گے قبروں میں حسینوں کے بدن
ان کے ڈسٹمپر کی خاطر راہ پیغمبر نہ چھوڑ

اللہ کی قسم! جن کے دلوں میں اللہ کے ساتھ ایک ڈور جڑ جاتی ہے وہ دنیا کے حسینوں کی طرف دیکھنا تو کیا ان کی طرف تھوکنا بھی گوارہ نہیں کرتے ان کے سامنے زلف فتنہ گر دُمِ خر (گدھے کی دم) بن جایا کرتی ہے۔

نماز بلا حضوری

ایک مسجد میں یہ معاملہ پیش آیا کہ امام صاحب نے سلام پھیرنے کے بعد پوچھا کہ بھئی میں نے دو پڑھی ہیں یا چار رکعتیں؟ پوری مسجد میں ایک بندہ ایسا نہ تھ جو اعتماد سے کہہ سکے کہ ہم نے دو یا چار پڑھی ہیں سب شک میں تھے تو جب ہماری حضوری کا یہ عالم ہو تو پھر بتایئے اس نماز کا اثر ہمارے اوپر کیا ہوگا، اسلیئے کہنے والے نے کہا ؎

سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

سیماب کہتے ہیں پارے کو اور اسکی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ تھرتھراتا رہتا ہے کانپتا رہتا ہے تو علامہ اقبال نے کہا کہ کچھ ایسے اذان دینے والے تھے کہ جب اذان دیتے تھے تو پہاڑ انکی اللہ اکبر کی صدا سن کر پارے کی طرح کانپتے تھے

سنی نہ مصر و فلسطیں میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب
وہ سجدہ روئے زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں ممبر و محراب

آج اللہ تعالی کی اس محبت کی ضرورت ہے، کسی فارسی کے شاعر نے عجیب بات کہی

بزمیں چوں سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد

کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی

(جب میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے آواز آئی اور ریا کے سجدہ کرنے والے تو نے تو مجھے بھی خراب کرڈالا)

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

دل کو سنوارنے کی ضرورت

تو آج اس دل کو صنم آشنا کی بجائے خدا آشنا بنانے کی ضرورت ہے تا کہ اللہ رب العزت کی اسکے اندر محبت ہو پھر ہمیں اعمال کی کیفیت اور قرآن مجید کے پڑھنے میں لطف اور مزا آئے گا، ہمارے اسلاف کو تلاوت میں وہ مزا آتا تھا کہ راتوں کے گذرنے کا پتہ نہیں چلتا تھا یہ اسلیئے کہ انکے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت شدت کے ساتھ تھی ان کو یہ مقام حاصل تھا اسلیئے انکے بارے میں کہا [رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ وَفُرْسَانٌ بِالنَّهَارِ] دن کو وہ گھوڑوں کی پیٹھ پر ہوتے تھے اور راتوں کو وہ مصلے پر کھڑے ہوکر گذار دیتے تھے یہ کیسے؟ سارا دن تھکنے کے بعد تو آرام کی ضرورت ہے، معلوم ہوا کہ مصلے پر کھڑے ہونے سے ان لوگوں کو آرام مل جایا کرتا تھا اسلیئے ہمارے ایک شیخ نے فرمایا کہ مبتدی کے لئے عبادت دوا کی مانند ہے اور منتہی کے لئے عبادت غذا کی مانند ہے، دوا سے بندہ گھبراتا ہے لیکن جب اس راستے پر چل پڑتا ہے تو پھر عبادت غذا کی مانند بنجاتی ہے پھر اسکا دل چاہتا ہے کہ میں اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں اسلیئے کتنے ایسے واقعات ہیں کہ رات پوری کی پوری عبادت میں گذار دیا کرتے تھے سیدہ فاطمۃ الزھراءؓ کے بارے مین آتا ہے کہ عشا کے بعد دو رکعت کی نیت باندھی اللہ رب العزت کا کلام پڑھتی رہیں، پڑھتی رہیں، دل میں کچھ ایسا لطف تھا ایسا مزا تھا کہ جب سلام پھیرا کیا دیکھتی ہیں کہ صبح صادق کا وقت قریب ہے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے آنکھوں میں سے آنسو نکل آئے اور یہ دعا مانگی اللہ مینے تو دو ہی رکعت کی نیت باندھی تھی تیری راتیں کتنی چھوٹی ہیں کہ دو رکعت ہی میں تیری

رات ختم ہوگئی تو انکو راتوں کے چھوٹا ہونے کا شکوہ ہوا کرتا تھا تو یہ نماز انکی تھکن کو دور کردیا کرتی تھی آج کل نوجوان چھٹی کی رات میں ویڈیو لیکر آتے ہیں چھٹی کی رات میں چھ گھنٹے اسکرین پر تماشہ دیکھتے ہیں اور چھ گھنٹے کے بعد کہتے ہیں کہ ٹائم گذرنے کا پتہ ہی نہیں چلا بالکل اسی طرح ہمارے اسلاف بھی جب قرآن کھول کر بیٹھتے تھے یا مصلے پر کھڑے ہوتے تھے تو انکو بھی ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا تو ہمیں یہ کیفیت اپنے دلوں میں پیدا کرنی ہے تاکہ نوجوانوں کے دل اللہ رب العزت کی عبادت کے اندر لگیں اللہ کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہمارے دلوں میں آجائے یہ فقط مصلے تک محدود نہ رہے، ہم اگر دفتر کی کرسی پر بیٹھے ہیں پھر بھی اللہ کی محبت کا جذبہ غالب ہو ہم اگر گھر کے اندر شوہر کی حیثیت سے ہوں تو اللہ کی محبت کا جذبہ غالب ہو، ہم زندگی میں کسی حال میں بھی ہیں اللہ رب العزت کی محبت کا جذبہ ہم پر ہر جگہ غالب ہونا چاہیئے ہم نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں کے مطابق زندگی گذاریں اسی لئے ذکر زیادہ کرایا جاتا ہے کہ ذکر زیادہ کرنے سے اللہ تعالی کی ذات سے محبت پیدا ہوجاتی یہ اصول یاد رکھئے کہ "ذکر کی کثرت سے ذات کی محبت پیدا ہوجاتی ہے"، یہ محبت بھی مقناطیس کی طرح ہے اسکا بھی اثر ہوتا ہے جس طرح مقناطیس کا اثر لوہے پر پڑتا ہے اسکی بھی ایک لہر ہوتی ہے، جب اللہ والوں کے پاس کچھ وقت گذارتے ہیں تو ایسے نیک اور صالحین کے دلوں کا عکس دوسرے آدمی کے دل میں جذبہ ہوجاتا ہے پھر وہ بھی اپنے دل میں اسکے اثرات محسوس کرتا ہے

مجھ کو نہ اپنا ہوش نہ دنیا کا ہوش ہے
بیٹھا ہوں مست ہو کے تمہارے جمال میں
تاروں سے پوچھ لو میری روداد زندگی
راتوں کو جاگتا ہوں تمہارے خیال میں

تو انسان پھر اللہ کی یاد اور اسکے دھیان میں راتوں کو جاگتا ہے

ہمارے اک بزرگ تھے خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ انسے کسی نے پوچھا کہ

حضرت کیا حال ہیں؟ فرمایا......!

پنشن ہو گئی ہے کیا بات ہے اپنی
اب دن بھی ہے پنا اور رات ہے اپنی
اب اور ہی کچھ ہے میرے دن رات کا عالم
ہر وقت ہی رہتا ہے ملاقات کا عالم

تو اگر یہ چیز حاصل ہو جائے تو پھر ہم گناہ نہیں کریں گے بلکہ سوچیں گے بھی نہیں اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا ہر چیز اللہ رب العزت کے حکموں کے مطابق ہو جائے گی، پھر انسان اللہ تعالی سے ملاقات کے بہانے ڈھونڈے گا نفلوں کے ذریعہ

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب وعذاب کیا جانیں
کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

تو اللہ رب العزت کی محبت ایسی نعمت ہے کہ ہمیں ہر دعا میں اسے مانگنا چاہیے چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی اور حقیقت میں امت کو سکھائی کہ ہم یوں مانگا کریں [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَحُبَّ عَمَلِیْ یُبَلِّغُنَا اِلٰی حُبِّکَ] ''یا اللہ میں آپ کی محبت اور جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں میں انکی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں اور وہ عمل، جو آپ کی محبت کو بڑھانے والے ہیں اے اللہ میں ان عملوں کی محبت کی بھی درخواست کرتا ہوں'' اگر یہ چیزیں نصیب ہو گئیں تو انشاء اللہ ہمیں مقصود حقیقی حاصل ہو جائے گا اور زندگی کا مقصد ہمارے لئے پورا کرنا بہت آسان بنجائے گا اللہ تعالی ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمائے ایسی محبت کہ جو ہمیں اللہ کی طرف مشغول کر لے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

پروردگار ہمیں بھی موت سے پہلے پہلے لذت آشنائی والی گھڑیاں نصیب فرمادے

وآخر دعوانا ان الحمد اللہ رب العالمین

﴿وَلِلّٰهِ الاَسْمَاءُ الحُسنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾

تمنائے دل

نشست ﴿۴﴾

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام انڈولا زامبیا

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	اللہ تعالیٰ کے ناموں کی تقسیم	۸۰
۲	ایمان کامل کب ہوتا ہے	۸۱
۳	اللہ کے نام کی برکت	۸۲
۴	اسم اعظم کی تحقیق	۸۳
۵	لفظ اللہ کی تاثیر	۸۴
۶	لفظ اللہ کا کرشمہ	۸۶
۷	ہر چیز کی لذت جدا جدا	۸۷
۸	مقدار کی تاثیر	۸۸
۹	ایک مثال	۸۹
۱۰	محبت میں نام بھی اچھا لگتا ہے	۹۰
۱۱	حضرت شبلیؒ کا واقعہ	۹۱
۱۲	مقام فنا	۹۲
۱۳	ایک نکتہ کی بات	۹۴
۱۴	امام احمد بن حنبلؒ کا آخری وقت	۹۵
۱۵	مناجات	۹۶

اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ

اقتباس

اللّٰہ

پانی کی ٹونٹی اگر لیک ہو اور قطرہ قطرہ
ٹپک رہا ہو اور نیچے پتھر ہو تو وہ پانی کا قطرہ اس
پتھر میں بھی سوراخ ڈال دیتا ہے، اب بتایئے کہ اگر
پانی کا قطرہ بار بار تواتر کے ساتھ ٹپکے تو وہ پتھر میں
سوراخ بنا لیتا ہے تو کیا اللہ رب العزت کا نام اگر بار بار
بندے کے دل پر پڑے تو یہ دل میں اپنا راستہ نہیں بنا سکتا
! یہ بھی دل میں راستہ بناتا ہے مگر ہم اسکو مقدار کے
حساب سے دل میں لیتے نہیں۔

﴿ازافادات﴾

حضرت مولانا پیر
حافظ ذوالفقار احمد صاحب
نقشبندی مجددی زید مجدہ

Pneumatic-trough	ہوالگن
Point of ignition	نقطۂ اشتعال
Poisoning	زہرزدگی
Polar	قطبی
Polariscope	تقطیب نما
Polarimeter	تقطیب پیما
Polarimetry	تقطیب پیمائی
Polarisation	تقطیب
Polarisation E.M.F.	تقطیبی ق.م.ب
Polarised	مقطّب
Pole	قطب
Pollen grains	زیرہ دانے
Polonium	پولونیئم
Polyatomic	کثیرجوہری
Polybasic	کثیراساسی
Polymer	کثیرترکیب
Polymeric	کثیرترکیب
Polymerisation	کثیرترکیبی
Poly-molecular	کثیرسالمی
Poly-morphous	کثیرشکلی
Polyvalent	کثیرگرفتا

اللہ رب العزت کے نام کے علوم و معارف کے بارے میں یہ کتاب ہے، ﷲ یہ نام ایسا نام ہے کہ اسمیں کوئی نقطہ نہیں ہے کوئی بھی حرف آپ کو نقطے والا نہیں ملے گا کیوں نقطہ پسند نہ کیا اسلئے کہ توحید چاہتے تھے نام میں نقطہ آجاتا تو شرک کرنے والے لوگ بھی کوئی جواز ڈھونڈ لیتے اور عجیب بات یہ کہ اگر آپ اس نام کے حروف کو الگ الگ بھی کرتے جائیں تو بچنے والا جو حصہ ہوتا ہے وہ بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے مثال کے طور پر لفظ اللہ لکھا ہوا ہے تو اشارہ کس کی طرف ہوا اللہ رب العزت کی طرف، اگر پہلی الف ہٹا دیں تو جو باقی لکھا ہوا ہے اسکو کیسے پڑھیں گے؟ ''للہ'' تو للہ کا کیا مطلب اسکا اشارہ بھی اللہ کی طرف ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ ،اور ﴿لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ تو للہ کا شارہ بھی اللہ کی طرف، ایک حرف اور ہٹا دیں تو باقی بچا'' لہ'' اور لہ کا اشارہ بھی اللہ کی طرف ﴿لَهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ اور اگر ایک اور لام بھی ہٹا دیں تو باقی بچ گیا ''ہ'' اور ہ کا اشارہ بھی اللہ کی طرف ﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ قربان جائیں اس پروردگار پر کہ اپنا ذاتی نام بھی ایسا پسند کیا کہ اس نام کو اگر کوئی ہزار کر کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر ڈالے ہر بچنے والا ٹکڑا بھی اللہ کی طرف اشارہ کرے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ﴾ یہ قرآن عظیم الشان کی آیت ہے ''برکت والا نام ہے تیرے رب کا'' اللہ تعالیٰ خود بتلا رہے ہیں کہ یہ نام برکت والا ہے۔

ایمان کامل کب ہوتا ہے

اس نام کی برکتیں عجیب ہیں اس نام کی وجہ سے ہمیں ایمان ملتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدمی کلمہ یوں پڑھے لا الہ الا الرؤف یا الا الرحیم یا الا الرحیم محمد رسول اللہ تو مسلمان کوئی نہیں ہوتا کیوں؟ کہ صفاتی نام تو اوروں پر بھی استعمال ہو سکتے ہیں، سمیع اور بصیر تو اوروں کے لئے بھی استعمال

ہو سکتے ہیں جب تک وہ ذاتی نام نہیں لے گا لا الہ الا اللہ تب تک ایمان اسکا کامل نہیں ہوگا اللہ کے نام کی برکتیں دیکھو اس نام سے ایمان مکمل ہوتا ہے،

اللہ کے نام کی برکت

یہ ایسا برکت والا نام ہے کہ جہاں آجاتا ہے وہاں فاصلے سمٹ جاتے ہیں، ایک لڑکی تھی نامحرم شریعت کہتی اسکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا حرام، تنہائی میں اسکے ساتھ بیٹھنا حرام، لیکن جب اس لڑکی کو نکاح کے اندر قبول کر لیتے ہیں اب وہ جو اجنبیہ تھی وہ اب سب اپنوں سے بڑی بن گئی زندگی کی ساتھی بن گئی قرآن نے کہا ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ تم انکے لئے لباس کی مانند ہو وہ تمہارے لئے لباس کی مانند ہے، اب جسم کے سب سے قریب کیا چیز ہوتی ہے؟ لباس، تو بتلایا گیا کہ خاوند کے سب سے زیادہ قریب اسکی بیوی اور بیوی کے سب سے قریب اسکا شوہر یک جان اور دو قالب جسم دو ہیں اور دونوں کی جان ایک ہے اللہ اکبر اتنا قرب ایک تعلق ہو گیا تو یہ جو تعلق ہوا یہ کیسے ہوا اللہ کے نام کی برکت سے ہوا سنیئے قرآن عظیم الشان ﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ ''اللہ سے ڈرو جس کی برکت سے تم آپس میں رشتہ داریاں کرتے ہو، اگر اسکا نام درمیان میں نہ آتا تو نکاح بھی نہ ہوتا کتنا برکت والا ہے وہ نام جو درمیان میں آتا ہے اور فاصلے سمیٹ دیتا ہے اجنبی لوگوں کو ایک دوسرے کا اپنا بنا دیتا ہے جسکی طرف دیکھنا حرام تھا اب اسکی طرف دیکھنا عبادت بن جاتا ہے کیا برکت والا نام ہے اس نام کی برکتیں بڑی ہیں، سچی بات یہ کہ ہم واقف نہیں ہیں اسلئے کہ ہم نے کبھی آزمایا جو نہیں کبھی ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھے ہوں کہ جنہوں نے اس نام کی برکتوں کو دیکھا بھالا ہوتا ہے تا کہ وہ پھر اسکے معارف ہمارے سامنے کھولیں کہ اس نام کی برکت کیا ہے۔

اسم اعظم کی تحقیق

کتابوں میں آتا ہے کہ اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک نام اسم اعظم ہے اس نام کی برکت سے جو بھی دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تحقیق ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا نام اللہ یہ اسم اعظم ہے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ نے تفسیر مظہری میں اس پر سب سے بہترین تفصیلی روشنی ڈالی ہے اور وہ بھی نتیجہ یہی نکالتے ہیں کہ اللہ کا جو لفظ ہے یہ اسم اعظم ہے اسکی برکت سے جو دعاء کی جائے وہ قبول آصف بن بلخیہ کو اسم اعظم ہی معلوم تھا جس کی برکت سے انہوں نے ملکہء بلقیس کا تخت منگالیا تھا لیکن فرماتے ہیں کہ اس نام کو لینے والی ہر زبان قابل نہیں ہوتی نام تو یہی ہے اسم اعظم لیکن اسم اعظم لینے والی ہر زبان قابل نہیں ہوتی کچھ زبانیں ہوتی ہیں جب وہ درجہ پالیتی ہیں کہ انسے اللہ کا لفظ نکلتا ہے تو یہ اسم اعظم اثر دکھا دیتا ہے مثال حضرت عیسی علیہ السلام مردے کو کہا کرتے تھے (قُمْ باذْنِ اللّٰهِ) تو مردہ تھوڑی دیر کے لئے زندہ ہو جاتا تھا آج ہم (قُمْ بِاذْنِ اللّٰه) کہیں تو سویا ہوا بندہ نہیں جاگتا مرا ہوا کیا تو زندہ ہوگا وہی الفاظ ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام استعمال فرماتے تھے وہی الفاظ ہم کہتے ہیں لاکھ دفعہ بھی کہیں تو مردہ ٹس سے مس نہیں ہوتا تو الفاظ وہی مگر زبان بدل گئی وہ نبی کی زبان تھی یہ جھوٹی زبان ہوتی ہے، اثر نہیں ہوتا تو اسم اعظم تو اللہ ہی ہے لیکن جب کسی سچی زبان سے نکلتا ہے تو پھر اسکا اثر ہوتا ہے اسکی دلیل حدیث پاک ہے: نبی علیہ السلام درخت کے نیچے آرام فرمارہے ہیں تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے ایک کافر ادھر آنکلا اس نے کہا کہ یہ تو سنہری موقع ہے تلوار بھی ہے اور مسلمانوں کے پیغمبر بھی ہیں کیوں نہ میں اسکو ہلاک کروں دبے پاؤں آیا اور آکر اس نے وہ تلوار ہاتھ میں لے لی چاہتا تھا کہ وار کرے کہ اللہ کے محبوب بیدار ہو گئے جب اسنے دیکھا کہ بیدار ہو گئے تو کہتا ہے کہ (من يمنعك منى يا محمد) "اے محمد ﷺ تمہیں اب کون میرے ہاتھوں سے بچائے گا نبی علیہ

السلام نے فرمایا اللہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ فقط ایک لفظ بولا اللہ اس اللہ کے لفظ میں ایسی تاثیر تھی کہ اس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اس نے کانپنا شروع کردیا حتی کہ تلوار ہاتھ سے نیچے گر گئی نبی علیہ السلام نے تلوار اٹھالی اور فرمایا (من یمنعك منی) اب بتا اب تجھے کون میرے ہاتھوں سے بچائے گا اب لگا خوشامد کرنے آپ تو قریشی خاندان میں سے ہیں بڑے اچھے اخلاق والے ہیں دشمنوں کو معاف کردینے والے ہیں بلند ہمت ہیں فلاں ہیں فلاں ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا جا میں نے تجھے معاف کردیا، جب نبی علیہ السلام نے معاف فرمادیا تو وہ کھڑا رہا عرض کیا کہ اے اللہ کے محبوب آپ نے تو معاف کردیا کھڑا اسلئے ہوں کہ اب کلمہ پڑھا دیجئے تا کہ اللہ تعالی بھی مجھے معاف فرمادے اللہ اکبر تو لسان نبوت سے اللہ کا لفظ نکلا تو بندے کے اوپر خوف طاری ہوا حالت بدل گئی، یہ اللہ کا لفظ ایسی تاثیر والا ہے اللہ اکبر کبیرا۔

لفظ اللہ کی تاثیر

ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کا ایسا فتنہ اٹھا تھا کہ انہوں نے مسلمانوں سے تاج اور تخت کو چھین لیا تھا، پوری دنیا میں مسلمانوں کے پاس کہیں حکومت نہیں رہی تھی تاتاری غالب آگئے تھے ایک دن میں بغداد میں دو لاکھ مسلمانوں کو ذبح کردیا گیا تھا اور مسلمانوں پر اتنا ڈر تھا کہ ایک تاتاری عورت نے مسلمان مرد کو دیکھا کہنے لگی خبردار جو یہاں سے ہلا، وہ وہیں کھڑا رہا یہ گھر میں گئی اور خنجر اٹھا کر لائی اور اس مسلمان مرد کو اس عورت نے قتل کردیا اتنا برا حال مسلمانوں کا ہوا، تاتاری جس شہر میں جاتے مسلمان وہ شہر ہی خالی کردیتے تھے چنانچہ ''دربند'' ایک شہر ہے ایک تاتاری شہزادہ اپنے گروپ کو لیکر وہاں پہنچا پورا شہر خالی ہوگیا مسکرایا کہ ہماری بہادری دیکھو مسلمان ہمارا نام سنتے ہیں تو شہر ہی خالی کرکے بھاگ جاتے ہیں پولیس نے اطلاع دی جناب دو بندے شہر میں موجود ہیں، ایک بوڑھے ہیں سفید ریش والے اور ایک انکے ساتھ خادم ہے اور

دونوں مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اس نے کہا کہ وہ نہیں نکلے کہا کہ وہ نہیں نکلے کہتا ہے کہ زنجیروں میں جکڑ کر میرے سامنے پیش کرو پولیس گئی اور انہوں نے ان کو جا کر زنجیریں ڈالیں ہتھکڑیاں ڈالیں اور لا کر اس شہزادے کے سامنے کھڑا کر دیا انکا نام تھا'' احمد در بندیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے اب جب انکو پیش کیا تو ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں جکڑے کھڑے ہیں بادشاہ کہتا ہے کہ تمہیں پتہ نہیں تھا کہ میں شہر میں آرہا ہوں فرمایا کہ پتہ تھا، پھر تم شہر سے کیوں نہیں نکلے؟ فرمانے لگے ہم کیوں نکلتے ہم تو اللہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا کہ اب تمہیں سزا سے کون بچائے گا؟ جیسے ہی اسنے یہ کہا وہ بزرگ کھڑے تھے کہنے لگے اللہ جیسے ہی اللہ کا لفظ کہا انکے ہاتھوں کی ہتکڑیاں ٹوٹ کر نیچے گر گئیں اب جب شہزادے نے دیکھا تو وہ سہم گیا اور کہنے لگا کہ یہ کوئی عام آدمی نہیں ہے، کہنے لگا کہ اچھا میں آپ کو اس شہر میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں وہ پھر مسجد میں چلے گئے اب یہ شہزادہ رات کی تنہائی میں جاتا اور انسے ملتا احمد در بندیؒ کو اللہ نے بڑی فراست دی تھی انہوں نے ایک دن اس سے بتایا کہ دیکھ ایک وقت آئے گا کہ تجھے تخت ملے گا تاج ملے گا اس نے کہا کہ جی اگر مجھے تاج ملا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے ایمان کا اظہار کر دوں گا فرمایا کہ ٹھیک ہے تو اس وقت تک اظہار نہ کر کیوں کہ اگر تو اظہار کرے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا اللہ کی شان کہ وہ شہزادہ ملتا رہا ملتا رہا ٹھیک تیس سال کے بعد اس شہزادے کی باری آگئی اور شہزادے کو تاج پہنا دیا گیا جب وہ پوری سلطنت کا حاکم بن گیا اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اپنے اسلام کا اظہار کیا اور یوں دوبارہ اللہ تعالیٰ نے تاج اور تخت مسلمانوں کو دوبارہ عطا فرما دیا تیس سال کے بعد علامہ اقبال نے لکھا۔

ہے عیاں آج بھی تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ والے کیا کام کرتے ہیں؟ جی ہاں وہ اللہ والے ہی تھے جنہوں نے دلوں کو بدلا ایک طرف مالا نا رومؒ نے مثنوی مولانا روم لکھی اور لوگوں

کے دلوں کو گرمایا اور دوسری طرف احمد دربندیؒ جیسے حضرات نے وقت کے بادشاہ کے دلوں کو متاثر کیا اور ان اللہ والوں کی برکت سے پھر اللہ تعالیٰ نے تاج اور تخت مسلمانوں کے حوالے کردیا، یہ تھوڑی تاثیر ہے اللہ کے نام میں! لینا تو ہمیں آئے ابھی تو لینا ہی نہیں آتا۔

اللہ کے نام کا مٹھاس

ہر مرحلۂ غم پہ ملی تجھ سے تسلی
ہر موڑ پہ گھبرا کے ترا نام لیا ہے

اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی چاشنی اور لذت ہے کہ اس کو بار بار لینے سے انسان کا دکھ سکھ میں بدل جاتا ہے۔

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

انسان کو چاہئے کہ حالات کے اتار چڑھاؤ سے متاثر ہوئے بغیر ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہے۔

لفظ اللہ کا کرشمہ

ہمارے علاقے میں ایک بزرگ گزرے ہیں خواجہ غلام حسن سواگؒ بڑے معروف تھے انکا بڑا مشہور واقعہ ہے اس واقعہ کے سینکڑوں لوگ گواہ موجود تھے ایک جگہ ہندو مسلمان اکھٹے رہتے تھے ہندوؤں نے مقدمہ کردیا اور جج نے انکو عدالت میں بلوالیا حضرت عدالت میں پہنچے جج سے پوچھا کہ بھئی مجھے کیوں بلایا اس نے کہا کہ جی آپ پر مقدمہ یہ ہے کہ آپ نوجوان ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں وہ بڑے حیران ہوئے فرمانے لگے کہ میں زبردستی مسلمان بناتا ہوں؟ کہا ہاں تو یہ کہہ کر وہ ہندوؤں کی طرف متوجہ ہوئے اور انمیں سے جو آدمی قریب تھا اسکی طرف دیکھ کر کہا اللہ انکا اللہ کہنا تھا کہ اس ہندوں نے کلمہ پڑھنا شروع کردیا پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے پھر تیسرے کی طرف پانچ بندوں کی طرف

اشارہ کر کے اَللّٰہُ کا لفظ کہا اور پانچوں بندوں نے کلمہ پڑھا، جج نے یہ دیکھ کر انکا مقدمہ ہی خارج کر دیا، سینکڑوں لوگوں نے یہ واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس اَللّٰہُ کے نام کی عجیب برکات ہیں ہاں ہمیں یہ نام لینا نہیں آتا ذرا لیکر تو دیکھیں تب پتہ چلے گا، جب اللہ تعالی نے قرآن میں فیصلہ کر دیا ﴿تبارَکَ اسمُ رَبِّکَ﴾ ''برکت والا نام ہے تیرے رب کا'' کبھی ہم نے بھی اسکی برکتیں دیکھیں، ہم لینا تو سیکھیں، جنہیں اللہ والے کہتے ہیں یہ اَللّٰہُ کہنا سکھاتے ہیں یہ نام لینا بھی ہر بندے کے بسکی بات نہیں ہوتی، اسکو پہلے دل میں اتارنا پڑتا ہے پھر یہ دل سے نکلتا ہے تو اسکی ایک تاثیر ہوتی ہے

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

ہر چیز کی لذت جدا جدا

ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ گذرے ہیں خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ ایک دفعہ وہ بیٹھے ہوئے لوگوں کو اسم ذات یعنی لفظ اَللّٰہُ کے ذکر کے فضائل سنا رہے تھے کہ اس سے عمر میں برکت ہوتی ہے رزق میں برکت ہوتی ہے، صحت میں برکت ہوتی ہے، عزت میں برکت ہوتی ہے بڑی برکتیں گنوائیں کئی عقل کے پجاری بھی ہوتے ہیں چنانچہ بوعلی سینا بھی بیٹھا ہوا تھا وہ محفل کے اخیر پر کہتا ہے کہ حضرت ایک نام کے لینے سے یہ سارے اثرات ہو جاتے ہیں؟ جب اس نے یہ کہا تو حضرت نے اسے دیکھ کر فرمایا ''اے خر تو چہ دانی'' اے گدھے تجھے کیا پتہ جب بھری محفل میں ایک دنیاوی قابل کو ایسا کہا جائے تو اسکی تو حالت بدل گئی پسینہ آ گیا اب جب حضرت نے دیکھا کہ

بدلے بدلے میرے سرکار نظر آتے ہیں

تو پوچھا کہ حکیم صاحب کیا ہوا پسینہ نظر آتا ہے؟ کہنے لگا کہ آپ نے لفظ ہی ایسا بولا ہے، سب کے سامنے مجھے گدھا کہا ہے، حضرت نے فرمایا کہ حکیم صاحب میں نے ایک لفظ گدھا کہا اور اس نے تن بدن میں اپنا اثر دکھا دیا کیا اَللّٰہُ کا لفظ انسان

کے اندر اثر پیدا نہیں کرسکتا؟ دیکھئے ابھی میں آپ کے سامنے کھٹاس کا نام لوں تو آپ کے منہ میں پانی آجائے گا، مٹھاس کا نام لوں تو ابھی کچھ میٹھا کھانے کو دل کرے گا اور اگر زیابطیس نہ ہو تو کہیں گے کہ اللہ کرے ابھی مل جائے تو اگر کھٹاس اور مٹھاس کے لفظ میں تاثیر ہے کہ یہ لفظ لیئے جائیں تو بندے کے اندر کوئی اثر دکھاتے ہیں تو کیا اللہ کا لفظ بندے کے اندر اثر پیدا نہیں کرسکتا، فرق یہ ہے کہ بھائی ہم نے لینا سیکھا ہی نہیں اور کسی نے سکھایا ہی نہیں، کہ اس لفظ کو لیا کیسے جاتا ہے اسکی برکتیں کیسے دیکھی جاتی ہیں۔ بس ایمان ہے ہمارا کہ پروردگار نے فرمادیا ﴿تَبَارَکَ اسْمُ رَبِّکَ﴾ "برکت والا نام ہے تیرے رب کا" تو مؤمن ہونے کی حیثیت سے ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اس نام میں برکت ہے اب اسکی برکتوں سے اگر ہم واقف ہونا چاہیں تو اسکو آزما کر دیکھیں اسکو دل میں گزاریں اسکو دل میں سے کئی بار بلکہ بار بار گزارنا پڑتا ہے ہزاروں نہیں لاکھوں بار گزارنا پڑتا ہے تب تاثیر آتی ہے۔

مقدار کی تاثیر

دیکھیں ہر چیز کی ایک مقدار ہوتی ہے ﴿وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ﴾ "اللہ تعالی کے یہاں ہر چیز کی ایک مقدار ہے" یہ قانون قدرت ہے چنانچہ ایک بندہ بیمار ہوتا ہے مثلا بخار ہوگیا، تو کہتے ہیں جی اینٹی بایوٹک پانچ دن تک صبح، دوپہر شام کھائیں اب یہ مقدار ہے، اب کوئی آدمی پانچ دن کی بجائے دو دن کھائے گا تو تیسرے دن پھر بخار ہوگا ڈاکٹر کہیں گے کہ جناب کورس کیوں پورا نہیں کیا؟ اب سے پھر پانچ دن شروع کرو اب ایک مقدار ہے، اسکے مطابق دوائی لیں گے تو بیماری جائے گی، ٹی بی کے مریضوں کو متواتر نو مہینے دوائی لینی پڑتی ہے ایک وقت بھی ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع، تو ہر چیز کی ایک مقدار ہے اب ایک بندے کو بخار ہو وہ اینٹی بایوٹک ایک آج کھالے ایک دو دن بعد کھائے اور تیسری پانچ دن بعد کھائے تو بخار تو نہیں اترے گا نا، تو شفا کے لئے مقدار کے

مطابق دوا استعمال کرنی پڑے گی، اسی طرح اللہ تعالی کے نام کی برکت معلوم کرنی ہو تو اسکی بھی ایک مقدار ہے جب ہم اللہ کے نام کو اس مقدار کے مطابق یاد کریں گے بار بار دل پر گزاریں گے تو پھر دل کی بیماریاں دور ہوں گی اور اسکی برکتیں ظاہر ہوں گی۔

ایک مثال

پانی کی ٹونٹی اگر لیک ہو اور قطرہ قطرہ ٹپک رہا ہو اور نیچے پتھر ہو تو وہ پانی کا قطرہ اس پتھر میں بھی سوراخ ڈال دیتا ہے، اب بتائیے کہ اگر پانی کا قطرہ بار بار تواتر کے ساتھ ٹپکے تو وہ پتھر میں سوراخ بنا لیتا ہے تو کیا اللہ رب العزت کا نام اگر بار بار بندے کے دل پر پڑے تو یہ دل میں اپنا راستہ نہیں بنا سکتا! یہ بھی دل میں راستہ بناتا ہے مگر ہم اسکو مقدار کے حساب سے دل میں لیتے نہیں جس سے پوچھو کہ مراقبہ ذکر کیا کہتا ہے کہ جی یاد ہی نہیں رہا، وقت ہی نہیں ملتا، بات ہی ختم، آجکل کے سلوک سیکھنے والے بھی بڑی شان والے ہیں، آتے ہیں اور آکر تین باتیں کرتے ہیں حضرت بس کاروبار اچھا نہیں کوئی دعا بتا دو، ویسے مجھے جلدی گھر جانا ہے یہ پہلی بات، حضرت بچے بھی کچھ بات نہیں مانتے بڑی پریشانی ہے اسکے لئے بھی کچھ بتا دو ویسے میں نے جلدی گھر جانا ہے، اور تیسری بات کہ حضرت بیوی بھی نہیں مانتی اصل یہ بتانا ہوتا ہے وہ تو تمہید ہوتی ہے آتے ہی اسی لئے ہیں کہ حضرت کچھ بتا دو تو اب بتائیے کہ اللہ کا نام سیکھنے والے کہاں ہیں بہت تھوڑے ہیں جو دل میں تڑپ رکھتے ہوں کہ ہمنے اللہ کا نام سیکھانا ہے اگر اس اللہ کے نام کو سیکھیں تو اسکی برکتیں تو عجیب ہیں زندگی میں بہار آجاتی ہے۔

اللہ کے بڑے مزے
جو بھی چاہے وہ چکھ لے

اس نام میں برکت ہی کچھ عجیب ہے، سبحان اللہ کسی نے کیا عجیب بات کہی ۔

مؤمناں ذکر خدا بسیار گو

تا بیابی درد و عالم آبرو

ذکر کن ذکر تا ترا جانست

پاکئی دل ز ذکر رحمٰن است

....

اللہ اللہ ایں چہ شیریں ہست نام

شیر و شکر می شود جانم تمام

کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں میرے وجود کے اندر یوں مٹھاس آجاتی ہے جیسے چینی کو دودھ کے اندر ڈالنے سے پورے دودھ میں مٹھاس آجاتی ہے، یہ نام کتنا لذت والا میٹھا ہے کہ جب میں یہ نام لیتا ہوں تو میرے پورے بدن میں سرور آجاتا ہے اللہ اکبر

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

جو رٹے وہ لائق انعام ہے

اور بات سچی ہے جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اسکا نام لینے میں بھی مزا آتا ہے محبوب کا نام لینے میں مزا نام لیتے ہوئے دل میں لذت آتی ہے ایک صاحب کہنے لگے کہ جی آپ جو یہ اللہ اللہ کہتے ہیں تو اسکا کیا مطلب؟ ایک شعر یاد آگیا تو میں نے انہیں کہا بھائی بات یہ ہے ۔

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو

ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

محبت میں نام بھی اچھا لگتا ہے

جب محبت ہوتی ہے تو نام بھی اچھا لگتا ہے نام بھی پیارا لگتا ہے اللہ کی

محبت ہوگی نام اچھا لگے گا اللہ کا نام بندہ سنے گا بندہ تڑپ اٹھے گا یہ مؤمن کی پہچان ہے قرآن عظیم الشان سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ﴾ کہ جب انکے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تذکرہ کیا جاتا ہے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو انکے دل تڑپ اٹھتے ہیں اللہ کا نام سن کر تڑپتے ہیں ۔

ایک دم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

اگر ہمنے کبھی اس محبت کا مزا چکھا ہوتا تو ہمیں پتہ ہوتا کہ اس نام کے لینے میں سکون کتنا ہے، اور اس نام کو لینے سے مخلوق کی محبت دل سے نکلتی ہے، اور اللہ تعالی کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے حتی کہ ریا کاری سے بھی اگر کوئی یہ نام لیتا رہے تو کچھ عرصے کے بعد یہ نام اس بندے کے دل میں بھی خلوص پیدا کر دیتا ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے عجیب بات لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے ساری زندگی میں ایک مرتبہ اخلاص کے ساتھ اللہ کا لفظ کہا ہوگا تو یہ نام کبھی نہ کبھی جہنم سے نکلنے کا سبب بن جائے گا، ﴿تبارک اسم ربک﴾ ''برکت والا نام ہے تیرے رب کا'' تو اس نام کو جتنا زیادہ لیں گے اللہ تعالی کی محبت زیادہ آئے گی برکتیں آئیں گی۔

حضرت شبلی کا واقعہ

حضرت شبلیؒ اللہ تعالی کے عشاق میں سے تھے رحمہ اللہ کبیرا انکی عادت تھی کہ اگر انکے سامنے کوئی بندہ اللہ کا لفظ لیتا تو وہ جیب میں ہاتھ ڈالتے اور کوئی میٹھی چیز نکالتے اور وہ اس بندے کو کھانے کے لئے دیتے، ایک دن کسی نے پوچھ لیا کہ حضرت آپ یہ کیا کرتے ہیں آپ کے سامنے کوئی اللہ کا نام لیتا ہے تو میٹھی چیز کھانے کے لئے دیتے ہیں، تو فرمانے لگے کہ جس منہ سے میرے محبوب کا نام

نکلے اس منہ کو میں مٹھاس سے نہ بھر دوں تو اور کیا کروں؟ کیسی محبت ہو گی اللہ اکبر کی اللہ اکبر کاش کہ اللہ تعالی کی ایسی محبت کی حرارت ہمیں بھی نصیب ہو جائے پھر زندگی کا مزا آئے گا جی ہاں برکتیں ہوں گی یاد رکھیں اللہ تعالی کی ذات بھی برکت والی اللہ تعالی کا نام بھی برکت والا چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ﴾ برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک تو وہ ذات بھی برکت والی اور اسکا نام بھی برکت والا تو جب کوئی بندہ اسکے ساتھ واصل ہوتا ہے اسکی زندگی میں پھر برکتیں آجایا کرتی ہیں آج ہماری زندگی میں برکت نہیں ہے نہ پیسے کی کمی حتی کہ گھر بھی ہے اولاد بھی ہے بیوی بھی ہے کاریں بھی ہیں بہاریں بھی ہیں لیکن سکون نہیں ہے، یہ جو سکون نہیں ہے وہ اسلئے کہ برکت نہیں ہے تو برکت، اس وقت آئے گی جب ہم اپنی زندگی میں اللہ رب العزت کے نام کا کثرت سے ذکر کریں گے اور اپنے دلوں میں اللہ تعالی کی محبت پیدا کریں گے اور شریعت کے مطابق زندگی کو بنالیں گے تو پھر ہماری زندگیوں میں اللہ رب العزت کے نام کی برکت آجائے گی، اسکو دلوں میں سے گزار کر دیکھئے کہ دلوں میں کیسے برکت آجاتی ہے ہر چیز میں برکت ہو گی اللہ اکبر اللہ کی محبت نصیب ہو گی ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مقام فنا

اللہ تعالی سے آشنائی کی لذت ہی عجیب ہے اللہ اکبر سبحان اللہ یہ نعمت مانگنے کی چیز ہے اللہ کے محبوب مانگتے تھے [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ] اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں تو ہم بھی اللہ سے اسکی محبت کو مانگیں یہ وہ نعمت ہے جسکو اللہ تعالی اپنے پیاروں کو دیتے ہیں اور جسکو یہ نعمت مل جائے تو یہ اسکے سینے کو روشن کر دیتی ہے اس محبت میں ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ جب بندہ

بھلانا بھی چاہے تو اللہ کو بھلا نہیں سکتا اسکو کہتے ہیں مقام فنا یعنی اتنا ذکر کیا اتنا ذکر کیا کہ فنائیت مل گئی کیا مطلب؟ ''مقام فنا'' حاصل ہوگیا یعنی دل میں اللہ کی محبت کی ایسی جڑ لگ گئی کہ اب یہ اگر بھلانا بھی چاہے تو اللہ کو بھلا نہیں سکتا اسکو مقام فنا کہتے ہیں اسلئے ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ (الفانی لا یرد) فانی واپس نہیں لوٹتا جیسے کوئی پھل پک جائے تو وہ پکنے کے بعد کچا نہیں ہوسکتا، کوئی بندہ بالغ ہوجائے تو بالغ ہونے کے بعد نابالغ نہیں ہوسکتا ہے، تو ذکر میں بھی ایک ایسا مقام آجاتا ہے جہاں یہ بندہ اللہ کے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ بھلانا بھی چاہو تو بھلا نہیں سکو گے، ایسی کیفیت ہوجاتی ہے اس جگہ پر پہنچ کر پھر یہ اللہ کے قریب ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں یتقرب الی العبد بالنوافل میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے اتنا قریب ہوجاتا ہے حتی احبہ حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، سوچئے اللہ تعالی فرماتے ہیں میں اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور فرماتے ہیں کہ جب میں محبت کرتا ہوں تو میں اسکے کان بنجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں آنکھیں بنجاتا ہوں جن سے وہ بندہ دیکھتا ہے اور میں پاؤں بنجاتا ہوں جس سے وہ بندہ چلتا ہے، انسان اور اسکے بارے میں پروردگار یہ فرمائے؟ کہ میں اس بندے کی آنکھ بنجاتا ہوں میں اسکے کان بنجاتا ہوں یہ کیسے عظیم لوگ ہوتے ہیں کہ جو اپنے نفس کو مٹا کر رکھ دیتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں انسے محبت کرنے لگ جاتا ہوں ہم کسی سے محبت کرتے ہوں تو ہم کسی کو اپنے سے دور جانے نہیں دیتے جب اللہ تعالی بھی ان سے محبت کرتے ہیں تو اپنے سے دور نہیں جانے دیتے پکی بات ہوجاتی ہے اللہ کرے کہ ہم بھی ذکر کر کے اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیں اللہ تعالی کی حفاظت میں آجائیں اس سے پہلے پہلے ایمان خطرے میں ہے کچھ پتہ نہیں کہ شیطان اپنا داؤ دکھا جائے فتنوں کا زمانہ ہے۔

ایک نکتہ کی بات

ایک ہوتا ہے علم الیقین ایک ہوتا ہے عین الیقین اور ایک ہوتا ہے حق الیقین یہ یقین کے تین درجے ہوتے ہیں، علم الیقین تو یہ ہوا کہ آپ سردی میں کسی دوست کے گھر پہنچے ٹھٹرتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ میں ابھی چائے لاتا ہوں جب اسنے کہا کہ چائے لاتا ہوں تو آپ کو پکا یقین ہے علمی طور پر کہ وہ گرم گرم چائے لائے گا اسکو کہتے ہیں علم الیقین، اور اگر اسنے چائے کا کپ لاکر آپ کے سامنے رکھدیا اور آپنے اسکے اندر سے بخارات اٹھتے ہوئے دیکھے تو اسکو کہتے ہیں عین الیقین کہ آنکھ سے دیکھ بھی لیا، اور جب اسکو اٹھا کر منھ سے لگا لیا تو اسکو کہتے ہیں حق الیقین، صحابہء کرام کو حق الیقین کا مقام نصیب تھا چنانچہ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جنت اور جہنم پر اتنا یقین ہے کہ اگر وہ میرے سامنے آجائیں تو میرے یقین میں ذرا بھی اضافہ نہ ہوا اب نکتہ کی بات یہ ہے کہ ہمارے مشائخ نے کہا کہ موت کے وقت ایمان سلامت رہتا ہے اس بندے کا کم از کم جسکا عین الیقین ہو اسکا ایمان سلامت، علم الیقین والے خطرے میں، ذرا سوچیں ہم اس بات کو وہ کون لوگ ہوتے ہیں وہ غفلت کی زندگی گزارنے والے ہیں کاروبار تو کرتے ہیں ڈٹ کر اور نماز پڑھ کر بھاگتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ بھی ظاہرداری میں بس حاضری ہے حضوری کوئی نہیں سارا دن دوکان کے اندر اور جب نماز پڑھنے لگے تو دوکان ہمارے اندر، ایسی نمازوں سے ایمان نہیں بنتا اسکے لئے محنت کرنی پڑتی ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں، اللہ کے راستے میں تو اسلئے اپنے یقین کو علم الیقین کے مقام سے اوپر اٹھا کر کم از کم عین الیقین تک پہنچا لیجئے اور یہ عین الیقین کا مقام تو تب ملے گا جب اللہ کے نام کا ذکر کرکے اسکے نام کی برکتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی [اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَاھِیَ] "اے اللہ ہمیں چیزوں کی حقیقت دکھا دیجئے جیسی کہ وہ ہیں" ہمیں کبھی چیزوں کی حقیقت نظر آئی ہر چیز ذکر کرتی ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ ﴾ "جو کوئی بھی چیز ہے وہ اللہ کے

نام کی تسبیح کر رہی ہے لیکن تم اسکی تسبیح کو نہیں سمجھتے'' کبھی ہمارے دل میں بھی یہ طمع ہوئی کہ ہم بھی انکی تسبیح کو سمجھ سکیں ہاں جب سالک کا دل جاری ہوتا ہے پھر اسکو اللہ کی نشانیاں نظر آتی ہیں پھر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ ہمارے مشائخ نے لکھا سلطان الاذکار اسکا نام ہے کہ جسمیں بندے کا رواں رواں اللہ کا ذکر کر رہا ہوتا ہے، پھر انسان کا عین الیقین بنتا ہے، ہر چیز ذکر کرتی اسکو سنائی دیتی ہے چنانچہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے تھے کہ مجھے کپڑا بھی اللہ کا ذکر کرتے سنائی دیتا ہے اور ہوا بھی اللہ کا ذکر کرتے سنائی دیتی ہے، انہوں نے اللہ کی نشانیوں کو دنیا میں دیکھا ہم نے بھی کوئی نشانی دیکھی؟ کہاں دیکھیں ہمیں تو شکلیں اور صورتیں دیکھنے سے فرصت نہیں، تو اس لئے اپنے آپ کو اس یقین کو علم الیقین سے اونچا کر کے کم از کم عین الیقین تک پہنچا لیجئے تاکہ موت کے وقت ایمان سلامت رہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کا آخری وقت

امام احمد بن حنبلؒ جیسی شخصیت علم بھی ہے عمل بھی ہے اخلاص بھی ہے صاحب مذہب بزرگ ہیں موت کے وقت شیطان ان پر حملہ کرنے سے باز نہیں آتا طلبہ موجود ہیں طالب علم کلمہ پڑھ رہے ہیں حضرت فرماتے ہیں ''لا'' (نہیں) وہ کلمہ پڑھتے ہیں حضرت فرماتے ہیں لا ہر شخص حیران یہ کیا ہوا ہمارے شیخ اتنے بڑے فقیہ اور عالم اور آخری لمحہ میں لا کہتے ہیں کلمہ جاری نہیں ہورہا اللہ کی شان طبیعت سنبھل گئی شاگرد نے پوچھنے کی جرأت کر لی حضرت ہم تو پورا کلمہ پڑھ رہے تھے آپ پورا کلمہ نہیں پڑھ رہے تھے فرمایا کہ اس وقت شیطان میرے سامنے تھا اور شیطان مجھے بہکا رہا تھا کہہ رہا تھا احمد بن حنبل تم ایمان بچالے دنیا سے چلے گئے اور میں کہہ رہا تھا لا، مردود ہرگز نہیں جب تک میری سانس نکل نہیں جاتی اس وقت تک میں امن میں نہیں ہوں اب سوچیئے کہ جب تک سانس نکل نہیں جاتی میں امن میں نہیں ہوں تو ہم کیسے امن میں پھرتے ہیں بھئی ہمیں بھی فکر ہونی چاہیئے اس ایمان کی حفاظت کی اور یہ تبھی محفوظ ہوگا کہ جب ہم اللہ کو یاد کریں گے اور اللہ تعالی سے حفاظت مانگیں گے کہ اے مالک ہمارے ایمان کی حفاظت فرمادیجئے دعاء ہے

پروردگار عالم ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمادے اور موت کے وقت ایمان کی نعمت ہماری سلامت رہے اور قیامت کے دن ہم نبی علیہ السلام کے جھنڈے کے نیچے ہمیں جمع فرمادے آمین یارب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مناجات

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

من کی دنیا من کی دنیا سوز و مستی جذب و شوق
تن کی دنیا تن کی دنیا سود وسودا مکروفن

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے آتا ہے دھن جاتا ہے دھن

پانی پانی کر گئی مجھکو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من

پانی پانی کر گئی مجھکو تو مرشد کی یہ بات
تو جھکا جب نفس کے آگے نہ تن تیرا نہ من

﴿وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾

تمنائے دل

نشست ﴿۵﴾

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام زامبیا لوساکا مسجد نور ۲۰۰۲

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	انسانوں کی تقسیم	۱۰۰
۲	اللہ کس سے محبت فرماتے ہیں	۱۰۱
۳	ایک سوال کا جواب	۱۰۱
۴	اللہ کی بڑی عطا	۱۰۱
۵	احسان کا بدلہ	۱۰۲
۶	وجوہات محبت	۱۰۳
۷	تجلی کی ایک جھلک	۱۰۵
۸	کائنات کی سب سے بڑی نعمت	۱۰۵
۹	محبت کے قابل کون؟	۱۰۷
۱۰	دل کس کے لئے ہے؟	۱۱۱
۱۱	اعمال کی بنیاد عشق پر	۱۱۴
۱۲	محبت کی معراج کیا ہے؟	۱۱۵
۱۳	محبت کی دوکان	۱۱۶
۱۴	کراۓ کلب میں اللہ اللہ	۱۱۷
۱۵	محبت الٰہی کا ایک عجیب واقعہ	۱۱۸
۱۶	اللہ والوں کی شان	۱۱۸
۱۷	بات کونسی اثر کرتی ہے؟	۱۲۰
۱۸	نظر کا کمال	۱۲۲
۱۹	نماز کے ساتھ عشق	۱۲۲
۲۰	دوکان عشق	۱۲۴
۲۱	اللہ سے کیا مانگیں؟	۱۲۴

اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ كَفٰى وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ پ۲/۱۶۵/۴/۱

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ﴾ ”وہ ذات جس نے تمہیں پیدا کیا پس تم میں کچھ لوگ ماننے والے ہیں اور کچھ لوگ انکار کرنے والے ہیں“ (پ ۲۸ ع ۱۵)

انسانوں کی تقسیم

انسانوں کی تقسیم دو طرح سے ہے:

☆ کچھ ایمان والے اور کچھ کافر

☆ کچھ ماننے والے اور کچھ نہ ماننے والے

☆ جو ماننے والے ہیں وہ سعید ہیں اور نہ ماننے والے شقی ہیں۔

☆ ماننے والے اصحاب الیمین ہیں، نہ ماننے والے اصحاب الشمال ہیں۔

☆ ماننے والے اصحاب المیمنہ ہیں اور نہ ماننے والے اصحاب المشئمہ ہیں۔

☆ ماننے والے اصحاب الجنہ ہیں اور نہ ماننے والے اصحاب النار ہیں۔

یہ تقسیم اللہ رب العزت کے یہاں بہت کھلی ڈھلی اور واضح ہے لہذا ایمان والوں سے اللہ رب العزت کو ذاتی محبت ہے کفر اور کافری سے اللہ رب العزت کو ذاتی

عداوت ہے ایمان والے حزب الرحمٰن ہیں اور کفر والے حزب الشیطان ہیں۔

اللہ کس سے محبت فرماتے ہیں

اللہ رب العزت کو ایمان والوں سے ذاتی محبت ہے، اسی لئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿اللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيْنَ آمَنُوا﴾ ''اللہ تعالیٰ دوست ہے ایمان والوں کا'' ذرا غور کیجئے کہ آداب شاہانہ کا تقاضہ تو یہ تھا کہ یوں کہہ دیا جاتا ایمان والے اللہ رب العزت کے دوست ہیں، مگر ایسا نہیں کیا بلکہ پروردگار نے نسبت کو اپنی طرف پسند فرمایا، اگر کوئی وقت کا بادشاہ کسی بھنگی کو کہے کہ میں تمہارا دوست ہوں تو اسکی بات کچھ اور ہوتی ہے، یوں تو ہر چھوٹا موٹا کہتا ہے کہ میں بادشاہ کا دوست ہوں، لیکن محبت چیز ہی ایسی ہے کہ وہ نسبت کو اپنی طرف زیادہ پسند کرتی ہے۔

ایک سوال کا جواب

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو ایمان والوں سے ذاتی محبت ہے اسکی کوئی دلیل ہے آپ کے پاس، انہوں نے فرمایا ہاں، دستور یہ ہے کہ جب کسی سے ذاتی محبت ہو تو انسان اسے چاہے جتنا بڑا ہدیہ اور تحفہ کیوں نہ پیش کرے اسکو تھوڑا سمجھتا ہے، اور اسکے جواب میں اگر محبوب اسکو چھوٹا سا تحفہ پہنچا دے تو وہ اسکو بہت بڑا سمجھتا ہے، فرمانے لگے کہ اس دستور کو سامنے رکھیں پھر دیکھیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے بندے کو ان گنت نعمتیں دیں اور فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو تم گن بھی نہیں سکتے'' ان گنت نعمتیں دینے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ ''آپ فرما دیجئے کہ دنیا کی متاع تھوڑی سی ہے''۔

اللہ کی بڑی عطا

اب اسکے جواب میں بندوں نے اپنے رب کو یاد کیا، بندوں کی عمریں محدود انکے عمل محدود، انکا ذکر محدود، تھوڑا سا ذکر تھا مگر چوں کہ محبت کی وجہ تھی اسلئے پروردگار نے اس تھوڑے کو بھی بڑا سمجھا اور قرآن مجید میں اسکے بارے میں فرمایا ﴿والذّٰکِرِینَ اللّٰہَ کَثِیراً وَّالذّٰکِرٰتِ﴾ " کثرت کے ساتھ ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں" تو بندوں کے تھوڑے عمل کے لئے اللہ تعالی نے کثیر کا لفظ استعمال کیا اور اپنی لاتعداد نعمتوں کے لئے اللہ تعالی نے قلیل کا لفظ استعمال کیا یہ اللہ تعالی کی اپنے بندوں کے ساتھ محبت کی نشانی ہے۔

احسان کا بدلہ

اب حق یہ بنتا ہے کہ جب پروردگار کو بندوں سے اتنی محبت ہے تو مؤمن بھی اللہ تعالی سے محبت کرے یہ طے شدہ بات ہے کہ جس نے بھی کلمہ پڑھ لیا اسکے دل میں اللہ تعالی کی محبت کا بیج موجود ہے، اس بیج کو ذرا اچھا ماحول ملے تو یہ درخت بنے گا پھل پھول لگیں گے پھر یہ سایہ دار بن جائے گا، اسی طرح کلمہ گو کتنا ہی غافل کیوں نہ ہو کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہو کلمہ پڑھنے کی وجہ سے اسکے دل میں اللہ تعالی کی محبت کا بیج موجود ہوتا ہے، کوئی وقت آ گیا کوئی محفل مل گئی کسی کی بات دل میں اتر گئی کسی گناہ پر ندامت دل میں آ گئی کسی بھی وقت اسکی زندگی کا رخ بدل سکتا ہے، اور وہ بندہ اللہ تعالی کے اولیاؤں میں شامل ہو سکتا ہے، اسلئے ہر کلمہ گو کی عزت کرنا چاہیئے مگر حق یہ بنتا ہے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالی کی محبت زیادہ ہو چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ ط﴾ "ایمان والوں کو اللہ تعالی سے شدید محبت ہوتی ہے" یا یوں کہہ لیجئے کہ ایمان والے اللہ تعالی کی محبت میں شرشار ہوتے ہیں، اور ایمان والوں کے دل اللہ تعالی کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں ۔

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

محبت کے انداز ہیں سب پرانے
خبر دار ہو اسمیں جدت نہیں ہے

محبت تو ہوتی ہی وہ ہے جسمیں شدت ہو، جسکی بندہ حرارت محسوس کرے، جسکی گرمی دل محسوس کر رہا ہوں وہ اللہ تعالی کی صحیح محبت ہے، اِس محبت کو حاصل کرنے کے لئے انسان کو محنت کرنی پڑتی ہے

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ رب العزت کی اس محبت کا نشہ ہی کچھ اور ہے، اسی لئے جو انسان اللہ رب العزت سے دور ہوا اسکا ایسا نقصان ہوا کہ جسکا کوئی اور حل ہو نہیں سکتا، ہمارے مشائخ نے فرما:

لکل شیء اذا فارقته عوض
وليس لله ان فارقته عوض

[اے دوست دنیا میں کوئی چیز بھی تجھ سے دور ہوئی تیرے لئے اسکا کوئی نہ کوئی بدل موجود ہے، لیکن اگر تو اللہ تعالی سے جدا ہو گیا تو تیرے لئے اسکا کوئی بدل موجود نہیں ہے]، تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ تعالی کی محبت کو دل میں خوب اچھی طرح بھریں۔

وجوہات محبت

محبت ہونے کی عام طور پر چار وجوہات ہوتی ہیں جنکی بنا پر انسان کو کسی سے محبت ہوتی ہے:

[۱]..... حسن و جمال، یہ بنیادی طور پر کسی سے محبت کرنے کی وجہ بنتا ہے، آپ کسی اچھے منظر کو دیکھیں وہ آپ کو اچھا لگے گا جی چاہے گا کھڑا رہوں منظر کو دیکھتا رہوں ، اسی طرح اچھی بلڈنگ دیکھی، خوبصورت مسجد دیکھی، دل خوش ہو جاتا ہے دل چاہتا

T

Tabular (sulphur)	پرت دار (گندک)
Tailings	پچھڑن
Tan liquor	دباغتی مائع
Tannin	ٹینن
Tanning	دباغت
Tantalum	ٹینٹلم
Tap	ٹونٹی
Taper (candle)	بتی
Tap funnel	ٹونٹی دار قیف
Tar	تارکول
Tarry matter	تار کولی مادّہ
Tartar emetic	قی آور ٹارٹر
Taste	مزہ ، ذائقہ
Tasteless	بے مزہ
Tautomeric	حرکی ہم ترکیب
Tautomerism	حرکی ہم ترکیبی
Technical	صنعتی ، فنّی
Technique	آداب (فن) ، فنیّت
Tellurium	ٹیلوریم
Temper	آب ، آب دینا

تجلی کی ایک جھلک

روایت میں آتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ستر ہزار پردوں میں سے تجلی فرمائی اسکے باوجود یہ عالم تھا کہ جس وقت تجلی پڑی اس زمین کا جہاں بھی پانی کھاری تھا وہ سب میٹھا ہو گیا، درخت شجر اور حجر سب کے سب سجدے میں جا گرے جب کہ یہ موسیٰ علیہ السلام پر براہ راست تجلی نہیں تھی کوہ طور پر ڈالی اس کوہ طور پر تجلی کا یہ اثر پڑا ﴿وَخَرَّ مُوسىٰ صَعِقًا﴾ "کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر گئے" کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے پر اتنا نور آ گیا تھا کہ اسکے بعد انکے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا انسانوں کو ناممکن ہو گیا تھا، تو جس نے اللہ رب العزت کی تجلی کو ستر ہزار پردوں میں سے دیکھا اسکا حسن اتنا بڑھا کہ لوگ اسکے حسن کی تاب نہیں لا سکتے تو خود اس ذات کا حسن کا کیا عالم ہو گا!

کائنات کی سب سے بڑی نعمت

علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ جنتی لوگ جب جنت میں جائیں گے اور جنتی مخلوق کے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو دیکھتے ہی ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر انکو دیکھتے رہ جائیں گے، حور و غلمان کا حسن اتنا ہو گا کہ ﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا﴾ "تو انہیں دیکھے تو ایسا معلوم ہو گا کہ کوئی چمکتا ہوا موتی پڑا ہوا ہے" تو جب جنتی انہیں دیکھیں گے تو یہ ایسا حسن ہو گا کہ ستر سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے اور وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہو گا، پھر جنت میں رہنا شروع کریں گے، ایک وقت آئے گا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندو تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت ہے عرض کریں گے پروردگار ہر نعمت مل گئی اللہ تعالیٰ

فرمائیں گے اچھا اپنے علماء سے پوچھو ذمہ داری سے بات عرض کر رہا ہوں ہمیں علماء کی ضرورت جنت میں بھی پڑے گی، تو جب اللہ تعالی فرمائیں گے کہ علماء سے پوچھو تو جنتی لوگ علماء سے رجوع کریں گے تو پروردگار عالم فرمائیں گے کہ تمہیں اور کسی چیز کی ضرورت ہے علماء فرمائیں گے کہ ہاں پروردگار کا وعدہ تھا ﴿ وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴾ کہ جنت کا وعدہ تھا اور ایک مزید نعمت کا بھی وعدہ تھا وہ نعمت ابھی نہیں ملی ہمیں اللہ رب العزت کا دیدار ابھی نصیب نہیں ہوا چنانچہ جنتی فریاد کریں گے، پروردگار انکو جنت عدن کی طرف بلائیں گے یہ جنت عدن وہ جنت ہے کہ جس میں اللہ رب العزت جنتیوں کو اپنا دیدار کروائیں گے، باقی جنتوں کو تو فرشتوں نے بنایا لیکن جنت عدن کو پروردگار نے خود بنایا اسکے درخت کے پتوں پر سبحان اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه، اَللّٰهُ اَكبر، یہ تسبیحات لکھی ہوئی ہیں، جیسے کسی جگہ معزز مہمان کی دعوت کرنی ہو تو اس کمرے کو خاص طور پر سجایا جاتا ہے اللہ تعالی نے جنت عدن کو خاص طور پر سجا دیا چنانچہ جنتیوں کو حکم ہوگا کہ اللہ تعالی کے دیدار کے لئے تیاری کرو اب جنتی ایسے تیاری کریں گے جیسے دنیا میں لوگ شادی بیاہ کی تقریب میں شرکت کے لئے تیاری کرتے ہیں چنانچہ ایک بازار ہوگا جہاں پر انسان کو حسن و جمال ملے گا وہ کیسے؟ جب بندہ وہاں جائے گا تو وہاں جا کر وہ چاہے گا کہ میری شخصیت ایسی نظر آئے آنکھیں ایسی نظر آئیں ہاتھ ایسے نظر آئیں جیسا سوچتا جائے گا اسکے جسم کی خوبصورتی ویسی بنتی چلی جائے گی، اس دنیا کے بھی بیوٹی پارلر ہیں مگر وہ تو چہرے کے اوپر لیپ لگا دینے کے سوا کچھ کر نہیں سکتے کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں تو انکو موٹی بنا نہیں سکتے، کسی کا چہرا لمبا ہے اسکو گول بنا نہیں سکتے، کسی کا قد چھوٹا ہے اونچا بنا نہیں سکتے تو اسکی حدود ہیں تو صرف لیپ لگا

دیں گے کہ اوپر سے ظاہر میں، خوبصورت نظر آئے جیسے کوئی حور کی بچی ہے چاہے اندر میں ڈائن کی بہن بیٹھی ہوئی ہو مگر جنت کا یہ بیوٹی پارلر عجیب ہوگا انسان جیسا تصور کرے گا اسکو اسکی پسند کے مطابق حسن و جمال نصیب ہو جائے گا آنکھیں ایسی بنیں گی پلکیں ایسی بنیں گی، ہونٹ ایسے بنیں گے ذرا سوچیئے تو سہی کہ جنتی لوگ اپنے آپ کو کیسا حسین دیکھنا پسند کریں گے، من مرضی کا حسن ملے گا اسکے بعد جنتی جنت عدن میں پہنچیں گے وہاں دریا کے کنارے ایک تقریب ہوگی کرسیاں لگی ہوگیں جنتی لوگ بیٹھیں گے حضرت داؤد علیہ السلام زبور کی تلاوت فرمائیں گے، حضرت داؤد علیہ السلام جب پڑھتے تھے تو انکی آواز میں اتنا اثر تھا کہ بہتا پانی رک جاتا تھا پرندے انکے کندھے پر آ کر بیٹھ جاتے تھے اور پہاڑ انکے ساتھ چلتے تھے قرآن مجید میں تذکرے ہیں انکے، سوچیئے پھر اس وقت انکی کیا کیفیت ہوگی، پھر نبی علیہ السلام قرآن مجید کی تلاوت فرمائیں گے اس وقت کتنا مزا آئے گا پھر اللہ رب العزت سورہ یٰس کی تلاوت فرمائیں گے کہتے ہیں جب اللہ تعالی تلاوت فرئیں گے تو ایک ہوا چلے گی اور جنت کے درخت کے پتے ہلیں گے تو انمیں سے عجیب قسم کی آواز پیدا ہوگی دلوں کے تار چھیڑنے کے لئے آج ہم قاری عبدالباسط عبدالصمد کی تلاوت سنتے ہیں تو طبیعت پر ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے جب قیامت میں اللہ رب العزت خود اپنا کلام سنائیں گے ذرا سوچیئے تو سہی اس وقت انسانوں کی لذت کا کیا عالم ہوگا پھر اللہ تعالی اپنا دیدار فرمائیں گے ﴿وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ قیامت کے دن اگر کسی بندے کو تجلی نصیب ہو جائے تو یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔

محبت کے قابل کون؟

حدیث پاک میں آتا ہے کہ کچھ بندے ایسے ہوں گے جن کو اللہ تعالی مسکرا کر دیکھیں گے ایک تو یہ ہوتا ہے کہ محبوب ویسے ہی کسی کو دیکھ لے یہ بھی بڑی بات ہے، کہ اسکو حسن دیکھنے کا موقع ملا اور دوسرا یہ کہ محبوب مسکرا کہ دیکھے چنانچہ حدیث پاک میں آیا کہ کچھ ایسے بندے ہوں گے جنکو اللہ تعالی مسکرا کر دیکھیں گے اور انمیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے بندے ہوں گے حدیث پاک میں آتا ہے ان اللہ یتجلی عامة ولکن لابی بکر خاصة "قیامت کے دن اللہ تعالی لوگوں کے لئے عام تجلی فرمائے گا مگر ابو بکر کے لئے خاص تجلی فرمائے گا" انکی طرف مسکرا کہ دیکھیں گے میرے محبوب کا یار آ گیا تو اگر حسن و جمال کے نقطہ نظر سے دیکھیں تو دل سے یہ آواز اٹھتی ہے کہ انسان اگر محبت کرے تو اللہ رب العزت سے کرے مخلوق کے حسن پر کیا مرنا ع

چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات

چند دن کی بات ہوتی ہے، جوانی میں جنکی زلف فتنہ گر ہوتی ہے بڑھاپے میں وہی دُمِ خر بنجاتی ہے جوانی میں جس کے چہرے کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی ہیں بڑھاپے میں انکا چہرا چھوارے جیسا ہو جاتا ہے دیکھنے کو دل ہی نہیں کرتا تو مخلوق کے حسن کا تو یہ عالم ہے مگر اللہ رب العزت کا حسن دائمی ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہذا اگر انسان محبت کرے تو پروردگار عالم سے کرے۔

[۲]......صفات، محبت کرنے کی دوسری وجہ کسی کی صفات ہوتا ہے کوئی بندہ اگر کسی فن میں کمال پیدا کر لے تو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے نمبروں والی جرسیاں پہنے پھر رہے ہوتے ہیں کہ کچھ کھیلنے والے اپنے کھیل میں اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ اب انہیں انکو دیکھے بغیر انکا نام اچھا لگتا ہے لہذا انکا نمبروں والا لباس پہن لیتے ہیں ان کو محبت ہے انکے کمال کی وجہ سے اس نقطہ نظر سے دیکھیں کہ اللہ رب العزت کا کمال کتنا ہے ہم تو اللہ رب العزت کے کمال اور

اور انکی صفات کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے ہم کیا کریں گے، کائنات کے سب سے بڑے اور سچے پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا (اَللّٰھُمَّ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ) "اے اللہ میں آپ کی تعریفوں کا احاطہ نہیں کرسکتا آپ ایسے ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریفیں خود فرمائی ہیں" گویا نبی علیہ السلام نے بھی ایک جگہ آکر اپنے ہتھیار ڈالدیئے کہ میں اپنے اللہ تعالی کا حق ادا نہیں کرسکتا وہ اس سے زیادہ بلند تر ہستی ہیں، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنی تعریفیں خود فرمائی ہیں سنئے اور دل کے کانوں سے سنئے ارشاد فرماتے ہیں ﴿قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ "اے محبوب فرما دیجئے کہ اگر ساری دنیا کے سمندروں کا پانی سیاہی بن جاتا اور اس سیاہی سے تیرے محبوب کی تعریفیں لکھنا شروع کی جاتیں تو یہ سیاہی تو ختم ہو جاتی لیکن تیرے محبوب کی تعریف کبھی ختم نہ ہوتی" اس سے بھی بڑھ کر ایک بات کہی ارشاد فرمایا ﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ﴾ "ساری دنیا کے اندر جتنے درخت ہیں اگر انکی قلمیں بنا دی جاتیں" ﴿وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ﴾ "ساری دنیا کے سمندر کا جتنا پانی ہے اتنے سات سمندر اور ہوتے" یہ سیاہی بنتے یہ قلمیں بنتیں ان قلموں اور سیاہی سے تیرے رب کی تعریفیں لکھنی شروع کی جاتیں، ایک وقت آتا یہ قلمیں ٹوٹ جاتیں، یہ سیاہی ختم ہو جاتی، تیرے رب کی تعریفیں کبھی ختم نہ ہوتیں، جب اللہ رب العزت کی صفات کا یہ عالم ہے تو دل سے آواز نکلتی ہے کہ بندہ جب محبت کرے تو اپنے پروردگار سے کرے۔

[۳] مال و منال...... محبت کرنے کی تیسری وجہ عام طور پر کسی کا مال و منال ہوتا ہے، اگر کسی کے پاس مال ہو تو دنیا اس سے تعلق رکھنا اپنا اعزاز سمجھتی ہے، کوئی رشتہ دار منسٹر ہو تو اسکا کارڈ جیب میں رکھتے ہیں اور لوگوں کو دکھاتے پھرتے ہیں کہ یہ میرا رشتہ دار ہے یہ منسٹر ہے اللہ رب العزت کے مال و منال کا کیا عالم پروردگار ارشاد

فرماتے ہیں ﴿وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ''آسمان اور زمین کے خزانے اللہ رب العزت کے پاس ہیں'' چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ﴾ ''جو کوئی بھی چیز ہے اس کے ہمارے پاس خزانے ہیں'' ﴿وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ ''ہم ایک معلوم اندازے کے مطابق اتارتے ہیں'' ہمارے پاس عزتوں کے خزانے، صحت کے خزانے، رزق کے خزانے، نعمتوں کے خزانے گویا ہر چیز کے خزانے اللہ رب العزت کے پاس موجود ہیں، اللہ کے پاس خزانوں کی کنجیاں موجود ہیں، تو معلوم ہوا کہ اس لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو بھی دل سے آواز نکلتی ہے کہ انسان اگر محبت کرے تو اللہ رب العزت سے کرے ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ '' حقیقی بادشاہی اللہ کے پاس ہے اور رہ گیا دنیا کے بادشاہوں کا معاملہ تو انکا حال تو یہ ہے کہ رات کو امیر ہیں صبح کو فقیر ہیں رات کو وزیر ہیں تو صبح کو اسیر ہیں، رات کو وزیر اعظم، صبح کو اسیر اعظم، رات میں ملک کے صدر ہوتے ہیں صبح میں ملک بدر ہوتے ہیں، انکا کیا کہنا اللہ رب العزت حقیقی شہنشاہ اور بادشاہ ہیں اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو دل سے آواز آتی ہے کہ انسان اگر محبت کرے تو اللہ رب العزت کے ساتھ کرے۔

[۴]...... جود واحسان، محبت کرنے کی چوتھی وجہ کسی کا جود وسخا (احسان) ہوتا ہے کوئی بندہ احسان کرے تو اس سے محبت ہو جاتی ہے انسان تو پھر انسان ہے شیر جیسا جانور بھی جو اسکو گوشت ڈالتا ہے شیر اسکا لحاظ کرتا ہے، سرکس کے تماشوں میں لوگ اس پر سوار ہو جاتے ہیں اور شیر انکو لیکر گدھے کی طرح چل رہا ہوتا ہے، شیر کے منہ کے اندر ہاتھ ڈالدیتے ہیں اور شیر انکے ہاتھ کا کچھ نہیں بگاڑتا یعنی ایک جانور بھی احسان کا اتنا مرہون منت ہوتا ہے، انسان تو بالآخر انسان اسی لئے کہا کہ [الانسان عبد الاحسان] ''انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے'' چنانچہ حدیث

پاک میں فرمایا گیا[جبلت القلوب الی حب من احسن الیھا]''اللہ تعالی نے قلوب کی فطرت جبلت ایسی بنادی کہ جوان پر احسان کرتا ہے یہ اسکے ساتھ محبت کرتے ہیں''تو محسن کے ساتھ محبت فطری بات ہے،اگر ہم اللہ رب العزت کے احسانات کو دیکھیں کہ ہمارے اوپر کتنے ہیں تو ہم تو اللہ تعالی کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں،سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخونوں تک ہم اللہ رب العزت کے احسانات میں ڈوبے ہوئے ہیں ہم ان احسانات کا تصور بھی نہیں کر سکتے،قرآن مجید میں فرمایا ﴿ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا ﴾ اگر تم اللہ تعالی کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم اللہ تعالی کی نعمتوں کو شمار بھی نہیں کر سکتے تو ان گنت نعمتیں اللہ تعالی کی ہمارے پاس موجود ہیں، میرے دوستو! اگر اللہ تعالی ہمیں بینائی نہ دیتے ہم اندھے ہوتے، گویائی نہ دیتے ہم گونگے ہوتے،سماعت نہ دیتے ہم بہرے ہوتے،عزت نہ دیتے ہم ذلیل ہوتے،صحت نہ دیتے ہم بیمار ہوتے،اگر گھر نہ دیتے بے گھر ہوتے،اولاد نہ دیتے لاولد ہوتے،اگر اللہ تعالی ہمیں عقل نہ دیتے ہم پاگل ہوتے،معلوم یہ ہوا کہ اگر اللہ تعالی نے ہمیں عزتوں بھری زندگی دی ہے تو یہ سب کا سب اس مالک کا احسان ہے،ہم تو اللہ تعالی کے احسانوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اس نقطہ نظر سے دیکھیں تو بھی دل کہتا ہے کہ انسان اگر محبت کرے تو اپنے پروردگار سے محبت کرے، لہذا محبت کرنے کی چاروں وجوہات کامل طور پر اللہ رب العزت کے اندر موجود ہیں

دل کس کے لئے ہے؟

ہمارا محبوب حقیقی فقط اللہ رب العزت کی ذات ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ﴾ لے محبوب! ہم نے کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے، کہ ایک رحمٰن کو دیدے اور دوسرا نفس اور شیطان کو دیدے فرمایا تا......تا......نا دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے، اللہ رب

العزت کی محبت دل میں آجائے اللہ رب العزت کی محبت دل میں سماجائے بلکہ اللہ رب العزت کی محبت دل میں چھاجائے اسکو کہتے ہیں ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾ ''ایمان والوں کو اللہ تعالی سے شدید محبت ہوتی ہے'' بس اللہ تعالی راضی ہوجائے ساری مخلوق راضی ہوگئی اور اللہ تعالی ناراض ہوگئے ہماری بربادی کے سوا اور کچھ نہیں، ساری مخلوق ناراض ہوگئی اور اللہ رب العزت راضی ہوگئے ہماری سعادت کے سوا اور کچھ نہیں، تو اصل تو اللہ تعالی کو راضی کرنا ہے مولانا محمد علی جوہرؒ نے شعر کہے جب انکو دشمن نے کہا تھا کہ ہم تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے اور ہم تمہیں پابندِ سلاسل کر دیں گے انہوں نے محبت الہی میں عجیب شعر کہے ؎

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب میں سامان بقا میرے لئے ہے
پیغام ملا تھا جو حسین ابن علی کو
خوش ہوں کہ وہ پیغام قضا میرے لئے ہے
اللہ کے رستے کی جو موت آئے تو مسیحا
اکسیر یہی ایک دوا میرے لئے ہے
توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہدے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

اسکو محبت کہتے ہیں، کسی عارف نے کہا ؎

لیتک تحلو والحیاۃ مریرۃ
ولیتک ترضی والانام غضاب
ولیت بینی وبینک عامر
وبینی وبین العالمن خراب

[اے محبوب! کاش تو میٹھا ہوجائے اگر چہ پوری زندگی میری کڑوی بنجائے، کاش کہ تو راضی ہوجائے اگر چہ سب بندے مجھ سے ناراض ہوجائیں، اے اللہ جو میرے اور تیرے درمیان

ہے وہ رشتہ آباد ہو جائے اگرچہ وہ جو میرے اور مخلوق کے درمیان ہے وہ سب کچھ خراب ہو جائے۔]

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھکو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرادوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اب تو رہے بس تا دم آخر ورد زباں اے میرے الٰہ
لا الٰــــــہ الاّ اللہ لا الٰــــــہ الاّ اللہ

محبت تو یہ ہوتی ہے کہ محبوب کے سوا کسی اور طرف اسکی توجہ ہی نہ جائے، میرے دوستو لم اور لا کے چکر سے ذرا نکلو اور سوزِ عشق کی زنجیر ذرا اپنے گلے میں ڈال کر دیکھو، عقل کی دنیا سے قدم ذرا آگے بڑھاؤ اور عشق الٰہی کی دنیا میں قدم رکھ کے دیکھو ؎

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغ راہ ہے منزل نہیں ہے

....

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بیچارہ نہ ملا ہے نہ واعظ نہ خطیب

....

عشق نہ ہو تو شرع و دیں بت کدۂ تصورات

یہ اللہ رب العزت کی محبت ہے جو شریعت کے اندر ایک جان پیدا کر دیتی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں نہیں تو پھر یہ زندگی کسی کام کی نہیں شیطان عالم تھا عابد تھا، عارف تھا مگر عاشق نہیں تھا اسلئے دربار سے دھتکار دیا گیا کاش کہ عاشق ہوتا تو جب حکم ہوا تھا اسجدوا لآدم تو حکم سنتے ہی یہ سجدے میں جا گرتا یہ تو عشق کی بات ہوتی ہے ؎

نالہ ہے بلبل شوردہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں ذرا اور اسے تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل کھڑی دیکھتی رہ جاتی ہے، سمجھتی ہے کہ راستہ ہی آگے کوئی نہیں عشق کہتا ہے کہ ہزاروں دفعہ میں منزل پہ ہو کر واپس آیا ہوں ۔

عشق کی ایک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں

ایک چھلانگ کاٹی ہے، عشق کی عشق ایسی کیفیت ہے کہ خاک کی مٹھی میں جب مل جاتا ہے اس بندے کو وہ پرواز دیتا ہے کہ پھر یہ ثریا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے

اعمال کی بنیاد عشق پر

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ سے محبت کرنے والے جب خاص راتوں میں عبادات کرتے ہیں تو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انکے ہاتھوں سے وہ مصافحہ کر رہے ہوتے ہیں انکی دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہوتے ہیں یہ عشق اللہ رب العزت کی عجیب نعمت ہے ۔

عقل کو افکار سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

تو ہم اپنے اعمال کی بنیاد عشق الٰہی کو بنائیں پھر دیکھیں عبادات کا مزا کیا ہے پھر

شریعت پر عمل کرنا کتنا آسان نظر آتا ہے، [اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَا یُحِبُّ مُطِیْع] محبّ جس سے محبت کرتا ہے اسکا مطیع ہوتا ہے، دیکھئے ذرا توجہ فرمائیے ایک علمی نکتہ ہے بالخصوص طلبا وعلماء کے لئے کہ جب کسی کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے طبیعت کا میلان ہوتا ہے، تو اس ابتدائی کیفیت کو رغبت کہتے ہیں، جب یہ رغبت بڑھ جاتی ہے تو پھر اسکا نام طلب پڑ جاتا ہے کہ دل میں فلاں چیز حاصل کرنے کی طلب پیدا ہوئی جب یہ طلب بڑھ جاتی ہے تو بڑھتے بڑھتے ایک ایسی کیفیت بن جاتی ہے پھر اسکو محبت کہتے ہیں کہ اس بندے کے دل میں فلاں چیز کی محبت پیدا ہوگئی، قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ رغبت ہو تو اللہ کی ﴿اِنَّا اِلَی اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ﴾ رغبت ہو تو اللہ کی، طلب ہو تو اللہ کی، اگر غیر کی طلب ہوگی تو اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْب﴾ "یہ طلب کرنے والے اور جسکو طلب کیا جارہا ہے یہ دونوں بودے اور ضعیف ہیں" اگر دل میں محبت ہو تو اللہ کی ہو فرمایا ﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ "ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے" جب یہ محبت بڑھتی ہے اور بہت زیادہ راسخ ہوجاتی ہے تو پھر ایک اور کیفیت بن جاتی ہے،

محبت کی معراج کیا ہے؟

ایک دفعہ اس عاجز نے نوجوانوں سے سوال کیا کہ بھئی بتاؤ محبت کی معراج کیا ہے وہ سمجھ نہ سکے کہنے لگے کہ ذرا پھر سمجھائیں: میںنے کہا کہ محبوب کو محبّ سب سے بڑا تحفہ کیا دے سکتا ہے کسی نے کہا کہ مال قربان کردے کسی نے کہا کہ جان قربان کردے سب نے جوانوں والے جوابات دیئے کہنے لگے اب آپ بتائیں تو اس عاجز نے بتایا کہ ہمارے مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ محبت کی معراج یہ ہے کہ مُحِبّ کے دل میں محبوب کی محبت اتنی بڑھے اتنی بڑھے کہ محبت میں بے خود ہو کر وہ اپنے محبوب کے قدموں پر سر رکھ دے یہ محبت کی معراج ہوتی ہے، تو محبت کی معراج کو

عبادت کہتے ہیں، ہم نے جو کلمہ پڑھا تھا اس میں اللہ تعالیٰ سے کیا وعدہ کیا یا اللہ محبتوں کی جو انتہا ہے اگر ہمارے دل میں ہوگی تو وہ فقط تیری ذات کے لئے ہوگی جب اللہ تعالیٰ جو ابتدائی تعلق کی قسم ہے رغبت اسکو غیر کے لئے پسند نہیں فرماتے تو پھر وہ عبادت کو کسی غیر کے لئے کیسے پسند فرمائیں گے، فرمادیا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ شرک کو معاف نہیں کریں گے ایک طالب علم نے پوچھا کہ جی قیامت کے دن سب گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو شرک بھی تو ایک گناہ ہے یہ کیوں معاف نہیں ہو سکتا تو استاد نے جواب دیا کہ یہ شرک گناہ بھی ہے اور یہ شرک اللہ رب العزت کی غیرت کا بھی مسئلہ ہے جب غیرت کا معاملہ آتا ہے تو پھر محبوب چھوٹی سی غلطی کو بھی معاف نہیں کیا کرتا اسلئے فرمایا کہ شرک کو تو معاف بالکل نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے بندوں کے دل میں میری ہی محبت ہو اور میری محبت سے انکے دل بھرے ہوئے ہوں۔

محبت کی دوکان

عشق کا سودا اللہ والوں سے ملتا ہے کہتے ہیں کہ برف ملتی ہے برف والوں سے کپڑا ملتا ہے کپڑے والوں سے سونا ملتا ہے سونے والوں سے لہذا اللہ بھی ملتا ہے اللہ والوں سے، اللہ والوں کی صحبت میں چند دن گذار کر دیکھیں دل کی کیفیت کیا ہوتی ہے خود بخود اللہ کی محبت دل میں بھرے گی کہتے ہیں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، ہم کہتے ہیں اللہ والوں کو دیکھ کے دنیا رنگ پکڑتی ہے خود بخود دل میں اللہ والوں کی محبت آتی ہے کچھ دن ساتھ گذارنے والوں کی کیفیت ایسی بن جاتی ہے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم کسی اور دنیا میں چلے گئے اور جب محفل سے اٹھے تو پھر اس دنیا میں واپس آئے ہیں ایسی کیفیت ہوتی ہے محبت الٰہی چیز ہی ایسی ہے تو اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھئے یہ اللہ والے عشق کی دوکانیں ہوتی ہیں کہتے ہیں نا

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گئے

یہ اللہ والے دوائے دل بیچتے ہیں یہ عجیب نعمت ہے سبحان اللہ

کراٹے کلب میں اللہ اللہ

ملتان شہر میں کوئی کراٹے کا کھلاڑی تھا بلیک بیلٹ وہ بیعت ہوا وہ بھی کوئی عجیب ہی شئی تھی، کہنے لگا حضرت میں نے بہت محنت کی ہے ہم نے کہا وہ کیسے کہنے لگا جی میں آپ کو دکھاتا ہوں وہ لیٹ گئے اور اسکے پیٹ کے اوپر ایک دومن کے بندے نے دس مرتبہ چھلانگیں لگائیں اور وہ آرام سے نیچے پڑا رہا پیٹ کے اوپر دومن کا بندہ دوفٹ اچھل کر چھلانگ لگا رہا ہے اور وہ آرام سے پڑا ہوا ہے پھر کہنے لگا جی میں یہ بھی کرسکتا ہوں اور یہ بھی کرسکتا ہوں اسکی تو تفصیل کی ضرورت نہیں وہ تو کوئی عجیب ہی شیءتھی بہر حال وہ بیعت ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی پوچھا کہ بھئی کیا حال ہیں کہنے لگا کہ حضرت میرا کلب پورے شہر کے اندر کراٹے میں سب سے بڑا ہے اور میںنے کالج کی لڑکیوں کو بھی کراٹے سکھانے کیلئے ایک برانچ کھولی ہوئی تھی بیعت ہونے کے بعد گیا تو اس برانچ کو تو میںنے بالکل بند کر دیا یہ پہلی بات ہوئی، دوسری بات یہ کہ میں نے اپنے بچوں کو سمجھایا کہ بھئی ہم جو ایک دوسرے پر اٹیک کرتے ہیں اور زبان سے ایک بے معنی سا لفظ نکالتے ہیں تو اسکی بجائے ہم اللہ کا لفظ کیوں نہ نکالیں انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے چنانچہ میںنے کہا کہ تم نے اب فائٹ کرنی ہے اٹیک کرنا ہے تو اللہ کے لفظ سے اٹیک کرنا ہے کہنے لگا کہ جب ہمنے اللہ اللہ سے اٹیک کرنا شروع کیا تو باہر سے گذرنے والے لوگ سمجھنے لگے کہ اندر محفل ذکر ہو رہی ہے لوگ دروازے پر جمع ہو کر کہنے لگے کہ ہم بھی محفل ذکر میں آنا چاہتے ہیں ان کو پتہ چلا کہ جناب یہاں تو کراٹے سکھائے جارہے ہیں، بیوی تو بڑی پریشان تھی کہ لڑکیوں کی کلاس بند ہو گئی اب آمدنی کم ہو جائے گی لیکن جب نیک لوگوں نے دیکھا کہ یہ نیک آدمی ہے ہمارے بچے بھی اس سے سیکھ سکتے ہیں تو انہوں نے اپنے بچے بھی بھیجنے شروع کر دئے یوں

لڑکیوں کی کلاس کی تلافی ہوگئی چنانچہ ہمارے لڑکوں کی تعداد پہلے سے تین گنا ہوگئی اللہ تعالی نے رزق میں بھی اضافہ کردیا اب دیکھئے کہ دل میں محبت الٰہی آئی تو پھر ایک دوسرے کے ساتھ کھیل کود میں بھی اللہ یاد آنے لگا، یہ محبت چیز ہی ایسی ہے۔

محبت الٰہی کا ایک عجیب واقعہ

تاجکستان جانا ہوا ہمارے سلسلہ عالیہ کے ایک بزرگ ہیں حضرت خواجہ محمد عارف ریوگریؒ انکے یہاں گئے تو مسجد بنی دیکھی عجیب بات کہ بنانے والوں نے جب مسجد بنائی تو اینٹوں کو اسطرح جوڑا کہ چند اینٹیں ملتیں تو اللہ کا لفظ بن جاتا ساری دیوار پر اینٹوں سے **اللہ اللہ** لکھا ہوا تھا وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا انہوں نے کہا کہ حضرت کے مریدین جو مسجد کے معمار تھے حضرت نے انکے دل میں اللہ کی محبت ایسی بھر دی تھی کہ وہ مریدین جب اینٹیں جوڑتے تھے تو انکو بھی **اللہ** کے لفظ کی شکل میں جوڑتے چلے جاتے تھے۔

مینے تو یوں ہی خاک میں پھیری تھی انگلیاں
دیکھا جو غور سے تو تری تصویر بن گئی

اینٹیں جوڑتے تھے تو اللہ کا لفظ بن جاتا تھا کیا محبت بھر گئی تھی، اسلئے کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ سے کچھ دھوبی بیعت تھے وہ جب کپڑے دھوتے تھے تو الا اللہ کی ضربیں لگاتے تھے، قریب سے گزرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بھی کوئی محفل ذکر ہو رہی ہے۔

اللہ والوں کی شان

ایک ہوتا ہے رنگ اور کچھ لوگ ہوتے ہیں رنگ فروش اور کچھ ہوتے ہیں رنگریز، رنگ فروش کہتے ہیں رنگ بیچنے والے کو، اور رنگریز کہتے ہیں رنگ چڑھانے والے کو،

کتاب وسنت رنگ ہے، علمائے کرام رنگ فروش ہیں، اور مشائخ عظام رنگریز ہیں

انکے پاس جایئے یہ اللہ کے رنگ میں رنگ دیں گے ﴿ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ﴾ اور کچھ ایسے قسمت والے ہوتے ہیں جو رنگ فروش بھی ہوتے ہیں اور رنگ ریز بھی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انکو جامع الشریعت والطریقت بنا دیتا ہے تو یہ عشق کی پڑیا ان دو کانوں سے ملتی ہے چنانچہ مشہور واقعہ ہے، جگر مراد آبادی ایک شاعر تھا پینے پلانے کی زندگی تھی ایک مرتبہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ سے ملا، دیکھا کہ افرا اتنے بڑے مگر طبیعت میں سادگی تو پوچھنے لگے کہ ارے میاں آپ کے مسٹر کی ٹرکیسے مس ہوئی انہوں نے بتایا کہ مجھے ایک اللہ والے مل گئے ہیں تھانہ بھون میں، میںنے انکی غلامی اختیار کرلی ہے اور میری ٹرمس ہوگئی ہے کہنے لگے اچھا میں بھی کبھی آؤں گا مگر شرط یہ ہے کہ پیتا ہوں وہاں بھی جاکر پیوں گا، حضرت خواجہ مجذوبؒ نے یہ بات حضرت اقدس تھانویؒ کو بتادی شاعر بڑا نمایاں تھا، ملکی سطح کا استاد شاعر تھا، قادر الکلام شاعر تھا، اللہ والوں کی نظر ایسے صفات والے بندوں پر گہری ہوتی ہے، تو خواجہ صاحب نے کہا کہ حضرت اسنے کہا کہ وہاں بھی پیوں گا اس پر حضرت نے فرمایا کہ خانقاہ تو عوام الناس کے لئے ہوتی ہے میں اسکو گھر میں ٹھہرادوں گا گھر میں وہ جو کرے وہ اسکا انفرادی عمل ہوگا، چنانچہ اس شرط پر جگر مراد آبادی آگئے، جب حضرت تھانویؒ کو ملے تو انہوں نے حضرت سے چار دعائیں کروائیں:

پہلی دعا: کروائی کہ حضرت دعاء کیجئے میں شراب پینا چھوڑ دوں،

دوسری دعا: حضرت دعا کیجئے کہ میں بھی سنت کو چہرے پر سجالوں داڑھی رکھ لوں،

تیسری دعا: کہ حضرت دعاء فرمائیں کہ میں حج کرآؤں اللہ کا گھر دیکھ آؤں

چوتھی دعا: کہ حضرت دعا کیجئے کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو،

اب وہاں سے جب پلٹے بیمار ہوگئے، ہوسپٹل گئے، ڈاکٹروں نے کہا یکدم شراب چھوڑنے کی وجہ سے تو موت کا خطرہ ہے اب آپ تھوڑی تھوڑی کر کے چھوڑیں ابھی کچھ عرصہ پیتے رہیں تو دل میں سوچا کہ جب تھوڑی تھوڑی کر کے بھی چھوڑنی ہے تو کیوں نہ ایک ہی دفعہ چھوڑنے والے عہد پر قائم رہیں، کہنے لگے اب میں

دوبارہ پینا نہیں چاہتا ادھر سے سنت سجالی اب سارے شہر میں ہنگامہ مچ گیا جس کو دیکھو وہی انکا تذکرہ کررہا ہے کہ جی سنا ہے جگر مرادآبادی توبہ تائب ہو گیا ہے انسے ملنے والے لوگ آنے لگے جب وہ پوچھتے کہ بھئی آپ نے یکدم کیوں چھوڑ دی تو جگر مرادآبادی کہتے ؎

یوں پینے کو تو بے حساب پی لی

اب ہے روز حساب کا دھڑکا

اب آخرت کا غم لگ گیا چنانچہ جب داڑھی بڑھ گئی، لوگ ملنے کے لئے آتے تو انہوں نے اپنے بارے میں خود شعر بنادیا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا

سنا ہے وہ کافر مسلماں ہوا ہے

چنانچہ پھر انہوں نے اشعار کہے اللہ کی محبت میں عجیب اشعار لوگوں نے پوچھا کہ ایک ملاقات میں آپ کی زندگی بدل گئی تو فرمانے لگے کہ ہاں لوگوں نے پوچھا کہ آپ کی زندگی بدلنے کا راز کیا ہے آپ نے تو کمال کردیا آپ کی دلوں پر حکومت ہوگئی تو انہوں نے ایک شعر کہا کہ

میرا کمال عشق میں اتنا ہے اے جگر

وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

تو جب دل میں اللہ چھا جاتے ہیں تو پھر بندہ زمانے پہ چھا جایا کرتا ہے یہ محبت الٰہی عجیب نعمت ہے ؎

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را

اوست سید جملہ موجودات را

، لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کی بات دل میں اثر کرتی ہے یہ اسلئے کہ اسکے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے ع

بات کونسی اثر کرتی ہے؟

از دل خیزد بر دل ریزد

دل سے بات اٹھتی ہے تو دل پر جا کر اٹیک کرتی ہے دل پہ ہٹ کرتی ہے، چنانچہ اللہ والوں کی سادہ باتوں میں بھی مزا ہوتا ہے شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ کا واقعہ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ انکے بیٹے شاہ رکن الدین پڑھ کر آئے تو حضرت نے فرمایا کہ محفل میں کچھ وعظ کرو انہوں نے بڑا معارف بھرا وعظ کیا لیکن مجمع پر کوئی اثر نہ ہوا جب انہوں نے وعظ کر لیا تو حضرت لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ رات ہمنے روزہ رکھنے کیلئے دودھ رکھا تھا بلی آئی اور دودھ پی گئی جب حضرت نے یہ جملہ کہا تو سارے مجمع نے رونا شروع کر دیا ان الفاظ کے اندر اتنا غم تھا کہ لوگوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر حضرت نے بیٹے سے تنہائی میں جا کر پوچھا کہ بیٹے تو نے اتنا معرفت بھرا خطبہ دیا کوئی ٹس سے مس نہ ہوا میں نے سادہ سی بات کر دی تو لوگوں کے دل تڑپ اٹھے، بیٹے نے کہا کہ ابا جی یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے فرمانے لگے بیٹے تم نے فقط قال انکے سامنے پیش کیا تھا مینے سادہ الفاظ میں حال انکے سامنے پیش کر دیا مینے دل سے توجہ ساتھ ڈالی تھی، سادہ سی بات نے انکے دل کے اندر رقت پیدا کر دی اللہ والوں کی باتوں میں تاثیر ہوتی ہے، اللہ والوں کی نگاہوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے، انکی نگاہوں سے فیض ملتا ہے، دیکھئے شریعت کے اندر ایک حکم ملتا ہے کہ [اَلعَینُ حَقٌّ] کہ نظر کا لگ جانا یہ سچ ہے نظر لگتی ہے چنانچہ ایک صحابی کو لگی اور نبی علیہ السلام نے انکو نظر اتارنے کا طریقہ بتایا تو سوچیئے کہ جس نظر کے اندر عداوت ہے، دشمنی ہے، حسد ہے، کینہ ہے اگر وہ نظر دوسرے پر اپنا اثر ڈال سکتی ہے تو جس نظر کے اندر محبت ہو اخلاص ہو رحمت ہو شفقت ہو للّٰہیت ہو پھر وہ نظر دوسرے کے اوپر کیوں اپنا اثر پیدا نہیں کر سکتی تو اللہ والوں کی بھی نظر لگ جاتی ہے، اللہ کرے کسی اللہ والے کی ہمیں بھی نظر لگ جائے، جیسے دنیا والوں کی نظر لگنے سے انسان کی حالت بدل جاتی ہے وہ مجنون سا بن جاتا ہے تو جس کو اللہ والوں کی نظر لگتی ہے وہ بھی اللہ کی محبت کا دیوانہ ہو جاتا ہے۔

نظر کا کمال

حضرت تھانویؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبد القادرؒ نے اٹھارہ سال مسجد میں اعتکاف کیا مسجد فتح پوری میں اور قرآن پاک کا اردو میں ترجمہ لکھا، فرماتے ہیں کہ جب باہر نکلے تو سامنے ایک کتا تھا اس کتے پر انکی نظر پڑ گئی کتے پر ایسی حالت طاری ہوگئی کہ وہ جہاں جاکر بیٹھتا تھا دوسرے کتے اسکے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ جایا کرتے تھے تو فرماتے ہیں کہ جانوروں پر نظر پڑے تو انمیں بھی تاثیر آجاتی ہے انسان تو پھر انسان ہے، اسلئے کہنے والے نے کہا ع

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں
ترا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

یہ ہے اللہ والوں کی نظر اس سے دلوں میں محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے اسلئے انکے اعمال میں بھی تاثیر ہوتی ہے۔

نماز کے ساتھ عشق

حضرت مولانا محمود الحسن گنگوہیؒ نماز کا لمبا سجدہ کیا کرتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ ہر سجدہ کرتا ہوں تو دل یہ کہتا ہے کہ معلوم نہیں پھر یہ موقع ملے نہ ملے اسلئے میرا سر اٹھانے کو دل نہیں چاہتا، اسی طرح حضرت مولانا یحیٰ صاحبؒ لمبا سجدہ کرتے تھے کسی نے کہا کہ حضرت اتنا لمبا سجدہ فرمانے لگے کہ روایت میں آیا ہے کہ [السَّاجِدُ يَسْجُدُ عَلٰى قَدَمَيِ الرَّحْمٰنِ] "سجدہ کرنے والا اللہ کے قدموں پر سجدہ کر رہا ہوتا ہے" تو جب میں سجدہ کرتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سر رکھ دیا اس لئے میرا سر اٹھانے کو جی نہیں چاہتا۔

نشان سجود تیری جبیں پر ہوا تو کیا
کوئی ایسا سجدہ کر کہ زمیں پر نشاں رہے

کاش ہم بھی کوئی ایسا سجدہ کر جاتے، اللہ اکبر کبیرا حضرت شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی نقشبندیؒ سلسلہ کے بزرگ تھے وہ جب مراقبے کے لئے لوگوں کو بلاتے تو کہتے کہ آؤ بھائی پریم پیالہ پئیں انہوں نے مراقبے کا نام پریم پیالہ رکھا ہوا تھا کہتے تھے کہ آؤ بھائی پریم پیالہ پئیں، ایک مرتبہ فرمایا کہ اشرف علی جب میں سجدہ کرتا ہوں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میرے رب نے میرے رخسار کا بوسہ لے لیا ہو۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے نوجوانوں کے سامنے ذرا حور وقصور کے تذکرے کئے نوجوانوں کو یہ تذکرے بڑے اچھے لگتے ہیں، آخر میں حضرت نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اللہ رب العزت کا ہم پر فضل ہو گیا تو میں تو عرض کروں گا یا اللہ مجھے تو اپنے عرش کے نیچے مصلّے کی جگہ عطا فرما دیجئے سبحان اللہ انکو کیا مزا آتا ہوگا،

شیخ عبد الواحدؒ کے سامنے کسی نے کہا کہ جنت میں نماز نہیں ہوگی تو حضرت کی آنکھوں سے آنسو آگئے کسی نے کہا کہ حضرت روتے کیوں ہو؟ فرمانے لگے کہ اگر جنت میں نماز نہ رہی تو پھر جنت میں مزا کیا آئے گا، غور کیجئے انکو کتنا مزا ملتا ہوگا نماز میں، یہ کیسے ملتا ہے؟ یہ محبت الٰہی کی وجہ سے ملتا ہے، جیسے ہم باہر گرمی کے موسم سے اندر آئیں اور ہمیں ٹھنڈا مشروب ملے تو ہم کیسے بڑے بڑے گھونٹ لذت لے لے کر پیتے ہیں اللہ والے جب قرآن مجید پڑھتے ہیں تو قرآن مجید کی ایک ایک آیت کو یوں لذت لے لے کر پڑھا کرتے ہیں، ہم نمازیں پڑھتے ہیں تو ثواب کو سامنے رکھ کے پڑھتے ہیں کہ اشراق پڑھو تو ایک حج عمرے کا ثواب ملے گا، اوابین پڑھو تو اتنے سال کی عبادت کا ثواب ملے گا، ہمارے سامنے عبادت مطلوب ہوتی ہے اللہ والے ان عبادتوں اور اجر وثواب کو سامنے نہیں رکھتے وہ تو اللہ کی محبت میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا چاہتے ہیں، انکی تو یہ کیفیت ہوتی ہے۔

بندگی سے ہمیں تو مطلب ہے
ہم ثواب وعذاب کیا جانیں

کس میں کتنا ثواب ملتا ہے
عشق والے حساب کیا جانیں

عشق والوں کو کیا پتہ حساب وکتاب کا وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں نمازیں پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

دوکان عشق

حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ نے ایک دفعہ مولانا محمد علی مونگیریؒ سے پوچھا کہ مولانا تم نے کبھی عشق کی دوکانیں بھی دیکھی ہیں؟ عجیب سوال کیا، مولانا تھوڑی دیر سوچتے رہے اور سوچ کر جواب دیا کہ حضرت مینے دو عشق کی دوکانیں دیکھی ہیں، پوچھا کہ کون کونسی؟ فرمانے لگے کہ دہلی میں شاہ غلام علی شاہ دہلوی کی اور ایک شاہ آفاقؒ کی یہ دونوں نقشبندی سلسلہ کے بزرگ تھے یہ دو عشق کی دوکانیں دیکھی ہیں. جس طرح دوکانوں سے سودا ملتا ہے اسی طرح ان اللہ والوں کی دوکانوں سے عشق کی پڑیا مل جاتی ہے، عشق کی پڑیا لینے کے لئے اس طرح کی محفل میں آنا پڑتا ہے، یہ خانقاہیں اسی لئے آباد ہیں یہاں عشق کی دوا ملتی ہے اور اللہ رب العزت پھر دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیتے ہیں ہم نے بھی اپنے شیخ کو دیکھا کہ عشق کی بڑی دوکان تھی تھوک کا بیوپار تھا۔

جس قلب کی گرمی نے دل پھونک دیئے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

اللہ رب العزت کا کیا عشق تھا انکے دل میں اللہ اکبر کبیرا۔

اللہ سے کیا مانگیں؟

اسلئے آج اللہ رب العزت سے دنیا کی نعمتیں مانگنے والے تو بڑے ہیں کوئی اولاد مانگتا ہے کوئی نیک بیوی مانگتا ہے، کوئی گھر بار مانگتا ہے کوئی کاروبار مانگتا ہے

کوئی اچھی صحت مانگتا ہے سب نعمتیں اللہ تعالی سے مانگنے والے موجود ہیں لیکن آج اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں، نہیں دیکھا کہ کوئی اسلئے رو رہا ہو [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْکَ] "اے اللہ میں آپ ہی سے آپ کو چاہتا ہوں" آج کی رات ۲۹ کی رات، ختم قرآن کی رات، اس محفل میں بس آپ اللہ سے اللہ کو مانگئے یہ دعا مانگیں اے اللہ......!

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

یہ وہ نعمت ہے جس کو اللہ کے محبوب بھی اللہ سے مانگتے تھے چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے دعا مانگی [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ] اے اللہ! آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں، اور اے اللہ جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں، میں انکی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں تو یہ نعمت مانگنے کی چیز ہے۔

واللہ ماطلعت شمس ولاغربت
الا وانت فی قلبی ووسواسی
ولاجلست الی قوم احدثھم
الا وانت حدیثی بین جُلّاسِی
وَلاذکرتک محزونا ولا طربًا
الا وحبُّک مقرونٌ بِاَنْفَاسِی
ولا حمَمْتُ بشرب ماء من عطش
الا رأیت خیالا منک فی کأسی
فلو قدرت علی الاتیان زرتکم
صحبا علی الوجہ او مشیا علی رأسی

(اللہ کی قسم کی سورج کبھی طلوع ہوا اور نہ کبھی غروب ہوا مگر ایسی حالت میں کہ اے

محبوب تو میرے دل میں اور میرے خیالوں میں ہوتا ہے، اور میں کبھی کسی قوم کے پاس گفتگو کرنے نہیں بیٹھا مگر اے محبوب ایسی حالت میں کہ ہم جلیسوں میں تیرا ہی تو ذکر ہوتا ہے اور میںنے کبھی رنج اور خوشی میں تیرا ذکر نہیں کیا مگر اس حالت میں کہ میرے سانسوں میں تیری محبت ہی تو لپٹی ہوئی ہوتی ہے، اور میںنے کبھی پیاس کی وجہ سے پانی نہیں پیا مگر اے محبوب میں پیالہ میں تیری ہی تصویر کو تو تلاش کرتا رہتا ہوں، اور اے محبوب اگر مجھے تیری زیارت کے لئے آنے کی قدرت ہوتی تو میں رخساروں کے بل اور سر کے بل چل کے آنے کے لئے تیار ہو جاتا) اللہ تعالی ہمیں بھی ایسی محبت عطا فرمائے کہ ادھر سے اللہ اکبر کی آواز ہو نماز کے لئے اور ہمارا دل تڑپ اٹھے کہ ہم بھی اپنے رخساروں اور سر کے بل چل کے اللہ کے گھر کی طرف پہنچ جائیں اللہ تعالی ایسی محبت عطا فرمادیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

﴿ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّالَيْسَ فِي قُلُوْبِهِمْ ﴾ (پ۴ سورۃ ۳ آیت ۱۶۸)

تمنائے دل

نشست ﴿۶﴾

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنـــــاوین	صفحہ نمبر
۱	اقتباس	۱۲۹
۲	مخلوق کی پیدائش کا سبب	۱۳۰
	حبیب ومحبوب	۱۳۱
۳	غیر پرستی کا انجام	۱۳۴
۴	خالص حسن کی قیمت	۱۳۶
۵	مانگی جانے والی چیز کیا ہے	۱۳۷
۶	حسن کی تقسیم	۱۳۸
۷	تجلی رب کی ایک جھلک	۱۳۹
۸	توجہ کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے	۱۴۱
۹	اللہ کے عاشق کا امتحان	۱۴۲

اقتباس

انسان کے غم واندوہ میں کام
آنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ ہی کی ہے
یہی وجہ ہے کہ ہرانسان اپنی پریشانی میں بے
اختیار اسی کو پکارتا ہے۔

ہر مرحلہ ہر غم پہ ملی تجھ سے تسلی
ہر موڑ پہ گھبرا کے ترا نام لیا ہے

اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی چاشنی اور لذت ہے کہ اس کو بار بار
لینے سے انسان کا دکھ سکھ میں بدل جاتا ہے۔

جو مضطرب ہے اس کو ادھر التفات ہے
آخر خدا کے نام میں کوئی تو بات ہے

﴿ ازافادات ﴾

حضرت مولانا پیر
حافظ ذوالفقار احمد صاحب
نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ اللّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال اللّٰه تعالىٰ ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ط﴾

وقال الله تعالىٰ فى مقام آخر ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾

وقل رسول الله صلى الله عليه وسلم [قال الله تعالى ﴿ كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ﴾ (حديث)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مخلوق کی پیدائش کا سبب

حدیث قدسی میں اللہ رب العزت کا فرمان ہے [كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ] میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے اس بات کو چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کر دیا، چوں کہ مخلوق کی پیدائش کا سبب چاہت بنی محبت بنی لہذا یہ نعمت، اللہ رب العزت نے ساری مخلوق میں تقسیم فرمائی جتنی بھی مخلوقات خداوندی ہیں سب کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس محبت میں سے حصہ ملا انسانوں کو بھی ملا، حیوانوں کو بھی ملا، پرندوں کو بھی ملا، چرندوں کو بھی ملا، جمادات کو بھی ملا، نباتات کو بھی ملا، جو بھی اللہ رب العزت کی مخلوق ہے سب کو اس محبت میں سے حصہ ملا، لہذا ہر جگہ اسکی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں،

حبیب ومحبوب

(۱)...... معدنیات میں آپ اسکی مثال ڈھونڈنا چاہیں تو آپ لوہے کو دیکھیں کہ اسکو مقناطیس کے ساتھ محبت ہوتی ہے اور یہ محبت اتنی گہری ہے کہ جہاں بھی لوہا مقناطیس کو پائے گا فوراً اسکی طرف کھنچا چلا جائے گا، یہ ہو نہیں سکتا کہ لوہا ہو اور پھر مقناطیس کی طرف کھنچے نہیں یہ قدرتی کشش ہے جو اسکو مقناطیس کے ساتھ حاصل ہے بلکہ اسکو اگر کچھ دیر مقناطیس کے ساتھ رکھا جائے تو یہ اسکے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور جب اسکو جدا کریں تو یہ خود مقناطیس بن کر دوسرے لوہے کو کھینچنا شروع کر دیتا ہے تو ایسی محبت ملی کہ یہ محبوب کے رنگ میں رنگ جاتا ہے،

(۲)...... نباتات میں دیکھئے گھاس کا تنکا اسکو ہوا کے ساتھ عشق ہے ذرا ہوا چلی اس گھاس کے تنکے نے رقص کرنا شروع کر دیا یہ وجد میں آگیا سرور میں آگیا اسنے جھومنا شروع کر دیا، ہوا کے ساتھ اسکو ایک قدرتی عشق ہے، ایک محبت ہے بادنسیم کے جھونکوں پر یہ فریفتہ ہے یہ ہو نہیں سکتا کہ بادنسیم چلے اور تنکا مست نہ ہو، یہ جھومے نہیں، یہ اللہ رب العزت نے نباتات میں محبت کی ایک مثال رکھی ہے،

(۳)...... حیوانات میں اسکی کئی مثالیں ہیں مچھلی کو دیکھیں یہ پانی کی عاشق ہے چنانچہ مچھلی کا دل سمندر سے نہیں بھرتا پانی سے کبھی مچھلی کا دل نہیں بھرتا بھلے سمندر ہی کیوں نہ ہو یہ پانی کی جدائی میں تڑپی ہے اور جدائی بالکل برداشت نہیں کر سکتی حتی کہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے حالانکہ پانی اسکی غذا نہیں ہوتا یہ کچھ اور چیز کھاتی ہے لیکن پانی کے ساتھ اسکا تعلق ایسا ہے کہ یہ پانی کے بغیر رہ نہیں سکتی بلکہ یہ اپنی محبت میں اتنی راسخ ہے کہ یہ مر کر جس پیٹ میں جاتی ہے اس پیٹ کو بھی پانی کا طلبگار بنا دیتی ہے، جو آدمی مچھلی کے کباب کھائے تھوڑی دیر کے بعد پانی مانگتا ہے کہ مجھے پانی کی ضرورت ہے اور اسکی اس محبت کا حدیث پاک میں بھی تذکرہ ہے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا [اَلْمُؤْمِنُ فِی الْمَسْجِدِ

كَالسَّمَكِ فِي الْمَاءِ] ''مؤمن مسجد میں ایسے ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں پر سکون ہوتی ہے''، تو گویا مچھلی کا پانی میں پر سکون ہونا یہ نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے بھی ثابت ہے، تو مچھلی کو پانی کے ساتھ عشق ہے اور یہ چیز ایسی ہے کہ ضرب المثل بن گئی پانی سے اسکو جدا کیجئے یہ تڑپے گی، لوگ کہتے ہیں کہ فلاں تو مچھلی کی طرح تڑپنے لگ گیا، تو اس سے جدائی برداشت نہیں ہوتی اسلئے کہ اسکو پانی کے ساتھ فطری محبت ہے۔

(۴)...... اسی طرح پروانہ کو شمع کے ساتھ محبت ہوتی ہے، چنانچہ جہاں بھی شمع ہوگی پروانہ اس کے گرد طواف کرے گا گھومے گا حتی کہ بالآخر تھک کر اسی شمع میں گرے گا اور اپنی جان دے دیگا اور کوئی بھی پروانہ جان دیتے ہوئے شور نہیں مچا تا کمال یہ ہے کہ آواز تک نہیں آتی ۔

وفور شوق میں یوں جل رہے ہیں پروانے

عربی میں یوں مثل مشہور ہے کہ فلاں شخص نے تو پروانے کی طرح خاموشی سے جان دیدی ۔

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز

کاں سوختہ راجان شد آواز نہ یامد

''اے مرغ سحر تو پروانہ سے عشق کو سیکھ کہ یہ اپنی جان بھی دیدیتا ہے اور واویلا بھی نہیں کیا کرتا''

(۵)...... مور کو دیکھئے اس کو شیر کے ساتھ محبت ہوتی ہے کہ جہاں اس نے شیر کی آواز سنی وہاں اس نے رقص کرنا شروع کر دیا ایسی محبت ہے کہ وفور شوق کے اندر یہ ناچتا ہے اور اسکا ناچنا ضرب المثل بن گیا کتابوں میں لوگ لکھتے ہیں جنگل میں مور ناچا اب یہ مور کا ناچنا ضرب المثل بن گیا عجیب بات ہے کہ اگر یہ مور شیر کے پاس چلا جائے تو شیر اسے کچھ نہیں کہتا بلکہ یہ شیر کے جسم کے اوپر جو کیڑے ہوتے ہیں انکو چن چن کر کھاتا ہے اسکے منہ کے اندر جو گوشت بچا ہوتا ہے اسکو نکال کر کھا

ہے اور شیر اسے کچھ نہیں کہتا اسلئے مور کو پکڑ نے والے شکاری وہ شیر کی کھال جیسا لباس پہن کے اپنے آپ کو شیر دکھاتے ہیں جب یہ قریب آتا ہے تو وہ اسے پکڑ لیتے ہیں تو مور کو شیر کے ساتھ محبت، پروانے کو شمع سے محبت اور مچھلی کو پانی کے ساتھ محبت،

(۶)......ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جسے چکوری کہتے ہیں اسکو چاند کے ساتھ محبت ہوتی ہے چاندنی رات میں یہ اپنے آپ میں نہیں رہتی چہکنا شروع کر دیتی ہے محبت کے گیت الاپنے شروع کر دیتی ہے اور اگر اسکو آزادی ہو تو یہ اڑتی ہے حتی کہ اڑتے اڑتے یہ اپنی جان دیدیتی ہے تو چاند اور چکوری کی محبت بھی معروف ہوگئی، پرندہ ہے لیکن اسکے دل میں چاند کی محبت رکھدی گئی، بلبل اور پھول کی محبت کی مثل مشہور ہے جہاں باغ کا نام آئے گا پھول کا نام آئے گا وہاں بلبل کا نام ضرور آئے گا کہنے والے نے کہا۔

آ عندلیب مل کے کریں آہو زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاوں ہائے دل

تو بلبل اور پھول کا رشتہ محبت کا رشتہ ہے، اور اسکو دنیا تسلیم کرتی ہے تو یہ تمام مثالیں بتا رہی ہیں کہ اس محبت میں سے حصہ معدنیات نے بھی پایا نباتات نے بھی پیا حیوانات نے بھی پایا اور انسان تو بالآخر انسان ہے اس محبت میں سے حصہ انسان کو بھی ملا کوئی دنیا کا انسان ایسا نہیں جو یہ کہے کہ مجھے کسی سے محبت نہیں یہ ہو نہیں سکتا۔ تو محبت انسان کی فطرت ہے ہاں انبیاء کرام نے آکر اس بات کو واضح کیا کہ لوگو مخلوق کی محبت فانی ہے اور اللہ رب العزت کی محبت باقی ہے فانی سے محبت کرو گے تو خود بھی فنا ہو جاو گے اور باقی سے محبت کرو گے تو خود بھی بقا پا جاؤ گے یہ وضاحت انبیاء نے دنیا میں کی انہوں نے آکے یہ بات سمجھائی کہ یہ محبت کا جذبہ ایک مقدس جذبہ ہے اسکو مخلوق کے اوپر برباد کرنا یہ کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے لہذا جس نے خالق سے محبت کی اسنے کامیابی اٹھائی اور جس نے مخلوق سے مھبت کی اسنے بربادی پائی اور اسکی کتنی مثالیں ہیں انہیں مثالوں پر ذرا غور کر لیجئے جو آپ کو دیں آئے انہیں

مثالوں پر ذرا اور تجزیہ کرتے ہیں:

غیر پرستی کا انجام

مثال (۱)...... لوہا مقناطیس کا عاشق تو بنا لیکن لوہے کے ساتھ ہوا کیا اللہ نے رنگ کالا دیا، پھر دوسرا اس کو آگ میں ڈال کر پگھلایا گیا اور جب آگ سے نکلا اس کے اوپر ہتھوڑے لگوائے گئے اب دیکھو اس لوہے کے ساتھ بیت کیا رہی ہے مخلوق کی محبت کا اسکو مزا چکھایا جا رہا ہے کہ تیرے اندر غیر پرستی ہے غیر کی محبت ہے اب تیرا انجام دیکھ کیا ہوتا ہے، لوہے کو آگ میں ڈلوایا جب بہت نرم ہو گیا اس کو نکالا اور ہتھوڑے سے ضربیں لگوائیں اور آخرت کے اندر بھی لوہے کو جہنم کے اندر ڈالا جائے گا، قرآن مجید میں ہے کہ جہنمیوں کی جو زنجیریں ہوں گی وہ لوہے کی بنی ہوں گی ﴿ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴾ تو لوہے کے طوق اور لوہے کی زنجیریں آخرت میں جہنم میں ہوں گی جنتیوں کو لوہے کی زنجیریں کوئی نہیں پہنائے گا انکے لئے تو سونا چاندی انکے لئے موتی اور ہیرے ہوں گے جہنم والوں کے لئے لوہے کے طوق ہوں گے اور لوہے کی زنجیریں ہوں گی تو دیکھو دنیا میں بھی اسکا انجام برا ہوا اور آخرت میں بھی اسکا انجام برا ہوا اور جب اسکے اندر سے غیر پرستی نکل جاتی ہے لوہے کو جب صاف کر کے اسٹینلس اسٹیل بنا لیتے ہیں تو اسکے اندر کی سیاہی ختم ہو جاتی ہے اور اسٹینلس اسٹیل لوہے کی طرح مقناطیس کی طرف نہیں کھنچتا حیرانی کی بات ہے اب اسکے اندر سے غیر پرستی نکل گئی اب اسکا رنگ سفید ہو گیا تو کتنی عبرت کی بات ہے کہ جب تک اسکے اندر غیر پرستی رہی تو اسکے اندر سیاہی رہی اور اسکا انجام برا رہا اور جب غیر پرستی نکل گئی تو اس کے اندر سفیدی آ گئی۔

مثال نمبر (۲)...... تنکا ہوا کا عاشق بنا اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ اس تنکے کو زمین سے کاٹا گیا اور اسکی جھاڑو بنائی گئی جھاڑو کا کام کیا ہوتا ہے سارے دن فرش کی گندگی کو

صاف کرنا کتنا برا اور عبرت ناک اسکا انجام ہے کہ جس جگہ پر انسان اپنے جوتے لیکر چلتا ہے یہ تنکے کا جھاڑو اس جگہ کے اوپر صفائی کر رہا ہوتا ہے اس غیر پرستی کا انجام یہ نکلا کہ اللہ نے اسکو نجاست صاف کرنے پر لگا دیا۔

مثال (۳)...... مچھلی پانی کی عاشق بنی اب اسکا نتیجہ کتنا برا ہوا اللہ نے اسکے نتیجے میں اسکے بدن میں بد بو پیدا کر دی اتنی بد بو کہ کسی اور جاندار میں نہیں ہوتی جتنی مچھلی میں ہوتی ہے۔ جن ہاتھو میں جائے گی انہیں بھی متعفن بنا دے گی جس گھر میں جائے گی پورے گھر کے اندر بد بو مچا دے گی یہ غیر پرستی کا نتیجہ ہے پورے دریا کے پانی سے اسکو دھویا جائے تو بھی اسکی بو ختم نہیں ہوگی تو غیر پرستی کا انجام کیا ہوا کہ اللہ نے اسکے اندر بد بو پیدا کر دی جس سے ہاتھ متعفن برتن متعفن گھر متعفن جتنی ہر چیز کے اندر تعفن پیدا ہو گیا یہ غیر کی محبت کا صلہ اسکو ملا۔

مثال (۴)...... پروانہ عاشق بنا شمع کا اسکا نتیجہ کیا نکلا اس کا نام بے عقل پڑا، شمع کو حال کی خبر ہی نہیں ہوئی ؎

کوئی اندھے کے سامنے روئے تو اپنے نین کھوئے

یہ بیچارا شمع پر قربان بھی ہوتا ہے اور شمع کو خبر بھی نہیں ہوتی اور عربوں میں مثل مشہور ہے کہ فلاں آدمی پروانے کی طرح بے عقل ہے، تو جان بھی دی اور لوگوں میں بے عقل بھی مشہور ہوا۔

مثال (۵)...... مور کو دیکھئے یہ شیر کا عاشق بنا اگر اسے شیر کا وصل بھی نصیب ہوا تو اسکے جسم سے کیڑے چن چن کر کھائے ملا کیا؟ شیر کے منہ کا بد بو دار گوشت، اب اسکو محبوب کے وصل سے یہ ملنا تھا کہ منہ کا بد بو دار گوشت اسکے حصے میں آیا۔

تو اسلئے جتنی بھی فانی محبتیں آپ نے ان مثالوں میں دیکھیں سب کا انجام برا! انسانوں میں بھی جس انسان نے اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے لوگوں سے محبت کی اسکا انجام ہمیشہ برا ہوا اور جس نے محبت کے اس مقدس جذبے کا اللہ کے لئے استعمال کیا یا اللہ کی نسبت سے اللہ کے بندوں سے تعلق رکھا نیکی اور

تقوے کا تعلق رکھا انکا انجام ہمیشہ نیک ہوا اور اچھا ہوا لہذا اب یہ جذبہ ہم میں سے ہر بندے کو نصیب ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس جذبہ کو اللہ رب العزت کے لئے استعمال کریں اور اپنے دلوں میں اللہ رب العزت کی محبت کو بڑھائیں۔

خالص حسن کی قیمت

یہ محبت کا بڑھانا انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے دنیا میں مخلوق کے پاس جو بھی حسن و جمال ہے یہ سب میرے مولیٰ کی دین ہے فقط ظاہری حسن کے پیچھے بھاگنے والا انسان وہ ہمیشہ نقصان اور خسارے کے اندر ہوتا ہے، قرآن مجید میں آتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں ڈالا گیا تو وہی حسین تھے جو ماں کے پیٹ سے حسین پیدا ہوئے تھے مادر زاد حسن تھا حسن یوسف دنیا کے اندر مثال بن گیا، اتنے حسین تھے لیکن جب انکو کنویں سے نکالا گیا اور بیچا گیا تو انکی قیمت کیا تھی ﴿وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ﴾ ''اور انکو چند کھوٹے سکوں کے عوض بیچ دیا گیا'' تمٹ حسن کی قیمت اللہ کی نظر میں چند کھوٹے سکے ہوا کرتے ہیں تو حسن کے پیچھے بھاگنے والے عبرت حاصل کریں کہ وہ کتنی بے قیمت چیز کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں، جس کی اللہ کے یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی اسلئے جب بعد میں انکو اللہ نے حسن عطا کیا ﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴾ تو اب انکے اوپر امتحان آئے مگر اللہ رب العزت نے امتحان کے اندر کامیاب فرما دیا آخر اسی حسن و جمال کی خاطر انکو قید میں جانا پڑا اور نو سال قید کی مشقت اٹھائی نہ بھائی پاس اور نہ ماں باپ پاس اور نہ رشتہ دار پاس اکیلے ہیں قید تنہائی ہے نو سال اس طرح گذارے اور بالآخر جب باہر نکلے تو اپنے حسن کی وجہ سے نہیں نکلے اپنے علم کی وجہ سے نکلے، اسلئے جب پوچھا گیا کہ آپ کیسے ملک کی حفاظت کریں گے

فرمانے لگے ﴿اجْعَلْنِي عَلٰى خَزَائِنِ الْاَرْضِ اِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ﴾ مجھے خزانوں کا نگران بنا دیجئے میں حفاظت والا ہوں جاننے والا ہوں'' یہ نہیں کہا کہ مجھے خزانوں کا والی بنا دیجئے انی حسین جمیل میں بڑا خوبصورت ہوں تو خوبصورتی سے عزتیں نہیں ملیں عزتیں ملیں تو علم کے صدقے سے ملیں چنانچہ ہمیشہ دنیا میں عزتیں علم کی وجہ سے ملتی ہیں عمل کی وجہ سے ملتی ہیں انسان کی ظاہری شکل وصورت کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت نہیں ہوتی، حدیث پاک میں فرمایا [ان اللّٰهَ لَايَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِن يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ] ''بیشک اللہ تعالی نہیں دیکھتے تمہاری شکلوں اور صورتوں کو وہ تو دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کو اور اعمال کو'' تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے دل اللہ کی محبت سے بھر لیں یہ محبت بڑھانے سے بڑھتی ہے محبت والوں کے پاس بیٹھنے سے محبت بڑھ جاتی ہے اور غفلت میں پڑ جانے سے یہ محبت گھٹ جاتی ہے۔

مانگی جانے والی چیز کیا ہے

رمضان المبارک کا یہ مہینہ اور بالخصوص ستائیس رمضان المبارک کی یہ مبارک رات اس قابل ہے اور برکتوں والی ہے کہ ہم اس رات میں اسکی محبت مانگیں آج اللہ سے عہدے مانگنے والے بڑے ہیں اچھے کاروبار مانگنے والے بڑے ہیں خوبصورت لباس مانگنے والے بہت ہیں، خوبصورت بیویاں مانگنے والے بہت ہیں دنیا کی شہرت مانگنے والے بہت ہیں اپنی صحت مانگنے والے بہت ہیں لیکن آج کے اس دور میں اللہ سے اللہ کو مانگنے والے بہت تھوڑے ہیں اسلئے اس محفل میں بالخصوص آپ دل میں یہ نیت لیکر بیٹھئے کی اے اللہ میں آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مِنْکَ] اے پروردگار! میں آپ سے آپ ہی کا سوال کرتا ہوں مجھے اپنا تعلق عطا فرما دیجئے اپنے چاہنے والوں میں شامل فرما لیجئے،

حسن کی تقسیم

یاد رکھئے مخلوق میں سب سے زیادہ حسن حضرت یوسف علیہ السلام کو دیا گیا لیکن اس حسن کو اللہ رب العزت کے حسن و جمال سے کیا نسبت ہو سکتی ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں حدیث میں آتا ہے انکو ساری مخلوق کے برابر حسن دیا گیا یعنی اللہ نے جتنا مخلوق میں حسن کو تقسیم کیا ساری مخلوق کو آدھا حصہ ملا اور باقی آدھا حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا تو نصف حصہ کا حسن پانے کے بعد ان کو ایسا حسن ملا تھا کہ دیکھنے والوں نے جب دیکھا ﴿ فَلَمَّا رَأَيْنَهٗ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَاهٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴾ دیکھنے والیاں کہہ اٹھیں یہ انسان نہیں یہ تو ہمیں کوئی مقدس فرشتہ نظر آتا ہے'' تو مخلوق کے حسن کا اختتام یہ ہے کہ دیکھنے والے نے اسے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے اور اللہ کے حسن کے ساتھ بھلا فرشتوں کے حسن کو بھی کیا نسبت ہو سکتی ہے اللہ کا حسن تو بے مثال ہے پروردگار جس نے حسن کو پیدا کر دیا بھلا اس کے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا حدیث پاک میں آتا ہے: [الله جميل ويحب الجمال] جب اللہ خوبصورت ہیں تو اسکے جمال کے جلوے کیا ہوں گے، یہ تو قیامت کے دن جنت میں جا کر ہی ایمان والوں کو نظر آئیں گے دنیا میں تو ہم اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے اتنی ایک بات آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں جنتی جب جنت میں جائیں گے اور حور و غلمان کے حسن کو دیکھیں گے اتنا حیران ہوں گے کہ پانچسو سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے اتنے متعجب ہوں گے انکے حسن و جمال پر اور بالآخر یہ وہاں رہنا شروع کریں گے اور بالآخر اللہ رب العزت جنتیوں کو اپنا دیدار عطا فرمائیں گے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا تو جنتیوں کے اوپر نور کی ایک بارش ہوگی جیسے دنیا میں آندھی چلتی ہے تو مٹی کی تہ ہر انسان کے چہرے پر آ جاتی ہے اسی طرح جنت میں نور کی آندھی چلے گی اور ایک نور کی تہ جنتیوں کے چہرے پر آ جائے گی اس نور کی وجہ سے جنتیوں کے چہرے کی زیبائش انکا حسن و جمال اتنا

بڑھ جائے گا حدیث پاک میں ہے کہ جنتی لوٹ کے اپنے گھروں میں آئیں گے تو انکی حوریں اور انکے غلمان جب انکے حسن و جمال کو دیکھیں گے تو پانچسو سال تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہ جائیں گے، مالک تیرے حسن و جمال کا کیا عالم ہے، جس نے آپ کا دیدار کیا کہ جنتی مخلوق بھی پانچسو سال تک اسکے حسن و جمال کو تعجب کے ساتھ دیکھتی رہجائے گی اور انکو وقت گذرنے کا پتہ نہیں چلے گا تو اللہ رب العزت کا حسن تو ایسا ہے مخلوق کا آدھا حسن آدم علیہ السلام کو ملا مگر اللہ کے پاس تو حسن کے خزانے ہیں ﴿وَاِنْ مِنْ شَیءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ﴾ وہ پروردگار فرماتے ہیں کوئی بھی چیز ہے ہمارے پاس اسکے خزانے ہیں تو حسن کے خزانوں کے مالک کا کیا پوچھنا اسکے اپنے حسن و جمال کا کیا عالم ہوگا یوسف علیہ السلام کو جنہوں نے دیکھا وہ دیکھنے والیاں اپنے دھیان میں نہ رہیں اور اپنے ہاتھوں کو کاٹ بیٹھیں گویا ہوش نہ رہے اور جس نے اللہ رب العزت کا دیدار کیا اسکا معاملہ جدا

تجلیٔ رب کی ایک جھلک

حضرت موسی علیہ السلام پر اللہ نے تجلی فرمائی حدیث پاک میں آتا ہے اس تجلی کی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام کا حسن اتنا بڑھ گیا تھا کہ انکو اپنے چہرے کے اوپر کپڑا لپیٹنا پڑتا تھا اگر کسی شخص کے سامنے حجاب اتار دیتے تھے تو دیکھنے والا بندہ بیہوش ہوجایا کرتا تھا حسن یوسف کو جنہوں نے دیکھا وہ دیکھنے والیاں تو بیہوش نہیں ہوئیں جنہوں نے دیکھنے والیوں کو دیکھا ان پر بھی کوئی اثر نہیں لیکن مولی تیرے حسن کا کیا عالم ہے جس کو آپ نے دیدار عطا فرمایا اور وہ بھی ستر ہزار پردوں میں سے اور وہ بھی براہ راست نہیں بلکہ طور پہاڑ پر تجلی ڈالی اور تجلی جب منعکس ہوکر انکو ملی اسکی وجہ سے حضرت موسی علیہ السلام کے چہرے کا حسن ایسا بڑھ گیا تھا کہ جو انکو دیکھتا تھا دیکھ کر بیہوش ہوجاتا تھا چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے کہ انکی اپنی بیوی بھی انکا چہرا دیکھنے کو ترستی تھی اور وہ نہیں دیکھنے دیتے تھے اسلئے کہ انکی آنکھوں میں وہ خوبصورتی اور وہ نور

آ گیا تھا اس تجلی کو دیکھنے کے کہ انکو دیکھنے والا اپنے ہوش گم کر بیٹھتا تھا سبحان اللہ اللہ رب العزت کے حسن و جمال کا کیا کہنا اسی لئے دنیا کے اندر حضرت یوسف علیہ السلام کے جلوے ہزاروں مرتبہ ہوئے مگر ماحول پر کوئی اثر نہ ہوا گرد و پیش پر کوئی اثر نہیں ہوا مگر مالک حقیقی کے حسن کا جلوہ ایک مرتبہ ہوا مفسرین نے لکھا ہے کہ جس لمحے اللہ کی دنیا پر تجلی ہوئی جہاں جہاں کڑوا پانی تھا سب میٹھے ہو گئے جہاں بنجر جگہ تھی سب جگہ پر سبزہ آ گیا ہر جگہ کے اوپر خوشبوئیں آ گئیں مولی تیری تجلی کے کیا کہنے کڑوے پانی بھی میٹھے ہو رہے ہیں اور جن درختوں پر پھل نہیں وہ پھل دار بنتے چلے جا رہے ہیں اور جو بیابان اور ریگستان ہیں وہاں پر سبزے اگ رہے ہیں مولی تیری تجلی نے صرف دیکھنے والے کو متاثر نہیں کیا بلکہ اس وقت پوری دنیا کے اوپر اللہ کی تجلی کا یہ اثر پڑا کہ پوری دنیا کے اندر بہار کا موسم آ گیا، اللہ رب العزت کے حسن و جمال کا تو یہ عالم ہے، یوسف علیہ السلام کے حسن کو تو دو حرفوں کے اندر لوگوں نے بیان کر دیا ﴿اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ﴾ یہ تو کوئی نیک فرشتہ ہے تو ملک کریم کے دو لفظوں میں انکا حسن سمٹ کر رہ گیا لیکن کوئی اللہ کے حسن کو لکھنا چاہے تو دو لفظ تو کیا ساری دنیا مل کر بھی نہیں لکھ سکتی پروردگار نے فرمایا ﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ ''اے محبوب فرما دیجئے اگر ساری دنیا کے سمندروں کا پانی سیاہی بنجاتا اور ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنا دی جاتیں ان قلموں سے لکھا جاتا سیاہی ختم ہو جاتی تیرے رب کی تعریف ختم نہ ہوتی'' تو حسن یوسف تو دو لفظوں میں سمٹ گیا اور حسن مولی کے لئے تو دفتر بھی بھر دیئے جائیں تو کوئی انسان اسکا حق ادا کر نہیں کر سکتا دنیا کے سب سے بڑے فضیلت رکھنے والے انسان نے سید الانبیاء نے اللہ تعالی کی بڑی تعریفیں کیں بالآخر کہہ دیا [اَللّٰهُمَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ] ''یا اللہ میں اپکی تعریفوں کا احاطہ نہیں کر سکتا آپ ایسے خوبصورت

ہیں فضل وکمال و[illegible] جیسے آپ نے اپنی تعریفیں خود فرمائی ہیں'' سبحان اللہ، اللہ رب العزت کے حسن وجمال کا کیا عالم؟۔

توجہ کا قبلہ درست کرنے کی ضرورت ہے

دنیا کے محبوبوں کو دیکھا کہ اگر کسی محبوب کو ایک سے زیادہ بندے چاہنے لگ جائیں تو ان چاہنے والوں میں رقابت بڑھ جاتی ہے انکے اندر دشمنی پڑ جاتی ہے مگر مولی تیرے حسن وجمال کا عالم عجیب ہے ہزاروں نہیں لاکھوں محبت کرنے والے ہیں مگر تیرے عشاق میں رقابتیں نہیں ہوا کرتیں، اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اگر محبت کریں تو اللہ رب العزت کے ساتھ کریں انسان کیلئے حیرت اور غیرت کا مقام ہے کہ ایسے محبوب کے ہوتے ہوئے ہم مخلوق کے ساتھ محبتوں کے رشتے باندھتے پھرتے ہیں مخلوق کے پیچھے دیوانے ہوئے پھرتے ہیں، ہمارے نفس نے ہمیں برباد کر یا ہماری توجہ کا قبلہ بدل گیا، خالق سے توجہ ہٹا کر ہم فانی چیزوں کے پیچھے بھاگتے پھرتے ہیں اسکا انجام ہمیشہ برا ہوتا ہے، ہم لوگ اتنے بے قدرے نکلے کہ یہودیوں نے تو چند ٹکوں کی خاطر اللہ کے کلام کو بدل ڈالا اپنے دلوں میں ذرا جھانک کر دیکھئے اس مالک حقیقی کا کلام ہو اور بندے چند ٹکوں کی خاطر اس کلام کو بدل ڈالیں یہ اللہ رب العزت کی کتنی بے قدری ہے اے انسان ایک ہندو عورت اپنے مردہ خاوند کے پیچھے مر کر جان دیدیتی ہے تیرے لئے زندہ خدا کے پیچھے اپنی جان کو دیدینا مشکل معلوم ہوتا ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی پروردگار کے اوپر قربان ہو جائیں بلکہ لوہے کو آپنے دیکھا کہ یہ مقناطیس کی طرف تو کھنچتا ہے اسکے سامنے دنیا کا سب سے بڑا موتی یاقوت لاکر رکھ دیجئے یہ لوہا اسکی طرف نہیں کھنچے گا کیوں اسلئے کہ اسکی توجہ کا قبلہ ایک ہے اے انسان! ذرا غیرت کو اختیار کر لے تجھ سے تو لوہا اچھا اسکے سامنے سب سے قیمتی ہیرے اور موتی کو لاکر رکھ دو وہ کالے مقناطیس سے نگاہ ہٹا کر لعل بدخشاں کو نہیں دیکھے گا اور تیرا کیا عالم ہے تو حسین وجمیل پروردگار سے نگاہیں ہٹا کر کالی عورتوں کے اوپر محبت کی نگاہیں ڈالتا پھر رہا ہے سوچ تو سہی تو اپنے مالک کی کتنی نافرمانیاں کر

رہا ہے بلکہ مجنوں ایک انسان ہے اسکی محبوبہ کالی تھی اسکے سامنے ایک خوبصورت عورت کو پیش کیا ارے مجنوں نے کالی محبوبہ سے نگاہ نہ ہٹا کر اس خوبصورت محبوبہ کو نہیں دیکھا ارے تو خوبصورت رب سے نگاہ ہٹا کر کالوں کو دیکھتا ہے اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس حسن بھی نہیں ہوتا تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ رب العزت کی قدر کریں اللہ کو قرآن پاک میں فرمانا پڑا ﴿وَمَا قَدَرُ اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾ ''انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسی کرنی چاہیئے تھی'' چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اللہ پر اپنا سب کچھ فدا کر دیتے۔

اللہ رب العزت کے چاہنے والے اس دنیا میں بڑے گذرے ہیں ہمارے دل میں محبت کی کمی سہی مگر دنیا میں اتنے لوگ اللہ کے چاہنے والے گذرے کہ ہم انکے واقعات پڑھ کر حیران ہوتے ہیں، عجیب بات ہے اس دنیا میں جتنے اللہ کے چاہنے والے گذرے اللہ سے محبت کرنے والے گذرے اللہ کی خاطر راتوں کو جاگنے والے گذرے اللہ کی خاطر رات کی تنہائیوں میں سجدے کرنے والے گذرے اللہ کی محبت میں اداس ہونے والے گذرے، اللہ کے سامنے سر بسجود ہونے والے گذرے، اس کائنات میں کوئی دوسرا محبوب ایسا نہیں جس کو مخلوق نے اتنا چاہا ہو یہ شان فقط اللہ کی ہے مخلوق اسکی دیوانی بن گئی اتنا ڈٹ کر پیار اس سے کرتے تھے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی سب کچھ قربان کر دیا فقط ایک مثال اس محفل میں پیش خدمت کرتا ہوں

اللہ کے عاشق کا امتحان

سیدنا ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے عشق حقیقی کے اندر قدم بڑھایا اللہ نے انکو قبول فرمایا اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿وَاِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ اور تیرے رب نے ابراہیم علیہ السلام کو چند باتوں میں آزمایا وہ انمیں کامیاب ہوا سینٹ پرسینٹ اسنے نمبر لئے اللہ تعالی نے انہیں کامیابی عطا فرما دی چنانچہ انکے اوپر امتحان آیا امتحان بھی کیسا پہلا امتحان تو یہ آیا کہ اے میرے پیارے خلیل اپنی بیوی کو آپ بے آب و گیاہ وادی کے اندر چھوڑ آیئے چنانچہ بچے کو لیا اپنی

بیوی ہاجرہ رضی اللہ عنھا کو لیا اور انکو لاکر بیت اللہ کے قریب فی واد غیر ذی زرع وہ جگہ جہاں کوئی سبزہ نہیں تھا پانی کا نام ونشان نہیں تھا اللہ کے حکم سے چھوڑ دیتے ہیں کوئی بات بھی نہیں کرتے اور پھر واپس ملک شام جانے کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ کوئی آسان کام نہیں ذرا تصور کر کے دیکھئے اپنی بیوی کو اکیلے مکان میں چھوڑ کر آنے کیلئے بندے کا دل آمادہ نہیں ہوتا حالاں کہ شہر کے اندر ہوتا ہے پھر اپنی بیوی کو ویرانے میں چھوڑ دینا پھر ویرانہ بھی ایسا کہ جہاں پینے کو پانی نہ ملے ہر طرف پتھر ہی پتھر نظر آئیں معصوم بچہ پاس ہے، یہ کہاں جائے گی پانی ڈھونڈنے کیلئے لیکن اللہ کے لئے قربانی دی چنانچہ اللہ کے حکم سے انکو چھوڑ دیا اور چھوڑ کر واپس آنے لگے بیوی نے پوچھا ہمیں کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں کوئی جواب نہیں دیتے پھر پوچھا کیوں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ کوئی جواب نہیں دیتے وہ بھی آخر نبی علیہ السلام کی صحبت یافتہ تھیں تیسری مرتبہ پوچھتی ہیں کیا آپ ہمیں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیا ہاں میں اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہا ہوں بیوی بھی ایسی نیک آگے سے جواب دیتی ہیں کہ اگر ہمیں آپ اللہ کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں کبھی بھی ضائع نہیں فرمائیں گے چنانچہ بیوی کو چھوڑ کر وہاں سے آ گئے یہ کوئی چھوٹی قربانی تو نہیں ہے پھر اللہ رب العزت نے ایک اور قربانی مانگی جو اس سے بھی بڑی قربانی تھی کہ فرمایا کہ میرے ابراہیم تمہیں آگ میں جلنا پڑے گا چنانچہ نمرود نے انکے لئے آگ جلوائی کتنی بڑی مفسرین نے لکھا کہ ایک میل اسکی چوڑائی تھی ایک میل اسکی لمبائی تھی اور تیس گز کے قریب اسکی اونچائی تھی اتنی لکڑیاں اکھٹی کی گئیں اب جب اسکو آگ لگائی گئی تو قریب تو کوئی جا نہیں سکتا سوچا کہ اس آگ میں کیسے پھینکیں اب انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی شیطان نمرود کے پاس آیا اس نے سمجھایا ایک جھولا بنالو اور جھولے کے اندر انکو بٹھا کے پھینک دیجئے یہ آگ کے وسط میں جا کر گریں گے چنانچہ انہوں نے جھولا بنوالیا ابراہیم علیہ السلام کو اوپر بٹھا دیا جب ابراہیم کو جھولے سے پھینکدیا گیا ابھی ہوا میں ہیں اللہ کے فرشتے حیران ہیں کہ آج اللہ کے خلیل کو آگ کے اتنے بڑے ذخیرہ کے اندر ڈالا جا رہا ہے فرشتے اللہ رب

العزت سے پوچھتے ہیں کہ میرے مالک میں جبرئیل ہوں میں انبیائے کرام کی مدد کرنے پر مأمور ہوں پوری زندگی مدد کی آج آپ کے خلیل کو آگ میں ڈالا جارہا ہے اجازت ہو تو مدد کر کے آؤں فرمایا جبرئیل آپ جائیے اگر وہ آپ کی مدد کو قبول کرلیں تو کر لیجئے اور اگر قبول نہ کریں تو میرے خلیل کو رہنے دیجئے خلیل جانے یا پھر اسکا رب جلیل جانے، یہ میرا اور میرے خلیل کا معاملہ ہے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں کہتے ہیں اے ابراہیم علیہ السلام اگر آپ اجازت دیں تو پر مار کر آگ کو ختم کردوں مگر آپ کہتے ہیں نہیں حتیٰ کہ پانی کا موکل آیا اس نے کہا کہ میں مدد کے لئے حاضر ہوں فرمایا مجھے حاجت نہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں حاضر ہوں فرمایا حاجت نہیں آپ نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں آگ میں گر رہا ہوں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ جی ہاں جانتے ہیں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو پھر مجھے چھوڑ دیجئے مالک کی رضا ہے مجھے جانے دیجئے ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ ہر ایک کی معراج ہوتی ہے کسی کو طور پر معراج ملی او کسی کو عرش پر معراج ملی اور آج خلیل کو آگ کے اندر رب کریم کی معراج نصیب ہونی ہے اللہ نے ملاقات کا وعدہ فرمایا ہے آگ میں جانے دیجئے چنانچہ آگ کے اندر گرتے ہیں جب سب اسباب منقطع ہوگئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ﴾ "اے آگ میرے ابراہیم پر سلامتی والی ٹھنڈی بنجا" سبحان اللہ وہ آگ بھی گلزار بن گئی ابراہیم علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہوگئے یہ بھی بڑا امتحان تھا لیکن پھر بھی اتنا بڑا نہیں تھا ایک امتحان اس سے بھی بڑا دینا پڑا اور وہ امتحان کیا تھا کہ پروردگار عالم نے ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں حکم فرمایا کہ میرے حکم پر اپنے بیٹے کو میرے نام پر ذبح کردیجئے اب ذرا سوچنے کی بات ہے باپ کے لئے اپنی جان دینا آسان ہوتی ہے لیکن بیٹے کو مرتے دیکھنا مشکل کام ہوتا ہے اور مرتے دیکھنا بھی نہیں اپنے ہاتھوں سے ذبح کرنا یہ تو کوئی آسان کام نہیں ہوتا خواب دیکھا صبح اٹھے کچھ بکریاں اللہ کے نام پر قربان کردیں پھر خواب دیکھا پھر کچھ بکریاں قربان کردیں پھر خواب دیکھا جب تیں رات خواب دیکھ لیا تو سمجھ گئے کہ مجھے اللہ کے نام پر اس بیٹے

کی قربانی دینی ہے بیٹے کی عمر فقط سات سال کی تھی چنانچہ صبح کو اٹھے اپنی بیوی سے کہا بیٹے کو نہلا دو اس کے سر میں تیل لگا دو کنگھی کر دو اچھے کپڑے پہنا دو پوچھا کیا وجہ ہے کہا کہ ایک بڑے کی ملاقات کے لئے جانا ہے فقط اتنی بات کہی ایک بڑے کی ملاقات کے لئے جانا ہے بچے کو تیار کر دو ماں نے اپنے بیٹے کو نہلا دیا سر پر تیل لگا دیا کنگھی کر دی اچھے کپڑے پہنا دیئے ماں بھی خوش ہے میرا بیٹا کسی بڑے کی ملاقات کیلئے ساتھ جا رہا ہے جب چلنے لگے ابراہیم علیہ السلام نے چھری بھی اٹھالی اور ایک رسی بھی اٹھالی بیوی نے دیکھا حیران ہو گئی پوچھنے لگی کہ یہ چھری اور رسی کس لئے لی فرمانے لگے جب بڑے کی ملاقات ہوتی ہے تو اس سے پہلے قربانی دی جاتی ہے اس قربانی دینے کے لئے میں نے یہ چھری اور رسی لے لی ہے چنانچہ وہ مطمئن ہو گئیں اپنے بیٹے کو لیکر چل پڑے جب بیٹا جا رہا تھا پیچھے شیطان مردود بی بی ہاجرہ کے پاس آیا پوچھنے لگا کہ تمہارا بیٹا کہاں ہے کہا کہ میرے خاوند کے ساتھ گیا ہے، کس لئے گیا ؟ کسی بڑے کی ملاقات کرنی ہے کہنے لگا ہرگز نہیں باپ اس لئے لے گیا کہ اسے لے جا کر ذبح کر ڈالے وہ فرمانے لگیں کہ او بڈھے تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے کہیں باپ اپنے ہاتھوں سے بیٹے کو بھی ذبح کرتا ہے کہنے لگا ہاں اللہ کا حکم ہے جب بی بی ہاجرہ نے سنا تو فرمانے لگیں اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر تو قربان ہونے کے لئے میں بھی تیار ہوں جب بی بی ہاجرہ کا یہ جواب سنا تو شیطان وہاں سے ناکام ہوا پھر واپس آیا اب کے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے بات چیت کی، کہنے لگا تمہیں پتہ ہے تمہارے ابو تمہیں کہاں لیکر جا رہے ہیں اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ میرے ابو مجھے کسی بڑے کی ملاقات کے لئے لیکر جا رہے ہیں کہنے لگا ہرگز نہیں تجھے ذبح کر دیں گے تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے کہا کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ باپ اپنے معصوم بیٹے کو ذبح کرے کہنے لگا ہاں اللہ کا حکم ہے اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا اگر اللہ کا حکم ہے تو پھر تو میں قربان ہونے کے لئے ابھی تیار ہوں جب یہ جواب سنا شیطان پھر وہاں سے مردود ہوا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا کہتا ہے ابراہیم خلیل اللہ آپ اللہ کے پیغمبر ہیں آپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے ارادے سے جا رہے

ہیں اور وہ بھی خواب کی وجہ سے ارے کوئی خوابو کی وجہ سے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے دیکھئے قابیل نے ہابیل کو ذبح کیا تھا آج تک دنیا میں انکی بدنامی ہورہی ہے قیامت تک اس کا برا نام مشہور رہے گا کہیں آپ بیٹے کو ذبح کردیں گے آپ کا بھی نام بدنام نہ ہو جائے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ او مردود تو مجھے شیطان معلوم ہوتا ہے میرے اس ذبح کرنے کو قابیل کے ذبح کرنے سے کیا نسبت ہے اس نے تو خواہشات نفسانی کی وجہ سے ذبح کیا تھا اور میں اسے اللہ کی رضا کے لئے ذبح کررہا ہوں اس کا مقصد تھا کہ وہ ہابیل کو قتل کرے اور اس کی بیوی کا وصل حاصل کرے اور میں تو پروردگار کا وصل حاصل کرنا چاہتا ہوں اس کو اسکے ساتھ بھلا کیا نسبت ہوسکتی ہے، چنانچہ جب اسنے دیکھا کہ کام نہیں بنا راستے میں آکر کھڑا ہو گیا ابراہیم علیہ السلام نے کنکری اٹھا کر ماری جس جگہ پر کنکری ماری آج وہاں جمرۂ اولی بنا ہوا ہے وہاں سے بھاگا، پھر آکر راستے میں کھڑا ہو گیا پھر کنکریاں ماریں پھر وہاں سے بھاگا وہاں جمرۂ وسطی کے نام سے ستون بنا ہوا ہے پھر تیسری جگہ آکر کھڑا ہو گیا وہاں پر جمرۂ عقبہ کے نام سے ایک ستون بنا ہوا ہے تینوں جگہ پر حاجی جا کر کنکریاں مارتے ہیں جب یہ ناکام ہو گیا تو بالآخر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا میں آپ کو ہرگز نہیں جانے دوں گا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں تو اللہ کے نام پر بچے کو قربان کر کے رہوں گا جب جمرہ عقبہ سے آگے آئے تو وہاں کھلی جگہ تھی اب اس جگہ آکر بچہ بھی پوچھنے لگا کہ ابو آپ نے تو فرمایا تھا بڑے کی ملاقات کرنی ہے ابو بڑے سے ملاقات کا وقت کب آئے گا، جب بیٹے نے بات پوچھ لی اب باپ اپنے بیٹے کو بتا رہا ہے کہ ﴿یَابُنَیَّ اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی، قَالَ یَااَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ ''اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے میں تجھے ذبح کررہا ہوں بتا تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے تو کیا فیصلہ کرے گا؟ بیٹے نے کہا ابا جان آپ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم ہوا آپ مجھے صابرین میں سے پائیں گے'' بیٹا ذبح ہونے کے لئے تیار ہے چنانچہ باپ نے کہا کہ اے بیٹے تو میرا کتنا اچھا مددگار ہے اللہ فرماتے ہیں فَلَمَّا اَسْلَمَا جب دونوں نے یہ بات ٹھان لی وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ اور باپ نے اپنے بیٹے

کو جبین کے بل نیچے لٹایا سبحان اللہ یہ منظر بھی دنیا نے عجیب دیکھا کہ اللہ کے نام پر قربان ہونے والے اور قربان کرنے والے دونوں موجود ہیں جب بیٹے کو وہ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اس وقت بیٹے نے کہا ابا جان میں آپ سے دو چار باتیں کرنا چاہتا ہوں میری باتیں سن لیجئے پوچھا بیٹے کیا کہنا چاہتے ہوں کہنے لگا کہ ابا جان میں چھوٹا ہوں جب آپ چھری چلائیں گے میری رگیں کٹیں گیں خون نکلے گا میں تڑپوں گا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے باندھ دیجئے تا کہ میں حرکت بھی نہ کروں اور اپنی جان بھی مولی کے نام پر قربان کر جاؤں چنانچہ کہا کہ بہت اچھا پھر کہنے لگے کہ ابو میرے دل کی ایک اور تمنا ہے کہ ابو جب آپ مجھے ذبح کریں تو میرا سر سجدے کی حالت میں ہونا چاہیئے تا کہ سجدے کی حالت میں میری جان اللہ کے سپرد ہو جائے، اور ابو جان ایک بات اور ہے کہ جب آپ مجھے ذبح کریں تو چھری کو تیز کر لیجئے ایسا نہ ہو کہ چھری تند ہو اور میرے ذبح ہونے میں دیر لگ جائے میں چاہتا ہوں کہ میری جان جلدی اللہ کے حضور پہنچ جائے باپ نے کہا کہ بہت اچھا اور کہا کہ ابا جان جب آپ مجھے ذبح کر دیں گے اور فارغ ہو جائیں گے تو ابو جان آپ میرے کپڑے لیجا کر میری والدہ کو دیدینا اور انکو دکھا دینا کہ آپ کا بیٹا اپنی جان اللہ پر قربان کر گیا آپ کا بیٹا کامیاب ہو گیا جب ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی یہ بات سنی تو آنکھوں میں آنسو آگئے آپ رونے لگ گئے اللہ سے فریاد کی اللہ اس بڑھاپے میں آپ نے مجھے اولاد دی اور اب آپ اس معصوم بچے کی قربانی مانگتے ہیں اے اللہ اپنے خلیل پر رحم فرمانا اور اس معصوم بچے پر رحم فرما دینا جو قربانی کیلئے تیار ہے مگر ابراہیم خلیل اللہ نے بیٹے کو لٹا دیا اور چھری انکی رگوں پر رکھدی اور انکو ذبح کرنا چاہتے ہیں مگر چھری انکو ذبح نہیں کرتی اللہ تعالی نے فرشتوں کو حکم دیا جبرئیل جاؤ چھری کو تھام لو اگر رگوں میں سے کوئی رگ کٹ گئی تو فرشتوں کے دفتر سے تمہارا نام نکالدوں گا جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں چھری کو پکڑ لیتے ہیں ابراہیم علیہ السلام پھر چلاتے ہیں چھری نہیں چلتی کوشش کرتے ہیں پورا بوجھ اسکے اوپر ڈالدیتے ہیں چھری بچے کو ذبح نہیں کرتی ابراہیم علیہ السلام بڑے غصے میں آکر چھری کو کہتے ہیں تو کیوں نہیں چلتی چھری

دریافت کرتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا آپ کو آگ نے کیوں نہیں جلایا تھا ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں آگ کو اللہ کا حکم تھا کہ میرے ابراہیم کو نہیں جلانا چھری کہنے لگی کہ ابراہیم خلیل اللہ آپ مجھے ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ گلے کو کاٹو اللہ مجھے ستر مرتبہ کہہ رہے ہیں کہ ہرگز نہیں کاٹنا میں کیسے گلا کاٹ سکتی ہوں سبحان اللہ، اللہ رب العزت کی شان دیکھئے اللہ نے اسماعیل علیہ السلام کو زندہ بچالیا اور انکی بجائے ایک مینڈھا قربان ہوگیا اللہ رب العزت کی رحمت دیکھئے،

تو اللہ رب العزت پر جان دینے والے جہاں بڑے گذرے وہاں چھوٹی عمر کے سات سال کے بچے بھی ایسے گذرے کہ وہ اللہ کے نام کے اوپر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ ابو چھری تیز کر لینا تا کہ میں تڑپوں بھی نہیں میری جان جلدی اللہ کے سپرد ہو جائے سبحان اللہ محبت الٰہی کی ایسی مثال دنیا میں کوئی نہیں پیش کر سکتا اللہ رب العزت کو یہ بات اتنی پسند آئی اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾ "یہ بہت بڑی آزمائش تھی جس آزمائش پر ابراہیم پورے اترے اور فرمایا ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ اسکے بدلے اللہ تعالی نے بڑی قربانی عطا فرمادی اللہ فرماتے ہیں ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ ہمیں یہ بات اتنی پسند آئی ابراہیم کہ ہم نے آنے والوں میں بھی تیری قربانی جاری کردی ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ "ابراہیم تجھ پر سلامتی ہو ابراہیم تو جیتا رہ تجھے شاباش ہو تو نے یہ قربانی دے کر دکھادی، لوگ قیامت تک قربانی کر کے تیری قربانی کی یادیں تازہ کرتے رہیں گے سبحان اللہ تو اس کائنات میں اللہ سے محبت کرنے والے ایسے بھی گذرے ہیں دوستو! اگر ہم جانیں بھی قربان نہ کر پائیں تو کم از کم تو اپنے دل غیر کی محبت تو نکال دیں اور اپنے دل کو اللہ کی محبت سے بسالیں آج وقت ہے اللہ سے اللہ کی محبت مانگئے آج رمضان المبارک کی ستائیس کی رات ہے یہ خصوصیت والی رات ہوتی ہے ہمارے مشائخ نے فرمایا اس رات کی برکتیں بہت خاص ہوتی ہیں اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں آج اللہ سے جو مانگیں گے اللہ رب العزت عطا

فرمائیں گے ہم اللہ رب العزت سے اللہ کی محبت مانگیں یہ وہ نعمت ہے جو اللہ کے محبوب بھی اللہ سے مانگا کرتے تھے حدیث پاک میں آتا ہے اللہ کے رسول ﷺ دعا کیا کرتے تھے [اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ] اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور اللہ جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں میں انکی بھی محبت کا سوال کرتا ہوں تو آج کی اس محفل میں اللہ سے اللہ کی محبت مانگئے اللہ تعالی اپنی شدید محبت ہمیں بھی عطا فرمائیں اور دنیا کی محبت کی شدید بدبو جو ہمارے دلوں میں ہے اس نجاست سے اللہ تعالی ہمارے دلوں کو پاک فرمادے اپنی محبت کی خوشبو ہمارے دلوں میں رچ بس جائے اور ہمیں قیامت کے دن اپنی محبت کرنے والے بندوں میں شامل فرمالے حدیث قدسی ہے اللہ فرماتے ہیں [الاطال شوق الابرار الی لقائی وانا الیھم لاشد شوقا] میرے جو محبت کرنے والے ہیں انکا شوق میری ملاقات کے لئے بڑھ گیا میں ان عشاق لوگوں کی ملاقات کا ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں، تو جتنا بندہ اللہ تعالی کی محبت کے لئے مشتاق ہوتا ہے اللہ انکی ملاقات کے لئے ان سے بڑھ کر مشتاق ہوتا ہے سبحان للہ رب کریم ہمیں بھی اپنے عشاق میں شامل فرمالے ہمارے دل اپنی محبت سے لبریز فرمادے، ایسی محبت آجائے کہ غیر کی محبتیں دل سے نکل جائیں اور ہم اللہ کی محبت میں دنیا میں زندگی گذاریں اور جب جانے کا وقت ہو تو ہم اللہ کی محبت میں اس دنیا سے چلے جائیں اور اللہ کے حضور اللہ کے چاہنے والوں میں شامل ہو جائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مناجات

ہور کہانی مول نہ بھائیں
الف لئم دل کھس وے میاں جی
ب، ت، دی مینکوں لوڑ نہ کائی
الف لیتم بے وس وے میاں جی
ذکر اللہ دا چرخہ چلاویں
ہئی شابس شابس وے میاں جی
وسری ہور ہوس وے میاں جی
رانجھڑ میڈا میں رانجھڑ دی
رود ازل وی ہس وے میاں جی
عشقوں مول فرید نہ پھر سوں
روز نویں ہم چس وے میاں جی

﴾حضرت خواجہ غلام فرید﴿

﴿ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ﴾ (پ۴ سورۃ ۳ آیت ۱۶۸)

تمنائے دل

نشست ﴿۷﴾

ازافادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام جھنگ

فہرست عناوین

نمبر شمار	عنـــاوین	صفحہ
۱	سائنس کی تحقیق	۱۵۴
۲	عقل اور معرفت بڑی نعمت	۱۵۵
۳	عذاب الیم	۱۵۶
۴	اہل جنت کے لئے انعام	۱۵۷
۵	چند خوشی کے آنسو	۱۵۸
۶	جنت کن کو ملے گی	۱۵۸
۷	عشق حقیقی اور عشق مجازی	۱۵۹
۸	ایک نکتہ کی بات	۱۶۰
۹	اللہ کی بندوں سے محبت	۱۶۱
۱۰	عاشقین رب کے لئے چار انعام	۱۶۱
۱۱	عاشقین کے ساتھ اللہ کا برتاو	۱۶۲
۱۲	ایمان والوں کی پہچان	۱۶۳
۱۳	ذکر کا حکم قرآن مجید میں	۱۶۳
۱۴	اللہ رب العزت کے ناموں کی تقسیم	۱۶۴
۱۵	رب کو کس نام سے پکاریں	۱۶۵
۱۶	ذاتی اور صفاتی نام کا ایک اور فرق	۱۶۶
۱۷	عبادات کی ابتدا اللہ کے ذاتی نام سے	۱۶۶
۱۸	اللہ کا نام منفرد ہے	۱۶۸
۱۹	حضرت عیسیٰ اور لفظ اللہ	۱۶۹
۲۰	جنت میں حمد	۱۹۶
۲۱	اسم اعظم کی تحقیق	۱۷۰
۲۲	مشائخ نقشبند کا معمول	۱۷۰
۲۳	لفظ صوفی کی تحقیق	۱۷۴
۲۴	مخلوق کا ذکر	۱۷۵
۲۵	چالیس کے عدد کی اہمیت	۱۷۷
۲۶	نام باری باعث رحمت وسکون	۱۷۷
۲۷	ایک عجیب بات	۱۷۸
۲۸	ایک ولی کا چہرہ	۱۸۰
۲۹	عاشق کے آنسو بھی خوشبودار	۱۸۰
۳۰	اللہ تعالیٰ غیور ہیں	۱۸۲

اقتباس

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ لفظ اللہ اسم اعظم ہے اور امام طحاویؒ نے بھی اسکی تصدیق فرمائی حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ رتعالی کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس نام سے اگر کوئی دعا کی جائے تو اللہ تعالی اس دعاء کو یقیناً قبول فرما لیتے ہیں، لیکن ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ لفظ اللہ ہے تو یہ اسم اعظم مگر اسکو لینے والی زبان بھی ٹھیک ہونی چاہیئے، دیکھو گولی سے شیر تو مرتا ہے لیکن گولی کو اگر غلیل میں ڈال کر ماریں گے تو پھر تو چڑیا بھی نہیں مرے گی، ہے تو گولی وہ ہاتھی اور شیر کو مار سکتی ہے، لیکن غلیل میں ڈال کر مارو گے تو نہیں مار سکتی بندوق میں ڈالیں گے تب کام کرے گی، اسی طرح اسم اعظم ہے تو لفظ اللہ لیکن جھوٹی زبانوں سے نکلے گا تو اثر نہیں ہوگا، جس منہ سے انسان چغل خوری کرتا ہو، بہتان لگاتا ہو، دوسروں کے بارے میں بدزبانی کرتا ہو، بدکلامی کرتا ہو ایسی زبان سے یہ لفظ نکلے گا تو اسکی برکتیں ظاہر نہیں ہوں گی، برکتوں کے ظاہر ہونے کے لئے زبان ٹھیک ہونی چاہیئے، چنانچہ جب اللہ کے اولیا اس نام کو لیتے اور انکی سچی زبان سے یہ نام نکلتا تو پھر اسکی برکتیں ظاہر ہو جاتیں۔

﴿از افادات﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی زید مجدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد......!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ﴾ ’’ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے‘‘ اسکا بامحاورہ ترجمہ کیا جائے تو یوں بنے گا ’’ایمان والے اللہ رب العزت کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں‘‘ اللہ رب العزت سے محبت کرنا فرض عین ہے، یہ ایمان کی بنیاد ہے، حسن بصریؒ ایک عجیب بات فرماتے تھے کہ جس شخص نے اللہ رب العزت کو پہچانا وہ اس سے محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو پہچانا اس سے نفرت کیے بغیر رہ نہیں سکتا، کتب سابقین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندے! میں تجھے دوست رکھتا ہوں اپنے اس حق کے سبب سے جو تجھ پر ہے تو مجھے بھی اپنا دوست بنا لے، یہ محبت کا راستہ مختصر راستہ ہے۔

راہ برسوں کی طے ہوئی پل میں
عشق کا ہے بہت بڑا احسان

جو انسان عشق کے پروں سے اڑتا ہے یہ راستہ اسکے لئے بہت چھوٹا بنجاتا ہے۔

سائنس کی تحقیق

سائنس کہتی ہے کہ انسان کے پانچ حصے ہیں، علماء کے نزدیک چھ حواس ہیں پانچ تو وہ ہیں جو سائنس بھی مانتی ہے

(۱) باصرہ...... دیکھنے کی قوت

(۲) سامعہ...... سننے کی قوت

(۳) شامہ...... سونگھنے کی قوت

(۴) ذائقہ...... چکھنے کی قوت

(۵) لامسہ...... محسوس کرنے کی قوت۔

یہ تو سائنس بھی کہتی ہے ایک اور حس ہے جس کو کہتے ہیں

(۶) عقل وبصیرت۔

عقل اور معرفت بڑی نعمت

سائنس اسے نہیں مانتی ہم اسے مانتے ہیں، اور یہ چھٹی حس سب سے اعلی ہے اسلئے کہ پانچ حواس میں تو جانور بھی شامل ہیں، انسان کی جو امتیازی حیثیت ہے وہ چھٹی حس کی وجہ سے ہے، ہر حس کی اپنی لذتیں ہیں، لطف اور مزے کی بات ہے، عقل وبصیرت سے معرفت ملتی ہے اور معرفت کی لذتیں سب سے زیادہ ہوتی ہیں، مثال : ایک بہت خوبصورت پھول ایک آدمی دیکھتا ہے تو وہ اپنی بینائی کے بقدر اس سے لطف اندوز ہوگا جس کی بینائی ٹھیک ہے وہ تو دیکھ کے خوش ہوگا اسکے ظاہر کو اور جس کی بینائی ٹھیک نہیں جس کے پانچ نمبر کا چشمہ لگا ہو اور چشمہ بھی اسکے پاس نہ ہو تو اسکو تو پھول پوری طرح نظر بھی نہیں آئے گا پھول کی خوبصورتی وہی ہے جو اسکے حسن کو باریکی سے دیکھ رہا ہے وہ لذت پا رہا ہے اور جس کے سامنے اسکے حسن کی حقیقت نہیں کھلی وہ آدمی لطف اندوز ہونے سے قاصر ہے تو معرفت کی لذت سب لذتوں سے اعلی ہے لہذا جس انسان کو اللہ رب العزت کی معرفت نصیب ہوجائے اسکو وہ لذتیں ملتی ہیں جو لذتیں کسی اور طریقے سے ملنی ممکن ہی

نہیں ہوتیں، جب اللہ رب العزت کی معرفت سب سے بڑی نعمت ہے تو اس سے محرومی پھر سب سے بڑا عذاب ہو۔

عذاب الیم

اسی لئے سب سے بڑی سزا اللہ رب العزت قیامت کے دن نافرمانوں کو اپنے دیدار سے محروم فرمادیں گے یہ جہنم میں بھیجنے سے بھی بڑی سزا ہے اللہ رب العزت ہمکلامی سے بھی محروم فرمادیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنَ﴾ پڑے رہو پھٹکارے ہوئے دفع دور ہو جاؤ خبردار مجھ سے گفتگو مت کرو اور اس کے بعد کوئی بندہ اللہ رب العزت سے ہمکلامی نہیں کر سکے گا قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ﴿لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلامی نہیں فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ کا ہم کلامی سے انکار فرما دینا اور کسی شخص کو اپنے دیدار سے محروم کر دینا یہ سب سے بڑی سزا ہے۔

نبی علیہ الصلوۃ والسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر پر ہی تھیں آپ نے وہ رات وہیں بسر کی ام مؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی علیہ السلام ایک بستر پر آرام کر رہے تھے مجھے اپنے چہرے کے اوپر کوئی گرم گرم چیز پڑتی نظر آئی، میںنے ہاتھ لگایا تو اٹھ بیٹھی میںنے دیکھا کہ اللہ کے محبوب کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور میرے رخسار پر پڑ رہے تھے میںنے پوچھا اے اللہ کے محبوب مَاذَا يُبْكِيْكَ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا حفصہ سن نہیں رہی ہو تمہارا بھائی ابن عمر تہجد میں قرآن پڑھ رہا ہے اور ابھی اسنے یہ آیت پڑھی ﴿كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ حفصہ مجھے اس آیت نے رلا دیا تو اللہ رب العزت کا کسی بندے کو اپنے دیدار سے محروم کر دینا یہ سب عذابوں سے بڑا عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی کو اپنا دیدار کروا دینا یہ سب انعامات سے بڑا انعام ہے،

اہل جنت کے لئے انعام

حدیث پاک میں آتا ہے کہ جنتی لوگوں کو بڑا انعام یہ ملے گا [اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَدْخُلُوْنَ عَلَی الْجَبَّارِ کُلَّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ فَیَقْرَأُ عَلَیْھِمُ الْقُرْآن] "جنتی لوگ اللہ رب العزت کے حضور دن میں دو مرتبہ پیش ہوں گے اور پروردگار ان جنتیوں کو خود قرآن سنائیں گے" وہ مجلس کیسی ہوگی، اس کے لطف اور مزے کیسے ہوں گے آج کوئی اچھے قاری قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں دل پہ عجیب سی کیفیت ہوجاتی ہے تو جب اللہ رب العزت اپنا کلام خود سنائیں گے اور ایمان والے سننے والے ہوں گے تو سوچئے کہ لذت کا کیا عالم ہوگا اس لئے کچھ لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے ﴿وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ. اِلٰی رَبِّھَا نَاظِرَۃٌ﴾ کتابوں میں لکھا ہے قبروں سے اٹھیں گے اور اللہ رب العزت کا دیدار ان کو نصیب ہوگا ٹکٹکی لگا کر اپنے مالک کا دیدار کرنے لگ جائیں گے، ﴿لَا یَحْزُنُھُمُ الْفَزَعُ الْاَکْبَرُ﴾ تو جنت میں سب سے بڑی لذت والی چیز اللہ رب العزت کا دیدار نصیب ہونا ہے اسلئے ارشاد فرمایا ﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ آج دنیا کے بادشاہ جلوہ افروز ہوں تو محفل سجاتے ہیں تو جب مالک الملک جلوہ افروز ہوں گے تو محفل کیسی سجی ہوگی اس لئے اللہ رب العزت کا قرب اور اسکے دیدار کی لذت پانے کی دعا اکثر کرنی چاہئے رابعہ بصریہ کو کسی نے دعا دی کہ اللہ رب العزت تجھے جنت عطا فرمادے آگے سے جواب فرمایا (الجار ثم الدار) کہ گھر کی دعاء بعد میں کرنا پہلے پڑوسی کی بات کرنا کہ میرا پڑوسی کون بنے گا؟ اسلئے قرآن مجید میں فرمایا ﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾ "اللہ کی رضا سب سے بڑھی ہوئی ہے" چنانچہ اللہ رب العزت کا راضی ہوجانا مومن کے لئے سب سے بڑی خوشی ہے۔

چند خوشی کے آنسو

جب انسان کو جب کوئی بڑی خوشی ملتی ہے تو خوشی سے آنسو نکل آتے ہیں ایک ہوتا ہے غم کا رونا ایک ہوتا ہے خوشی کا رونا، کسی عارف نے ایک پتھر کو دیکھا رو رہا تھا پوچھا کہ کیوں روتے ہو کہنے لگا کہ روتا اسلئے ہوں کہ کہیں جہنم کا ایندھن نہ بنا دیا جاؤں انہوں نے دعا کر دی کہ اللہ اس پتھر کو آپ جہم کا ایندھن نہ بنا دیجئے گا دعاء قبول ہوگئی، بزرگ نے اسے خوشخبری سنا دی اور چلے گئے جب واپس آئے تو دیکھا کہ پھر رو رہا ہے پوچھا اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا: کہ حضرت پہلا رونا بکاء الخوف تھا'' وہ خوف کا رونا تھا'' اور ھذا ابکاء السرور'' یہ سرور کی وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا مالک راضی ہوگیا'' اب مجھے جہنم میں نہیں ڈالے گا یہ خوشی کا رونا ہے تو خوشی سے بھی آنسوں نکل آتے ہیں۔

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں نبی علیہ السلام نے بلا کر فرمایا کہ مجھے سورۂ بینہ سناؤ حدیث پاک کے الفاظ کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ مجھے سورہ بینہ سناو بڑے سمجھدار تھے آگے سے پوچھتے ہیں کہ اے اللہ کے محبوب [أالله سماني] کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لیکر فرمایا؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا [نعم الله سماك] اللہ تعالی نے تمہارا نام لیکر کہا کہ ابن سعد سے کہو قرآن سنائے محبوب آپ بھی سنیں گے اور میں پروردگار بھی سنوں گا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے آپ رونے لگے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح یہ تری مہربانی

جنت کن کو ملے گی

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے جو کچھ گھر میں تھا وہ سب کچھ محبوب کی خدمت میں پیش کر چکے ہیں اوپر سے جبرئیل علیہ السلام

اترتے ہیں نبی علیہ السلام کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے اللہ کے نبی اللہ رب العزت نے بھیجا ہے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل سے اتنا خوش ہیں کہ آسمان میں سب فرشتوں کو حکم ہوا کہ تم بھی ٹاٹ کا لباپہنو وہی لباس پہن کر حاضر ہوا ہوں اور اللہ تعالی نے بھیجا ہے کہ جاؤ پوچھ کر آؤ کہ کیا ابو بکر اس حال میں مجھ سے خوش ہے؟ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سنا انکی آنکھو میں آنسو آگئے کہنے لگے میں اپنے رب سے ہر حال میں راضی ہوں تو جس کو یہ پتہ چل جائے کہ اللہ رب العزت مجھ سے راضی ہیں اس سے بڑی خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی اسی لئے جس کے دل میں یہ غم لگا ہو کہ اللہ تعالی راضی ہو جائیں تو اسکو چاہیئے کہ گناہوں سے بچے اور دل میں اللہ سے ڈرے اللہ رب العزت ایسے بندے کو جنت عطا فرمائیں گے ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾ بلکہ عام مومنین کو ایک جنت اور خائفین کو اللہ تعالی دو جنتیں عطا فرمائیں گے جیسے لوگوں نے ایک گھر بنایا ہوتا ہے اور ایک مہمان خانہ بنایا ہوتا ہے لگتا ہے کہ ان خائفین کو اللہ تعالی اس طرح باجماعت جانے کی توفیق دیں گے کہ ان کا گھر اپنا علیحدہ ہوگا اور انکی مہمان نوازی کا سلسلہ علیحدہ ہوگا تو اسلئے مقصود حقیقی اللہ رب العزت کی رضا ہے ؎

ہمہ شہر پر ز خوباں منم و خیال ماہ
چہ کنم کہ چشم یک بیں نہ کند بکس نگاہ

(سارا شہر حسینوں سے بھرا پڑا ہے میں ہوں اور میرے محبوب کا خیال ہے میں کیا کروں جو ایک آنکھ والا ہوتا ہے وہ ہمیشہ ایک ہی کی شکل کو دیکھتا ہے) تو سالک بھی حقیقت میں یک چشم ہو جاتا ہے، کیا مطلب؟ اسکی نگاہیں فقط مطلوب پر مرکوز ہو جاتی ہیں اللہ رب العزت بھی اسکا مطلوب حقیقی اور مقصود بن جاتا ہے اسکے دل سے یہ نکلتا ہے کہ خداوندا:

مقصود من توئی و رضائے تو مرا محبت و معرفت ذوق و شوق خود بدہ

عشق حقیقی اور عشق مجازی

آج دنیا میں دو سوچیں رکھنے والے ہیں ایک طرف دنیادار ہیں دنیا کی طرف بلانے والے، فلموں میں کام کرنے والے، گانا گانے والے، دنیا کے متوالے کبھی انکی شکلیں دیکھیں ان سے کیسی نحوست برس رہی ہوتی ہے، اور دوسری طرف انبیاء کرام اور انکے غلام ہیں، وہ فسق کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ والے عشق کی طرف بلاتے ہیں، عشق حقیقی عشق ہے، اور عشق مجازی حقیقت میں فسق ہے، تو انبیاء کرام تو عشق کی طرف بلاتے ہیں اور یہ اہل دنیا انسان کو فسق کی طرف بلاتے ہیں، ذرا انکے چہروں کا تصور کیجئے آپ دیکھیں گے کہ جو دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں انکے چہروں پر نحوست برس رہی ہوتی ہے، جب کہ اللہ والوں کے چہروں کے اوپر اللہ کی رحمتیں برس رہی ہوتی ہیں ﴿اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا﴾ انکے سامنے انکے برے عملوں کو بھی شیطان اچھا بنا کر پیش کردیتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ کھاؤ پیو مزے اڑاؤ اور دوسری طرف اولیائے کرام ہیں جو کہتے ہیں کہ محنت کرو رب کو مناؤ تو یہ دوراستے ہیں ہمیں چاہیئے کہ ہم محنت کر کے اپنے رب کو منانے کی کوشش کریں، اللہ رب العزت کی محبت جس کو نصیب ہوگئی وہ بڑا خوش نصیب انسان ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا﴾ رحمٰن کے بارے میں جاننے والوں سے پوچھو جیسے پھول کے بارے میں کوئی پوچھنا چاہے تو بلبل سے پوچھے، گدھ کو کیا پتہ کہ پھول کیا چیز ہے جس کے دماغ کے اندر مردار کی بو بھری ہوتی ہے اسکو پھول کی خوشبو سے کیا واسطہ۔

ایک نکتہ کی بات

اللہ رب العزت کی محبت کی باتیں بھی عجیب ہیں طالب علموں کے لئے ایک علمی نکتہ، اللہ تعالی نے کہیں اپنے لئے انا کا لفظ ارشاد فرمایا اور کہیں نحن کا لفظ استعمال فرمایا، ایک واحد کا صیغہ اور ایک جمع کا صیغہ، یاد رکھیں جب اللہ رب العزت اپنی ذات کے بارے میں کہیں کلام فرماتے ہیں تو انا کا صیغہ استعمال

فرماتے ہیں اور جب ذات اور صفات کا تذکرہ فرماتے ہیں تو نحن کا صیغہ استعمال فرماتے ہیں اسلئے فرمایا ﴿اِنَّنِیْ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ﴾ یہاں مجرد ذات کا تذکرہ ہے اور جہاں صفات بھی شامل ہوتی ہیں وہاں اللہ رب العزت فرماتے ہیں ﴿ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْھِمْ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾ اب تجرد ذات کے ساتھ صفات بھی شامل ہو گئیں۔

اللہ کی بندوں سے محبت

اللہ تعالیٰ کو اپنے عاشقین سے اتنی محبت ہے کہ جب قرآن مجید میں چاہنے والوں کا تذکرہ کیا تو ارشاد فرماتے ہیں ﴿یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے، عجیب بات ہے عقل کہتی ہے کہ یوں کہنا چاہیئے تھا یہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے مگر نہیں محبت چیز ہی کچھ اور ہے، پروردگار عالم کو اپنے عشاق سے اتنا پیار ہے ارشاد فرمایا ﴿ یُحِبُّھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی﴾ ''اللہ ان بندوں سے محبت کرے گا ویحبو نہ اور یہ بندے اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے'' اپنی محبت کو مقدم فرمایا۔

الفت میں جب مزا ہے کہ ہوں دونوں بیقرا
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہو گئی

اسلئے خوش نصیب ہے وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ سے ٹوٹ کر پیار کرے۔

عاشقین رب کے لئے چار انعام

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقین کو دنیا میں چار انعام عطا فرماتے ہیں:

(۱)...... انکو بغیر خاندان کے عزت عطا فرماتے ہیں، کچھ لوگوں کو تو عزت خاندان کی وجہ سے ملتی ہے، حسب نسب کی وجہ سے ملتی ہے لیکن جو اللہ کا بنجاتا ہے اللہ تعالیٰ خاندان کے بغیر اسکو عزتیں عطا فرما دیتے ہیں، اگر وہ معمولی ذات کا بندہ بھی ہو تو اللہ رب العزت اسکی محبت ایسی دل میں بٹھاتے ہیں کہ اسکو عزتیں نصیب

فرمادیتے ہیں۔

(۲)......بغیر کسب کے اللہ تعالی اسکو علم عطا فرمادیتے ہیں، ایک علم تو کسبی ہوتا ہے جو درس وتسدریس اور مدارس کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں اور ایک علم وہبی ہوتا ہے ﴿ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴾ وہ علم لدنی ہوتا ہے، تو اللہ تعالی علم لدنی عطا فرمادیتے ہیں۔

(۳)......اللہ تعالی اسکو بغیر مال کے غنی بنادیتے ہیں، وہ ہوتا ظاہر میں فقیر ہے لیکن دل اس کا بڑا امیر ہوتا ہے، امیروں کے پاس بھی ایسے دل نہیں ہوسکتے جو اللہ تعالی اپنے ولیوں کو عطا فرمادیتے ہیں۔

(۴)......اور اللہ تعالی انکو بغیر جماعت کے انس عطا فرمادیتے ہیں،

عاشقین کے ساتھ اللہ کا برتاؤ

اپنے چاہنے والوں کے ساتھ اللہ تعالی کا معاملہ جدا ہے، دیکھئے عام لوگ جو مہمان آتے ہیں تو آدمی اپنے خادم یا نوکر سے کہدیتا ہے کہ انکو پانی پلاؤ لیکن جب قریبی آدمی یا رشتہ دار ہوتے ہیں تو خود جگ ہاتھ میں لیکر پلا رہا ہوتا ہے یہ عزت افزائی کا معاملہ ہوتا ہے جنت میں چار گروہ ہوں گے،

(۱)......ایک گروہ تو وہ ہوگا کہ جن کو جنت کے خدام مشروب پلائیں گے ﴿وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴾ یہ جنت کے نوکر چاکر خادم ہوں گے یہ انکو مشروب پلائیں گے،

(۲)......پھر ایک اور جماعت ہوگی جن کو ملائکہ مشروب پلائیں گے ﴿بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ اللہ کے فرشتے پلا رہے ہوں گے۔

(۳)......اور ایک ایسی جماعت ہوگی کہ جنت کے داروغہ انکو مشروب پلائیں گے ﴿وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ﴾ اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا کہ داروغۂ جنت خود انکو مشروب پلائیں گے۔

(۴)...... لیکن ایک جماعت ایسی ہوگی جنکے بارے میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ اور انکا پروردگار انکوشراب طہور پلائے گا ﴿اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا﴾ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ جنت میں اللہ تعالی ایک صائم الدھر کو دیکھ کر مسکرائیں گے اور مسکرا کر فرمائیں گے اے میرے وہ عاشق جو پیتا نہ تھا اب پی لے جو کھاتا نہ تھا اب کھالے ﴿نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ﴾ اب تو میرا مہمان ہے میں تیرا میزبان ہوں، کیسی عجیب وہ محفلیں ہوگیں اور کیسی وہ زندگی ہوگی۔

ایمان والوں کی پہچان

چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں قرآن مجید میں ایمان والوں کی علامات بتادیں کہ ایمان والے کون ہوتے ہیں؟ ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾ بیشک ایمان والے وہ ہوتے ہیں کہ جن کے سامنے اللہ کا تذکرہ ہوتا ہے اللہ کا نام لیا جاتا ہے، نام سن کر انکے دل مچل اٹھتے ہیں،

ایکدم بھی محبت چھپ نہ سکی
جب تیرا کسی نے نام لیا

اللہ تعالی کا نام سنتے ہیں تو اہل عشق تڑپ اٹھتے ہیں ایک وجد کی سی کیفیت ہوجاتی ہے اللہ تعالی کی محبت میں مچل جاتے ہیں۔

ذکر کا حکم قرآن مجید میں

اللہ تعالی نے اپنے نام کا ذکر کرنے کا قرآن مجید میں حکم فرمایا یہ نکتے کی بات ہے ارشاد فرمایا ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ذکر کر اپنے رب کے نام کا اب کوئی بندہ اگر نام پوچھے کہ تمہارے رب کا کیا نام ہے تو ہم کیا نام بتائیں گے اللہ یہ اللہ رب العزت کا ذاتی نام ہے، یہ سید الاسماء ہے اس نام میں بڑی برکت ہے رب کریم خود ارشاد فرماتے ہیں، تبارک اسم ربک برکت والا نام ہے تیرے رب کا

ہم بھی روز نماز میں پڑھتے ہیں [سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ] برکت والا تیرا نام ہے اللہ تعالی کا نام برکت والا اللہ تعالی کی ذات بھی برکت والی ارشاد فرمایا ﴿ تَبَارَکَ الَّذِی بِیَدِہِ الْمُلْکُ ﴾ برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے ملک تو اللہ تعالی کا نام بھی برکت والا اور اللہ تعالی کی ذات بھی برکت والی لہذا اللہ تعالی نے اپنے نام کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا اور ہمارے مشائخ نقشبند کا یہی طریقہ ہے ہمارے یہاں اسم ذات (اللہ اللہ) کا ذکر سمجھاتے ہیں لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے آٹھ پہر ہو اللہ اللہ اللہ اللہ اتنا ذکر کرے کہ اس ذکر مین انسان سب کچھ بھول جائے

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانہ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم سے تیرے دل شاد رہے
سب کو نظر سے اپنی گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے

تو یہ اللہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرے کہ یہ اللہ اللہ کی محبت دل میں رچ بس جائے۔

اللہ رب العزت کے ناموں کی تقسیم

اللہ رب العزت کا ذاتی نام اللہ ہے اور باقی صفاتی نام ہیں ایک حدیث کے مطابق ننانوے ہیں اور احادیث میں اور بھی صفاتی نام آئے ہیں، اللہ تعالی کے صفاتی ناموں کی انتہا نہیں جب اللہ تعالی کی صفات کی انتہا نہیں تو صفاتی ناموں کی بھی انتہا نہیں اسلئے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ میں آپ کے ہر اس صفاتی نام کی برکت سے دعاء مانگتا ہوں جس کا علم آپ نے اپنے انبیاء کو دیا مقربین کو دیا ملائکہ کو دیا اور اے اللہ جسکا علم آپنے کسی کو نہیں دیا فقط آپ کو معلوم ہے اے اللہ میں اس صفاتی نام کی برکت سے بھی دعا مانگتا ہوں

جسکے ناموں کی نہیں ہے انتہا
ابتدا کرتا ہوں اسکے نام سے

تو صفاتی ناموں کی تو انتہا نہیں تا ہم ننانوے نام تو حدیث مبارکہ میں آئے ہیں ﴿وللّٰہِ الاَسمَآءُ الحُسنٰی فَادعُوہُ بِھَا﴾ لیکن ایک نام ذاتی نام ہے وہ ہے اللّٰہ اور ہمارا چونکہ ذکر وہی ہے اسم ذات کا اسلئے آج اسی نام کو کچھ کھولنے کا ارادہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ جی کیا ذکر اللہ اللہ کا کرتے رہتے ہیں، بھائی آپ کو کیا تکلیف ہے، ذکر ہم کرتے ہیں۔

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

اللہ ہم تو آپ کے نام کے عاشق ہیں آپ کا نام رٹیں گے اسی نام کو صبح وشام جپیں گے، اسی کو دل میں اتاریں گے، یہ نام اتنا پسندیدہ بنجا تا ہے انسان اس کو سن کر تڑپ اٹھتا ہے اس ذات نے اپنے لئے ایسا نام منتخب فرمایا کہ اگر اسکے حصے بھی کر دیئے جائیں تو بچنے والا آخری حرف بھی اللہ ہی کی طرف اشارہ کرے گا۔

رب کو کس نام سے پکاریں؟

یا اللہ کہہ کر پکارنے میں زیادہ مزا ہے دعا میں اکثر یا اللہ یا اللہ کہہ کر پکارتے ہیں کیوں؟ حکمت ہے یا رحمٰن کہہ کر پکارا تو اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو پکارا باقی صفات کا تذکرہ اسمیں نہیں آیا ستاری کا تذکرہ نہیں آیا غفاری کا تذکرہ نہیں آیا رحمٰن صفت رحمت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فقط ایک صفت کی طرف یا ستار کہہ کر پکارا تو صفت ستاری کی طرف اشارہ ہوا رحمت کی طرف نہیں ہوا تو صفاتی ناموں سے پکاریں تو ایک ایک صفت کی طرف اشارہ ہوگا جب مؤمن ﴿یا اللہ﴾ کہہ کر پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے اسلئے حروف ندا میں سے یا سب سے کامل ہے طلبا بیٹھے ہیں جانتے ہیں کہ یہ قریب اور بعید

دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے، واہ میرے مولی ندا کا لفظ بھی ایسا کہ جو کامل اور لفظ اللہ کا نام بھی ایسا جو سب سے کامل تو جب ہم یا اللہ کہتے ہیں تو ذرا اسکا مفہوم دل ودماغ میں سوچ کر دیکھیں کہ ہم اللہ رب العزت کی تمام صفات کو سامنے رکھ کر اسکو پکار رہے ہوتے ہیں۔

ذاتی اور صفاتی نام کا ایک اور فرق

اللہ رب العزت کے نام کی عجیب برکتیں ہیں چنانچہ اس نام کے لینے پر بندے کو ایمان ملتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی نے کلمہ یوں پڑھا لا الہ الا الرحیم یا لاالہ الا الرحمٰن تو علماء فرماتے ہیں کہ اسکے ایمان کی تصدیق نہیں کی جاسکتی کیوں؟ کہ یہ نام دوسروں کے لئے بھی استعمال ہوسکتا ہے جیسے رؤوف الرحیم یہ لفظ اللہ تعالی نے اوروں کے لئے بھی استعمال کیا تو اگر صفاتی ناموں کے ساتھ کلمہ پڑھیں گے تو ایمان کی تصدیق نہیں کی جائے گی ہاں جب لا الہ الا اللہ کہیں گے اللہ کا نام جب لیا جائے گا، بندے کو ایمان کی دولت تب نصیب ہوگی، کیسا عجیب نام ہے، اس نام کی برکت سے بندوں کو ایمان کی دولت ملتی ہے، اس لئے اللہ تعالی نے جہاں اپنے دوستوں کا تذکرہ کیا یا دوستی کا تذکرہ کیا وہاں صفاتی نام کی بجائے ذاتی نام استعمال کیا، ارشاد فرمایا ﴿ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ﴾ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اللہ دوست ہے ایمان والوں کا تو جہاں اپنی دوستی کی بات کہنی تھی تو پروردگار عالم نے اپنے صفاتی نام استعمال کرنے کی بجائے ذاتی نام استعمال فرمایا۔

عبادات کی ابتدا اللہ کے ذاتی نام سے

عجیب مزے کی بات اذان کا شروع بھی اللہ کے نام سے اور اذان کا اختتام بھی اللہ کے نام سے مؤذن شروع میں کہتا ہے اللہ اکبر اور آخر بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه تو اللہ کے نام سے ابتدا اور اللہ کے نام سے انتہا اقامت کی بھی ابتدا اللہ

کے نام سے اور انتہا اللہ کے نام پر چنانچہ اقامت اللہ اکبر سے شروع کی اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ پر ختم کرتے ہیں تو نماز کی ابتدا بھی اللہ کے نام سے اور انتہا بھی اللہ پر اقامت کی ابتدا بھی اللہ کے نام سے اور انتہاء بھی اللہ کے نام پر اور تحریمہ کی ابتدا بھی اللہ اکبر سے اور نماز کا اختتام بھی اللہ کے نام پر سلام پر ہوتا ہے (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللہ) تو

اللہ کے نام سے اذان کی ابتدا ہے

اللہ کے نام پر اذان کی انتہا ہے

اللہ کے نام سے اقامت کی ابتدا ہے

اللہ کے نام پر اقامت کی انتہا ہے

اللہ کے نام سے نماز کی ابتدا ہے

اللہ کے نام پر نماز کی انتہا ہے...... معلوم ہوا کہ ہر چیز کے اول و آخر اللہ نے اسی نام کو پسند فرمایا اسلئے قرآن پاک میں سبق سکھا دیا کہ جو اچھے بندے ہیں وہ کہتے ہیں ﴿اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُكِي وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِي﴾ آگے کیا کہا للہ اللہ کے لئے اور نام بھی تو استعمال ہو سکتے تھے مگر ذاتی نام استعمال فرمایا ﴿للہ﴾ اللہ کے لئے۔

شیطان کا حملہ ہوتا ہے بندے پر تو بندہ اپنے پروردگار سے مدد مانگتا ہے چوں کہ اللہ تعالیٰ کو شیطان سے ذاتی دشمنی ہے اسلئے جب دشمن کی بات چلی تو پروردگار نے اپنے بندوں کو کہا کہ اگر تم نے پناہ مانگنی ہے تو پناہ مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ یوں پڑھو ﴿اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾ تو پناہ مانگی تو کس نام سے مانگی گئی اللہ کے نام سے چوں کہ شیطان ذاتی دشمن تھا اسکے متعلق پناہ مانگنی تھی تو پروردگار نے فرمایا کہ میرا ذاتی نام لیکر دعاء مانگنا، کیا کہنا فاستعذ باللہ۔

بسم اللہ میں اللہ نے اپنا ذاتی نام استعمال کیا بسم اللہ کا کیا مطلب؟ اللہ کے نام کے ساتھ یہاں اللہ کے نام کی برکتیں دیکھو "ب" جب لکھتے ہیں تو یہ لیٹی

ہوئی ہوتی ہے بچپن میں استاذ پڑھاتے ہیں الف کھڑی ہوتی ہے اور ''ب'' لیٹی ہوئی ہوتی ہے، تو ب لیٹی ہوئی ہوتی ہے عام دستور کے مطابق لیکن جب بسم اللہ میں ''ب'' لکھی جاتی ہے تو یہ لیٹی حالت میں نہیں لکھی جاتی بلکہ کھڑی حالت میں لکھی جاتی ہے علماء نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اتنی برکت ہے کہ اگر لیٹی ہوئی ''ب'' اللہ کے نام کے ساتھ نتھی ہو جاتی ہے یہ نام لیٹی ہوئی ب کو بھی کھڑا کر دیتا ہے اے بندے اگر تو اللہ سے نتھی ہو جائے گا اللہ تجھ گرے ہوئے کو کیوں نہیں اٹھالیں گے، اللہ تعالیٰ کے نام میں بھی برکتیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں بھی برکتیں ہیں۔

اللہ کا نام منفرد ہے

لطف اور مزے کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ نام تاریخ انسانیت میں کبھی بھی غیر اللہ کے لئے استعمال نہیں ہوا کئی لوگوں نے خدائی کے دعوے کئے لیکن اللہ کا لفظ کو یہ استعمال نہ کر سکا قرآن مجید میں تذکرے بھی ہیں فرعون نے یہ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پروردگار کے لئے تو اللہ کا نام آج تک غیر اللہ کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے تو صرف اللہ رب العزت کے لئے استعمال ہوا میرے مالک آپ کتنے کریم ہیں کہ آپ نے اپنے نام کو صرف اپنے لئے خالص فرمالیا۔

قیامت کب آئے گی

اس نام کی برکتوں کا اندازہ لگایئے حدیث پاک میں آتا ہے کہ یہ دنیا اس وقت تک قائم ہے جب تک کہ آخری ایک بھی کوئی اللہ اللہ کہنے والا بندہ ہوگا حتی یقال فی الارض اللہ اللہ گویا اللہ کے نام کی برکت نے دنیا کو ٹوٹ پھوٹ سے بچایا ہوا ہے حدیث پاک میں آتا ہے ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہے کہ جب بھی تم میرے بندوں میں سے میرا

نام سنو گے تو چالیس سال تم نے سور کو پھونکنے میں تاخیر کر دینی ہے، ہر دفعہ اللہ کا نام سنو اور سور پھونکنے میں تاخیر کرتے رہو جب آخری بندہ اللہ کا نام کہنے والا ہوگا اسرافیل علیہ السلام نام سنیں گے اسکے چالیس سال تک انتظار کریں گے ہے کوئی اللہ کا نام پکارنے والا جب کوئی بھی نہیں ہوگا تب سور پھونکیں گے تب اللہ تعالیٰ قیامت برپا فرمادیں گے، یہ کیسا عجیب نام ہے اس نام کو سن کر سور کا پھونکنا چالیس سال کے لئے مؤخر کر دیا جاتا ہے۔ اے بندے ! اگر اس نام کو سن کر فرشتے کو حکم ہے کہ تم سور کو پھونکنے میں تاخیر کر دینا اگر ہم صبح وشام اس نام کو چپیں گے رٹیں گے کیا اللہ تعالیٰ پریشانیوں کے بھیجنے میں تاخیر نہیں فرمائیں گے۔

حضرت عیسیٰؑ اور لفظ اللہ

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام مُردوں کو تھوڑی دیر کیلئے زندہ فرمادیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انکو یہ معجزہ دیا تھا، تو وہ کس نام سے زندہ کیا کرتے تھے؟ [قم باذن اللہ] "اللہ کے اذن سے کھڑا ہوجا" سبحان اللہ اگر اللہ کا یہ لفظ مُردوں کو جسمانی طور پر بھی زندہ کرنے کی طاقت اور برکت رکھتا ہے تو کیا روحانی مُردوں کو زندہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا؟ لیکن اس اللہ کے نام کو دل پر گذاریں تو سہی وہ مردے کے سامنے کہتے تھے اور مردہ زندہ ہوتا تھا ہم مردہ دل میں سے اسکو گذاریں۔ مراقبے میں کیا کرتے ہیں؟ کہ دل اللہ اللہ کہہ رہا ہے اس لئے پھر یہ دل زندہ ہوجاتا ہے۔

جنت میں حمد

امام رازیؒ کا قول ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کیا اور انہوں نے اردگرد کے ماحول کو دیکھا تو پہلا کلام جو آدم علیہ السلام کی زبان سے نکلا وہ تھا الحمدُ للہ اسم ذات کے ساتھ اللہ کی تعریف کی اور انہیں کی اقتدا میں جب جنتی لوگ جنت میں جائیں گے تو داخلہ کے وقت

کہیں گے الحمد للہ رب العلمین، ﴿وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْ رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا﴾ پڑھو قرآن اور پھر سمجھو اللہ کی شان تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ﴿وَتَرَى الْمَلٰئِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ﴾ اور آخیر میں فرمایا ﴿وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ﴾ فرشتے بھی اللہ کے نام سے اسکی حمد بیان کرتے ہیں جنتی بھی جنت میں جا کر اسکے نام کی حمد بیان کریں گے۔

اسم اعظم کی تحقیق

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ لفظ اَللّٰہ اسم اعظم ہے اور امام طحاویؒ نے بھی اسکی تصدیق فرمائی حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اس نام سے اگر کوئی دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دعاء کو یقیناً قبول فرما لیتے ہیں، لیکن ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ لفظ اَللّٰہ ہے تو یہ اسم اعظم مگر اسکو لینے والی زبان بھی ٹھیک ہونی چاہیئے، دیکھو گولی سے شیر تو مرتا ہے لیکن گولی کو اگر غلیل میں ڈال کر ماریں گے تو پھر تو چڑیا بھی نہیں مرے گی، ہے تو گولی وہ ہاتھی اور شیر کو مار سکتی ہے، لیکن غلیل میں ڈال کر مارو گے تو نہیں مار سکتی بندوق میں ڈالیں گے تب کام کرے گی، اسی طرح اسم اعظم ہے تو لفظ اَللّٰہ لیکن جھوٹی زبانوں سے نکلے گا تو اثر نہیں ہوگا، جس منہ سے انسان چغل خوری کرتا ہو، بہتان لگاتا ہو، دوسروں کے بارے میں بدزبانی کرتا ہو، بدکلامی کرتا ہو ایسی زبان سے یہ لفظ نکلے گا تو اسکی برکتیں ظاہر نہیں ہوں گی، برکتوں کے ظاہر ہونے کے لئے زبان ٹھیک ہونی چاہیئے، چنانچہ جب اللہ کے اولیا اس نام کو لیتے اور انکی سچی زبان سے یہ نام نکلتا تو پھر اسکی برکتیں ظاہر ہو جاتیں۔

مشائخ نقشبند کا معمول

مشائخ نقشبند دل پر انگلی رکھ کر اللہ کہتے ہیں اگر داہنے ہاتھ کے پنجے کو دیکھا جائے تو یہ اسم جلالہ کی شکل رکھتا ہے تو ہمارے مشائخ اللہ کے نام کی شکل انگلی سے بنا کر سالک کے دل پر رکھتے ہیں حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاریؒ پر اللہ نے یہ راز کھولا چنانچہ وہ سالک کے دل پر انگلی رکھ کر اللہ تعالیٰ نے جو انکو روحانی توجہ دی تھی اس توجہ سے اللہ کا لفظ کہتے تھے [كَانَ يَنْقُشُ اِسْمَ اللّٰهِ تَعَالىٰ عَلٰى قُلُوْبِ السَّالِكِيْنَ] یوں محسوس ہوتا تھا سالک کو جیسے میرے دل پر کسی نے اللہ کے نام کو نقش کر دیا، انکا بہاؤ الدین تھا مگر نقشبند مشہور ہو گئے تھے اللہ تعالیٰ کے نام کا دل میں نقشبند کر دیا کرتے تھے اور بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب لوہے کے دو ٹکڑوں کو ویلڈ کرنا ہو تو ایک راڈ ہوتا ہے جس کے وولٹیج بہت ہائی ہوتے ہیں جب ہائی وولٹیج راڈ کو جیسے ہی لگاتے ہیں تو بس اسپارک ہوتا ہے اور دو ٹکڑے آپس میں جڑ جاتے ہیں یہ اللہ والے بھی ایسے ہی کرتے ہیں انکے اندر روحانیت کا ہائی وولٹیج ہوتا ہے یہ انگلی کو راڈ بنا کر اللہ کی شکل میں بندے کے دل پر لگاتے ہیں بندے کے دل پر اللہ تعالیٰ کا تعلق نصیب ہو جاتا ہے، اسلئے خواجہ فضل علی قریشیؒ فرماتے تھے کہ جس دل پر یہ انگلی لگ گئی اسکو ایمان کے بغیر موت نہیں آسکتی ان شاء اللہ

اسم ذات کہاں کہاں استعمال ہوا

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے لئے اپنے ذاتی نام کو پسند فرمایا ارشاد فرمایا

(۱)......﴿ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ﴾ ﴿وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾ ﴿وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ فضل کا، ایک اور جگہ ذکر فرمایا ﴿قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ﴾،

(۲)......اسی طرح رحمت کیلئے بھی اسی نام کو پسند فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ﴾، سکینہ، رحمت، برکت نازل کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اسم ذات کو پسند کیا فرمایا ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾،

(۳)......دنیا وآخرت کے ثواب کا تذکرہ کیا تو اپنے اسم ذات کو پسند فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا ﴿فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾

(۴)......جہاں بندوں کو نیک اعمال کی توفیق دی تو انکے لئے اسم ذات کو پسند فرمایا ﴿وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾

(۵)......عبادت کا تذکرہ ہوا تو اسم ذات کو پسند فرمایا، ﴿اُعْبُدُوا اللّٰهَ﴾ ”عبادت کرو اللہ کی“

(۶)......چنانچہ کمال کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف فرمائی فرمایا ﴿وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا﴾،

(۷)......اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان جتلانے کیلئے اسم ذات کو پسند فرمایا ارشاد فرمایا ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾، اور ایک جگہ فرمایا ﴿كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا﴾ اور ایک جگہ فرمایا ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ﴾ تو تمام جگہوں پر احسان ذاتی ناموں سے جتلایا

(۸)......جہاں مومنون کی تائید اور نصرت کا وعدہ فرمایا ﴿وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ﴾

(۱۰)......جب کسی کو ملک دیا تو اسم ذات کو استعمال کیا ﴿وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَاءُ﴾ س اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرمادیتا ہے،

(۱۱)......مدد مانگنے کے لئے اسی اسم ذات کو پسند فرمایا ﴿وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا﴾ اتو مدد مانگنا کس سے سکھایا گیا؟ اللہ سے۔

(۱۲)......چنانچہ اللہ رب العزت بندوں کا امتحان لیتے ہیں تو اسی نام کو پسند فرمایا ارشاد فرمایا ﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ﴾ اسم ذات کو امتحان کے لئے پسند فرمایا

(۱۳)......حدود شرعیہ کا تذکرہ ہوا تو فرمایا ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں،

(۱۴)...... تعظیم اشیا کا تذکرہ فرمایا ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ﴾ جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرتا ہے

(۱۵)...... حرام اور حلال کا تذکرہ فرمایا اسم ذات کے ساتھ ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ﴾

(۱۶)...... جہاں مہر جباریت لگانے کا تذکرہ ہوا اپنے اسم ذات کو استعمال فرمایا ﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ﴾ اللہ نے ذاتی نام کو استعمال فرمایا

(۱۷)...... چنانچہ جہاں خشیت کا تذکرہ ہوا اپنے ذاتی نام کا تذکرہ فرمایا ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾

(۱۸)...... جہاں بندوں سے کوئی وعدہ فرمایا اللہ فرماتے ہیں ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾ سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ اچھا فرمادیا ﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ﴾

(۹۱)...... جب لوگوں نے باتیں پوچھی اور اللہ تعالی نے کوئی فتوا دیا تو وہ بھی اپنے ذاتی نام کے ساتھ دیا فرمایا ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ﴾،

(۲۰)...... روز محشر اللہ تعالی عدل فرمائیں گے فرمایا ﴿فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ﴾ یہاں بھی اس ذات کا نام استعمال فرمایا

(۲۱)...... اللہ تعالی نے سچائی کا تذکرہ کرتے ہوئے ذاتی نام کو استعمال فرمایا ﴿قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ﴾ ﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾

(۲۲)...... جو اللہ تعالی کے راستے پر چلتے ہیں اللہ نے ان بندوں کا تذکرہ کیا وہاں بھی اپنے ذاتی نام کا تذکرہ کیا ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

(۲۳)...... اسی طرح اللہ تعالی نے جب محبت کا تذکرہ فرمایا تو فرمایا ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾، ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾، ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ﴾ تمام جگہوں پر اللہ نے اسم ذات کو پسند فرمایا۔

(۲۴)......اور جہاں مخلوق خدا کو اپنا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی وہاں اللہ تعالی نے اپنا ذاتی نام استعمال فرمایا فرمایا ﴿یاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا﴾ تم اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرنا اور فرمایا ﴿وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ﴾ ذاتی نام استعمال ہورہا ہے حکم فرماتے ہیں ﴿وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ﴾ ذکر کر اپنے رب کے نام کا

معلوم ہوا اس نام میں اتنی برکتیں ہیں کہ جہاں پروردگار کا ذاتی معاملہ آتا ہے اس نام کو زیادہ پسند فرماتے ہیں لھذا یہی اسم ذات ہمارا ہر وقت کرنے کا طریق ہے مشائخ نقشبند پر اللہ تعالی کروڑوں احسان فرمائے جنہوں نے اللہ تعالی کی خشیت اور محبت اتنی دل میں پیدا کی کہ اللہ تعالی نے انکے سامنے اپنے پیارے نام کے معارف کو کھولا حتی کہ انہوں نے اس نام کا ذکر کر کے اللہ تعالی کی معرفت کو حاصل کیا اور اپنے متعلقین کو بھی اسی کا ذکر عطا کیا لھذا ہم خوش نصیب ہیں کہ ہمارا ہر وقت کا ذکر اسم ذات ہے وہ چاہتے ہیں کہ تم میرے اس نام کا ذکر کرو فرمایا ﴿الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ﴾ تم بیٹھتے وقت اللہ کھڑے ہوتے وقت اللہ تم لیٹتے وقت اللہ تم اٹھتے وقت اللہ تم چلتے وقت اللہ جب ہر وقت اللہ ہی اللہ کہتے رہو گے یہ اللہ کا نام تمہارے دل میں اتر کر اللہ تعالی کی محبت تمہارے دل میں پیدا فرمادے گا۔

یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہیں کے اتقا پر ناز کرتی ہے مسلمانی

یہ وہ لوگ ہیں، خلوت در انجمن یعنی محفل میں بیٹھ کر خلوت کے مزے لیتے ہیں اگر جلوت میں بیٹھے ہوں تو خلوت کے مزے پائیں اور یہ کیفیت اللہ کے ذکر سے نصیب ہوتی ہے، اور میں تو یوں کہتا ہوں کہ جلوہ بھی اسی سے نصیب ہوتا ہے،

لفظ صوفی کی تحقیق

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ الصوفی کائن بائن کہ صوفی کائن بائن ہوتا ہے،

صوفی کا لفظ اس بندے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو اپنے دل کو صاف کرنے کا متمنی ہو صفا سے لفظ صوفی لیا گیا، اسکی اگر تحقیق کرنی ہو تو تصوف وسلوک نام کی ایک کتاب ہے وہ پڑھ لیجئے تو کائن بائن کا کیا مطلب ہے؟ کائن مع الخلق من حیث الظاهر وبائن منهم من حیث الباطن ''ظاہر میں مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور باطن میں مخلوق سے کٹا ہوا ہوتا ہے''۔ بعض نے فرمایا کہ [الصوفی غریب قریب] صوفی غریب قریب ہوتا ہے، ای غریب بین اهله واصحابه من حیث توحش باطنه عنهم وقریب منهم من حیث تعلق مع ظاهره معهم] یعنی ظاہر میں انکے ساتھ الفت ہوتی ہے قریب ہوتا ہے اور باطن میں سب سے کٹا ہوتا ہے صرف اللہ سے جڑا ہوا ہوتا ہے، ﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا﴾ اسکو مقام تبتل نصیب ہوتا ہے، یہ مخلوق سے کٹ جاتا ہے اپنے خالق سے جڑ جاتا ہے، اسی لئے کسی نے کہا الصوفی عرشی فرشی ''صوفی عرشی اور فرشی ہوتا ہے'' یعنی جسم کے حساب سے فرش پر ہوتا ہے اور اپنی روح کے حساب سے عرش پر ہوتا ہے یہ (اللہ) وہ نام ہے جو بندے کو فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا دیا کرتا ہے اور اسی نام کے ساتھ اللہ کی ساری مخلوق ذکر کرتی ہے۔

مخلوق کا ذکر

چنانچہ عبدالعزیز دباغ'' فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ﴾ ''جو بھی کوئی چیز ہے وہ اللہ تعالی کی حمد بیان کرتی ہے''، تسبیح بیان کرتی ہے تو وہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالی نے کشف میں سننے کی سعادت عطا فرمائی میں نے سنا کہ ہر چیز مخلوق کا ایک ایک ذرہ اللہ ربی کے نام سے اللہ کا ذکر کر رہا تھا وہ کہتے ہیں کہ ذرہ ذرہ کائنات کا اَللّٰهُ رَبِّی اَللّٰهُ رَبِّی کے لفظ کے ساتھ اللہ کی حمد بیان کر رہا ہے، تو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ رب العزت نے اس ذکر کو اپنے کانوں سے سننے کی توفیق عطا فرمائی۔

قرآن مجید میں لفظ اللہ 2698 مرتبہ آیا یعنی دو کم 2700 دفعہ اس سے آسانی نے بات یاد رہجائے گی، قرآن مجید کی ایک سورت ایسی ہے کہ جس کی ہر ہر آیت میں اللہ کا نام آیا ہے اور وہ سورہ مجادلہ ہے اور ہمارے مشائخ نے اسکی بھی معرفت لکھی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا نام جب بولا جاتا ہے تو انیس حروف ادا ہوتے ہیں جیسے الف دیکھنے میں وہ ایک ہے مگر بولنے میں تین ہیں اسی طرح پہلا لام پھر دوسرا لام اور اگلے الف کو بولیں اور اخیر میں ھا کو بولیں تو وہ فرماتے ہیں کہ اگر اسکو بولتے جائیں اور کھولتے جائیں تو اللہ کے نام کے ٹوٹل انیس حروف بنتے ہیں ،دوزخ کے فرشتے بھی انیس ہیں، انیس کے عدد پر تو ایک بندے نے پوری کتاب لکھی ہے اس عاجز کے پاس تقریبا چار سو صفحے کی کتاب ہے اسمیں قرآن مجید کے اعداد ہیں" یہ علم الاعداد بھی کوئی چیز ہوگی ہمیں تو سمجھ میں نہیں آتی اور نہ ہم اسکے پیچھے پڑتے ہیں بہر حال ایک آدمی نے اعداد نکالے اور عجیب وغریب اسمیں باتیں لکھی ہیں، قرآن پاک میں کل سورتیں 114 ہیں اسکا آدھا ہوا 57 سورۂ مجادلہ قرآن مجید کی 58 ویں سورت ہے تو سورۂ فاتحہ تو فاتحۃ الکتاب ہوئی یہ اول نصف قرآن کی پہلی سورت ہوئی اور دوسرے نصف قرآن کی اول سورت سورہ مجادلہ ہوئی کہ اسمیں سب کے لئے جنرل تعلیم ہے اور اسی کا حکم نماز میں پڑھنے کا عطا کر دیا لیکن جب قرآن کو پڑھتے پڑھتے آدھا قرآن پڑھ لیتا ہے اور اللہ تعالی کی معرفت اسکو خاصی نصیب ہوجاتی ہے اور اگلا آدھا شروع ہوجاتا ہے تو اب اللہ نے اس سورت کی ہر ہر آیت میں اپنے نام کو استعمال فرما کر یہ پیغام دیدیا کہ میرے بندو آدھا سبق پڑھ چکے ہو اگلا آدھا شروع کرر ہے ہو اگلے آدھے کا نچوڑ یہ ہے کہ تم میرا کلام پڑھ رہے ہو میرے کلام کی ہر ہر آیت میں تم میرا نام پاؤ گے تمہیں یہ پیغام مل گیا کہ جب بھی تم کوئی کام کرو گے اگر میرا نام مقصود رہے گا تو تمہارا ہر عمل قبول ہوگا اور اگر نام میرا نہیں ہوگا تو تمہارا عمل کبھی قبول نہیں کیا جائے گا، تو سورۂ مجادلہ میں اللہ تعالی نے اپنا نام ہر ہر آیت میں نازل فرمادیا اور اس سورت میں کل چالیس مرتبہ یہ نام استعمال ہوا ہے

چالیس کے عدد کی اہمیت

چالیس کے عدد کو بڑی اہمیت حاصل ہے، حضرت موسی علیہ السلام کی قوم کو چالیس روزے رکھنے کا حکم ہوا ﴿ وَاذْوَاعَدْنَامُوْسٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ﴾ ﴿ فَتَمَّ مِیْقَاتِ رَبِّہٖ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ﴾ ﴿ فَاِنَّھَامُحَرَّمَةٌ عَلَیْھِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ﴾ موسی علیہ السلام نے بھی چالیس راتیں گذاریں چالیس سال تو ہمارے مشائخ نے یہیں سے چلہ اخذ کیا، ہر چالیس کے عدد پر اس بچے کی حالت بدلتی رہتی ہے جو ماں کے پیٹ میں پرورش پاتا رہتا ہے، تو اگر چالیس دن پر جسمانی حالت بدل جاتی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ چالیس دن اللہ کی یاد میں لگا دیئے جائیں تو روحانی حالت بھی بدل جاتی ہے، ہمارے مشائخ اسلئے چالیس چالیس دن اللہ تعالی کی یاد میں اعتکاف میں گذارا کرتے تھے اسی کو چلہ کہتے ہیں اور ہمارے تبلیغی بھائی بھی چلہ لگواتے ہیں تو چلہ لگوانے سے واقعی انسان کے دل کی حالت بدلتی ہے اس لئے روایت میں آتا ہے کہ جو آدمی چالیس نمازیں تکبیر اولی سے ادا کرے اللہ تعالی کی طرف سے اسکو دو پروانے ملتے ہیں ایک نفاق سے بری ہونے کا اور دوسرا جہنم سے بری ہونے کا، تو چالیس کے عدد کی اپنی برکتیں ہیں۔

نام باری باعث رحمت وسکون

اللہ رب العزت کا نام لینے سے رحمت برستی ہے، نور برستا ہے، اسلئے کہ اللہ تعالی نے اپنے لئے نور کا نام پسند فرمایا ارشاد فرمایا ﴿ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ ﴾ اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے یہ اللہ کا نور عجیب ہے حدیث پاک میں فرمایا [اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ]

اللہ تعالی کے نام سے انسان کو تسکین ملتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا ﴿ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبِ ﴾ جان لو اللہ تعالی کے ذکر سے دلوں کا اطمینان وابستہ ہے،

کتنی تسکین ہے وابستہ تیرے نام کے ساتھ
نیند کانٹوں پہ بھی آجاتی ہے آرام کے ساتھ

....

بتاؤں آپ کو کیا عاشقوں کا کام ہوتا ہے
دل انکی یاد میں اور لب پہ انکا نام ہوتا ہے

....

اللہ کے نام کے بارے میں شعرا نے عجیب اشعار کہے، ایک صاحب کہتے ہیں

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دور جام ہے

اور ایک عارف نے تو عجیب مضمون باندھا فرماتے ہیں

ہر وادیٔ ویراں میں گلستاں نظر آیا
قرباں میں ترے نام کی لذت پہ خدایا

....

نام او چوں برزبان میرود
ہر بن مواز عسل جوئے شود

(جب اسکا نام میری زبان سے نکلتا ہے تو گویا جسم کے ہر ہر انگ سے شہد کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا ہے)

ایک عجیب بات

''اللہ'' کے لفظ کا شروع الف ہے اور آخر ''ہا'' ہے اور آہ الف اور ہا سے ملکر بنتی ہے تو اللہ کے نام کے اول اور آخر میں وہ حروف جو آہ میں ہوتے ہیں کسی عارف نے اس پر مضمون باندھ دیا چاہنے والوں کی باتیں عجیب ہوتی ہیں فرماتے ہیں ۔

دیکھنا کیا مرتبہ ہے عاشقوں کی آہ کا
اول و آخر میں جس کے حرف ہے اللہ کا

اللہ کے نام کے اول و آخر میں آہ ہے، وہ مالک کتنا کریم ہے جس نے اپنے نام پاک کی برکت سے اپنے عاشقوں کی آہ کو اپنے نام کے گلے لگا رکھا ہے، یہ آہ بھی عجیب چیز ہے، ہر بندے کے بس میں نہیں ہوتی، چنانچہ ابراہیم خلیل اللہ کے بارے میں آتا ہے ﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ﴾ اوّاہ کہتے ہیں آہیں بھرنے والے کو وہ حضرت ابراہیمؑ اللہ کی محبت میں آہیں بھرتے تھے، جب انسان پر محبت کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر اسکے بس میں نہیں رہتا اور عاشقوں کی پہچان بھی یہی ہے، اسلئے تو فرمایا۔

لوٹ آئے جتنے فرزانے گئے
تا بمنزل صرف دیوانے گئے
آہ کو نسبت ہے کچھ عشاق سے
آہ نکلی اور پہچانے گئے

آہ عشاق کی پہچان ہوتی ہے، آہ نکلتی ہے آہیں بھرتے ہیں لوگوں کو آہوں سے پتہ چل جاتا ہے کہ ہاں کچھ لگی ہوئی ہے، یہ آہیں بھرنا یہ مؤمن کے بس میں نہیں رہتا جب اپنے رب کی یاد میں آہیں نکلتی ہیں تو پہچانا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا عاشق ہے۔

خيالك في عيني وذكرك في فمي
ومثواك في قلبي فاين تغيب

''اے محبوب ......! میرے دل میں تیری یاد ہے میری زبان پر تیرا تذکرہ ہے، میری آنکھیں تجھے ڈھونڈ رہی ہیں اے مالک تو مجھ سے کہاں غائب ہو سکتا ہے،''

تو ہمیں بھی یہی کام کرنا ہے کہ اللہ رب العزت کے نام کو اتنا لینا ہے کہ اللہ رب العزت کے اس نام کی برکت سے ہمیں یہ سب نعمتیں نصیب ہو جائیں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی

نہیں ہے، تو جس طرح اللہ کی ذات بندے کے لئے کافی ہے ذکر کے معاملہ میں اللہ کا نام بھی بندے کے لئے کافی ہے،

رہے حیات کی تاریخ رہگزاروں میں
تمہارا نام ہی کافی ہے روشنی کے لئے

اس نام کا مراقبہ کر کے تو دیکھئے کیا نعمتیں ملتی ہیں۔

ایک ولی کا چہرہ

سید احمد بدویؒ شہر فاق کے مشہور ولی اللہ گذرے ہیں ذرا سوچیئے اللہ تعالی اپنے ولیوں کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے ہیں، انکے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ وہ گھنٹوں نہیں دنوں مراقبہ کرتے تھے، کئی کئی دن مراقب رہتے تھے اور اس مراقبہ میں انکو اللہ تعالی کی طرف سے معرفت کا وہ نور نصیب ہوا کہ انکے چہرے پر اتنی نورانیت تھی کہ لوگ انکے چہرے کی تاب نہیں لا سکتے تھے، چنانچہ وہ اپنے چہرے کو چھپاتے تھے لکھا ہے کہ اتنا روشن اور تابناک چہرا تھا کہ ایک انکا خادم عبدالمجید نام کا تھا کئی سال اسنے خدمت کی ایک دن حضرت بڑے خوش ہوئے دعائیں دیں کہنے لگا حضرت مدت ہوگئی آپ کے چہرے کا دیدار کرنے کے لئے جی چاہتا ہے میں آپکے چہرے کا دیدار کرلوں آج آپ خوش ہیں، آج چہرے کا دیدار کروا دیجئے اس کے کہنے پر جب انہوں نے نقاب اٹھایا انکے چہرے کا نور اتنا تھا عبدالمجید پر اسکی ایسی تاثیر ہوئی کہ تجلی کی تاب نہ لا سکا وہیں گرا اور وہیں جان دیدی، اس دنیا میں اللہ کے ایسے چاہنے والے بھی گذرے ہیں۔

عاشق کے آنسو بھی خوشبودار

چنانچہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ شیخ ابواحمدؒ کے متعلق لکھا ہے کہ انکو اللہ تعالی کی ایسی محبت نصیب تھی کہ جب وہ اللہ کی محبت میں روتے تھے تو انکی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوؤں سے مشک جیسی خوشبو آیا کرتی تھی اللّٰہ اکبر محبت الہی میں نکلنے

والے آنسوؤں کی قدر دیکھو وہ فرماتے ہیں کہ لوگ انسے مشک کی خوشبو سونگھا کرتے تھے، یہ محبت کا تعلق جوڑ کر تو دیکھیں یہ نفس اور شیطان تعلق جوڑنے ہی نہیں دیتے ہم مخلوق میں ہی اٹکے پھرتے ہیں ہم کیا جانیں اللہ رب العزت کی محبت کا نشہ کیا ہوتا ہے، گناہوں سے بچ کر دیکھئے۔

چنانچہ خواجہ مشکی ؒ یہ انڈیا میں ایک بزرگ گذرے ہیں انکے بارے میں آتا ہے کہ اتنی اللہ رب العزت کی عبادت کی کہ عبادت کرتے کرتے ان پر وہ کیفیت آئی کہ انکے جسم سے مشک کی خوشبو آیا کرتی تھی انکا نام ہی خواجہ مشکی پڑ گیا، اللہ تعالی کے یہاں اپنے عاشقواں کا بڑا مقام ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، دنیا میں خوشخبری سنادی کہ یادرکھنا یہ میرے وہ بندے ہیں ﴿هم رجال لایشقی جلیسهم﴾ انکے پاس بیٹھنے والا بندہ بھی بد بخت نہیں ہوا کرتا اور آخرت میں بھی اللہ تعالی اپنے اولیاء کی عزت افزائی فرمائیں گے، چنانچہ ایک شخص کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیسے مغفرت ہوئی کہنے لگا کہ اللہ رب العزت نے میری اسلئے مغفرت فرمادی کہ ایک مرتبہ بایزید بسطامی ؒ راستے سے گذر رہے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ بایزید بسطامی ہیں، میں نے محبت کی نظر ان پر ڈالی اللہ تعالی نے اسی کو بہانا بنا کر میری مغفرت فرمادی، قیامت کے دن پتہ چلے گا کہ اللہ رب العزت کے چاہنے والوں کا پھر مقام کیا ہے، تو نچوڑ یہی ہے کہ ہم اللہ تعالی کا ذکر اتنا کریں کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی محبت عطا فرمادیں

ضربیں لگا کے کلمۂ طیب کی بار بار
دل پے لگا جو زنگ ہے اسکو ہٹائیے
مشغول اسم ذات میں ہوں آپ اس طرح
اس کے سوا ہر ایک کو بس بھول جائیے

ایسی محبت نصیب ہو جائے کہ اللہ رب العزت کے سوا ہر چیز انسان بھول جائے۔

جنید بغدادی ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا میں نے ایک

لڑکی کو دیکھا کہ وہ عشقیہ اشعار پڑھ رہی تھی

عجب لمن يقول ذكرت ربي

فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ کوئی کہے میں نے اللہ کو یاد کیا او اللہ کے بندے میں بھولتا ہی کہاں ہوں جو اللہ کو یاد کروں،

شربت حبك كأسا بعد كأس

فما نفدت الشراب ولا رويت

تو اللہ والوں کی محبت کا تو معاملہ ہی ایسا ہے کہ جام بھر بھر کر پیتے ہیں اور انکے دل بھرتے ہی نہیں ہیں۔

اللہ تعالی غیور ہیں

وہ بڑا غیور ہے ایسا بے نیاز ہے کہ بلعم باعور کی چارسوسالہ عبادت کو ٹھوکر لگا کر رکھ دیتا ہے وہ ایسا غیور ہے کہ مصر کے مینارے پر اذاد دینے آدمی چڑھتا ہے غیر محرم پر نظر ڈالتا ہے ایمان سلب کرلیا جاتا ہے، زکر مرتد بن جاتا ہے فرماتے ہیں ہماری شان ہمارے عاشقوں سے پوچھو بتہ کتنا غیور ہوں چنانچہ ارشاد فرمایا سب گناہوں کو بخش دیا جائے گا میرے بندو اگر تم شرک کروگے میری محبت میں کسی کو شامل کروگے، میں اس بات کو قطعا معاف نہیں کروں گا، کسی نے پوچھا ایک محدث سے کہ حضرت جب شرک بھی ایک گناہ ہے تو یہ کیوں قابل معافی نہ ٹھہرا فرمایا کہ شرک گناہ بھی ہے اور اللہ تعالی کی غیرت کا معاملہ بھی ہے وہ بڑا غیور ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے محبت کی نظر غیر کی طرف اٹھالی ہمارے حسن و جمال کو جاننے کے باوجود ہم تمہیں ں اپنے در پر نہیں آنے دیں گے، اب تم جاؤ

ایک روایت میں آتا ہے اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام سے ارشاد فریا اے میرے پیارے موسیٰ کلیم اللہ میرے پچھ بندے ایسے ہیں وہ اگر سر گوشی کریں تو میں کان لگا کر سنتا ہوں، وہ پکارتے ہیں تو میں متوجہ ہو جاتا ہوں، وہ میری طرف آتے ہیں تو میں انکے قریب ہو جاتا ہوں اے موسی وہ میرا تقرب ڈھونڈتے ہیں میں انکو کفایت کرتا ہوں، وہ مجھے اپنا سرپرست بنالیتے

ہیں میں انکی سرپرستی قبول کر لیتا ہوں، وہ خالص مجھ سے محبت کرتے ہیں میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں اے موسیٰ علیہ السلام وہ عمل کرتے ہیں میں انکو جزا دیتا ہوں میں انکے کاموں کا مدبر ہوں انکے قلوب کا نگہبان ہوں، انکے احوال کا متولی ہوں انکی بیماریوں کا شافی ہوں، انکے دلوں کی روشنی ہوں انکے دلوں کی تسکین ہوں انکے دلوں کی تسکین میری یاد میں ہے انکے دلوں کی منزل میری یاد ہے انکو میرے سوا چین نہیں ملتا۔

کاش کہ ہمیں بھی اللہ کی محبت میں وہ محبت نصیب ہو جائے کہ اللہ کی یاد کے سوا ہمیں چین نہ آئے، جس طرح ایک آدمی ایک وقت کھانا نہ کھائے اگلے وقت کمی محسوس ہوتی ہے ہم اور آپ بھی اگر وظائف ایک وقت نہ کریں ہمیں قلبی طور پر کمی محسوس ہو رہی ہو ذکر کے بغیر ہمیں کھانا اچھا نہ لگے نیند اچھی نہ لگے جب دل میں یہ کیفیت آ جائے گی تو گویا والذین آمنوا اشد حبا للّٰہ کی کیفیت ہمیں نصیب ہو

جائے گی اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنے عاشقین میں شامل فرمادے اور ہمیں اپنی سچی پکی محبت عطا فرمادے

وآخر دعوان ان الحمد للہ رب العالمین

الله

﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (پ۴ سورۃ ۳ آیت ۱۶۷)

تمنائے دل

نشست (۸)

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

زامبیا لوساکا ۲۰۰۲ء

فہرست عناوین

شمار	عناوین	صفحہ
۱	حاصل تصوف	۱۸۸
۲	اللہ اپنے بندوں سے......	۱۹۰
۳	فانی محبت کا انجام	۱۹۱
۴	ایک نکتہ	۱۹۲
۵	رب کا محبوب کیسے بنے؟	۱۹۳
۶	صدق محبت کی پہچان	۱۹۴
۷	محبت کا معیار	۱۹۵
۸	ایک لطیفہ	۱۹۶
۹	حیران کن بات	۱۹۷
۱۰	ایک نکتہ	۱۹۹
۱۱	محبت تھی تو بھاگے کیوں؟	۲۰۰
۱۲	چند اقوال	۲۰۰
۱۳	ایک شبہ کا جواب	۲۰۲
۱۴	بڑا انعام	۲۰۴
۱۵	نیک لوگوں کی محبت	۲۰۵
۱۶	اپنے آپ کو رب کے حوالے کیجئے	۲۰۶
۱۷	بلا حساب جنت میں جانے والے	۲۰۶
۱۸	جسے رب چاہے	۲۰۷
۱۹	امید کی کرن	۲۰۸
۲۰	اسے مانگو جو سب کی سنتا ہے	۲۰۸
۲۱	رحمت حق بہانہ می جوید	۲۱۰
۲۲	اللہ کی رحمت پر بھروسہ	۲۱۰
۲۳	ہمارا تو رب ہے	۲۱۱
۲۴	اللہ دے گا	۲۱۱
۲۵	صرف ہاں تو کیجئے	۲۱۲
۲۶	تواضع کی ضرورت	۲۱۲
۲۷	ایک سوال کا جواب	۲۱۳
۲۸	محبت کی بھیک	۲۱۵

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

انسانی جسم مختلف اعضاء کا مجموعہ ہے اور ہر عضو کی اپنی اپنی صفات ہیں مثلاً آنکھ کی صفت دیکھنا کان کی صفت سننا، ناک کی صفت سونگھنا، وغیرہ اسی طرح انسان کے دل کی صفت محبت کرنا ہے دل کسی نہ کسی سے محبت ضرور کرتا ہے

پتھر سے، ہو خدا سے ہو یا پھر کسی سے ہو
آتا نہیں ہے چین محبت کئے بغیر

....

دل بہر محبت ہے محبت ہی کریگا
لاکھ اس کو بچا تو یہ کسی پر تو مریگا

از افادات

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

﴿وَالَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط﴾ پ ۲ / ۴ / ۱۶۵

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍوَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اللہ رب العزت نے ہر انسان کو اپنی محبت کے خمیر میں گوندھا ہے، فطرتاً محبت ہر انسان کے دل میں ہوتی ہے حق کو تلاش کرنے کی، اور سچ کو تلاش کرنے کی، اسلیئے ارشاد فرمایا [**کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ**] ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور جب کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کے زمرے میں شامل ہوجاتا ہے، تو ہر ایمان والے کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت ودیعت ہوتی ہے، فرق ہے کم اور زیادہ کا، جو محنت کرتا ہے اسکے دل میں محبت کی کیفیت شدید ہوجاتی ہے، حرارت بڑھ جاتی ہے اور جو غفلت میں پڑجاتا ہے تو محبت تو اسمیں بھی ہوتی ہے مگر کم ہوتی ہے۔

حاصل تصوف

تصوف وسلوک کے جتنے مقامات ہیں انکا حاصل اور لب لباب اللہ رب العزت کی محبت ہے، اب کچھ مقامات تو اسکے لئے مقدمات کی حیثیت رکھتے ہیں جیسے توبہ، انابت، زہد، ریاضت، یہ سب کے سب مقدمات ہیں اس محبت کے حاصل ہونے کے اور جب محبت حاصل ہوجاتی ہے تو بقیہ مقامات اسکے ثمرات ہوتے ہیں،

جیسے صبر، تسلیم، رضا، یہ سب کے سب محبت کے ثمرات ہیں تو یہ بات سمجھ میں آئی کہ تمام مقامات سلوک کا لب لباب اللہ رب العزت کی محبت ہے اصل مقصد یہی ہے کہ دل میں اللہ رب العزت کی محبت بھر جائے تاکہ اسکی بندگی آسان ہو جائے، حدیث پاک میں آتا ہے یہ حدیث قدسی ہے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا [یَاابنَ آدم خَلَقْتُ الْاَشْیَاءَ لَکَ وَخَلَقْتُکَ لِی] اے آدم علیہ السلام کے بیٹے مینے اشیاء کو تمہارے لئے پیدا کیا اور تمہیں مینے اپنے لئے پیدا کیا، تو ساری دنیا انسان کے لئے اور انسان کو پیدا کیا گیا رحمٰن کے لئے، ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے حدیث قدسی ہے [یَاابنَ آدَم اِنِی لَکَ مُحِبٌ فَبِحَقِّ عَلَیْکَ کُنْ لِی مُحِبًّا] اے ابن آدم میں تیرے ساتھ محبت کرتا ہوں تجھ پر میرا حق بنتا ہے کہ تو بھی مجھ سے محبت کرنے والا بنجا'' اسلئے حدیث پاک میں آتا ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا [لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مُحَبَّةَ لَه] اسکا ایمان ہی نہیں جس کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت نہ ہو'' نبی علیہ السلام اس نعمت کو اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے، فرماتے تھے [اَللّٰھُمَّ اِنِی اَسْئَلُکَ حُبَّکَ] اے اللہ میں آپ سے آپ کی محبت کا سوال کرتا ہوں ﴿وَکَانَ فَضْلُ اللہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا﴾ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ محبوب تیرے اوپر اللہ کا بڑا فضل ہے اس تمام فضل کے باوجود اللہ کے محبوب دامن پھیلاتے تھے اور اللہ رب العزت سے اسکی محبت کے اضافہ کا سوال کیا کرتے تھے نبی علیہ السلام نے دعا مانگی، [اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ الْاَشْیَاءِ اِلَیَّ] ''اے اللہ اپنی محبت کو تمام چیزوں کی محبت سے زیادہ میرے لئے محبوب بنا دیجئے'' آپ کی محبت میرے دل میں تمام محبتوں پر غالب آجائے، اور یہی قرآن مجید میں تقاضہ کیا گیا

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

تو اسکو سمجھانا بھی مشکل کام ہے کہ محبت ہوتی کیا ہے

لطف مئے تانہ شناسی بخدا تانہ چشی

عشق شراب الست کی لذت سے واقف نہیں ہو سکتا جب تک کہ بندہ اس کو چکھ نہ لے، کسی عارف نے کہا ؎

کچھ حقیقت نہ ہو محبت کی

ایک نشہ سا ضرور ہوتا ہے

اللہ اپنے بندوں سے کتنی محبت کرتے ہیں

تو محبت کی ایک پہچان ہے کہ جس پر یہ کیفیت ہو ایک نشہ سا اس پر ہوتا ہے ایک معنوی جنون سا ہوتا ہے وہ لگا ہوتا ہے اپنے محبوب کی رضا جوئی میں اور محبوب کے قرب کو حاصل کرنے میں، اسلئے کہ اسکے دل میں محبت کا وہ نشہ موجود ہوتا ہے، یہ محبت ایک طرف سے نہیں ہے، یہ دونوں طرف سے ہے، اللہ تعالی کو بندوں سے اور ایمان والوں کو اللہ تعالی سے، مگر دنیا کا دستور ہے کہ اگر دونوں طرف سے محبت ہو تو لوگ کہتے ہیں کہ جی بڑا آئڈیل کیس ہے دونوں طرف سے محبت ہے، مگر اس معاملہ میں اللہ رب العزت کی محبت زیادہ ہوتی ہے بنسبت بندے کی محبت کے، حدیث قدسی ہے، ”جان لو نیک بندوں کا شوق میری ملاقات کے لئے بڑھ گیا میں انکی ملاقات کے لئے انسے بھی زیادہ مشتاق ہوں“ تو جتنی محبت بندہ اللہ تعالی سے کرتا ہے پروردگار عالم اس سے زیادہ اس بندے کے ساتھ محبت کرتے ہیں، اسلئے بندہ اپنے رب کی رحمت کی طرف ایک قدم چلتا ہے، اللہ تعالی کی رحمت اسکی طرف دو قدم آتی ہے اور اگر بندہ میری طرف چل کر آتا ہے میری رحمت اس بندے کی طرف دوڑ کر جاتی ہے۔

یہ محبت کا لفظ ہے تو چار حروف کا مجموعہ لیکن یہ گہرائی میں سمندر سے زیادہ ہے اور اونچائی میں پہاڑوں سے بھی بلند اور اپنی حرارت میں یہ دنیا کی آگ کو بھی پیچھے چھوڑ دے گا ایک عجیب کیفیت ہوتی ہے، زندگی بھر اس بندے کے دل میں

ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے جو اسے تھکنے نہیں دیتی اس کے لئے دن اور رات کا فرق ختم ہو جاتا ہے، کھانا پینا اسکے لئے ضمنی چیز رہ جاتی ۔ ہے ہر وقت ایک ہی مقصود ہوتا ہے کہ مجھے محبوب کا قرب نصیب ہو جائے، اور محبوب کا وصل نصیب ہو جائے اور محبوب کی رضا نصیب ہو جائے یہ محبت اتنی زیادہ ہوتی جاتی ہے جتنی معرفت بڑھتی جاتی ہے، دیکھنے کی بات ہے اگر بندے کو پتہ ہو کہ فلاں پھل اتنا میٹھا اتنا اچھا ذائقہ تو جتنا زیادہ پتہ چلے گا اتنا زیادہ کھانے کو جی کرے گا، اسی طرح کسی مقام کی خوبصورتی کا پتہ ہو کہ جی فلاں جگہ پر اتنی خوبصورت سینری ہے جو جتنا زیادہ اسکی تفصیل معلوم ہو گی اتنا زیادہ دیکھنے کو دل کریگا ایک مرتبہ ایک بچے کے سامنے ہم نے جنت کے واقعات سنائے چھوٹا بچہ تھا تو جب واقعات اسکو جنت کے سنائے تو سننے کے بعد کہنے لگا کہ پھر چلیں وہاں پر یعنی جنت کے مناظر سنتے ہی اس بچے کے دل میں ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ پوچھنے لگا کہ پھر چلیں وہاں پر تو جتنی معرفت بڑھتی جاتی ہے، اتنا ہی محبت زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں انمیں چولی دامن کا ساتھ ہے، جتنی معرفت زیادہ اتنی محبت زیادہ جتنی محبت زیادہ اتنی معرفت زیادہ اسلئے حضرت حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص نے اللہ رب العزت کو پہچانا وہ اللہ تعالی سے محبت کئے بغیر رہ نہیں سکتا اور جس نے دنیا کی حقیقت کو جانا وہ دنیا کو چھوڑے بغیر رہ نہیں سکتا، [من عرف الله لم يحب غيره ومن عرف الدنيا زهد فيه]

فانی محبت کا انجام

نبی علیہ السلوۃ والسلام نے ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا ’’تم اللہ تعالی سے محبت کرو اسلئے کہ اسنے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے‘‘ اب اگر بندہ اس بات پر غور کرے کہ پروردگار نے ہمیں کتنی نعمتوں سے نوازا تو پھر دل میں اللہ تعالی کی محبت اور زیادہ آئے گی اس نے بینائی دی سماعت دی صحت دی عقل کی روشنی دی اس نے دنیا

میں عزت دی رزق دیا کتنی نعمتیں ہیں جو پروردگار نے بن مانگے عطا فرمائیں تو دل سے آواز آتی ہے کہ اس منعم حقیقی کے ساتھ اپنے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنی چاہیئے، نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا[اَلْمُحَبَّةُ اَسَاسُ الْمَعْرِفَةِ]"محبت معرفت کی بنیاد ہے" اللہ تعالیٰ سے محبت اس وجہ سے بھی کرنی چاہیئے کہ دنیا کے جتنے بھی محبوب ہیں وہ ایک نہ ایک دن جدا ہو جائیں گے اور جس نے اللہ سے محبت کی وہ ایک نہ ایک دن اللہ سے ملا دیا جائے گا، اب دیکھیئے جس نے اس دنیا سے محبت کی اسے ایک دن جدا ہونا ہے، چنانچہ نبی علیہ السلام کے پاس سیدنا جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے محبوب [وَاحْبِبْ مَنْ شِئْتَ فَاِنَّکَ مُفَارِقٌ] آپ جس سے چاہیں محبت کیجیئے ایک دن آپ کو جدا ہونا پڑے گا اب دنیا میں محبت کرنے والے اگر دو بندے ہوں ہر وقت تو اکھٹے (جمع) نہیں ہو سکتے بھلے ہی میاں بیوی ہی کیوں نہ ہوں کبھی میاں اپنے سفر پر ہے کبھی بیوی اپنے والدین کے گھر ہے تو دنیا میں بھی جدائیاں اور موت کے وقت تو ویسے ہی جدائی ہو جائے گی جتنی محبتوں میں شدت تھی ایک کی موت آ گئی اب وہ محبت کا تعلق ختم ہو گیا تو دنیا کے محبوب بالآخر ایک دوسرے سے جدا ہوں گے۔

ایک نکتہ

فانک، مفارق علما نے اس پر ایک نکتہ لکھا ہے کہ یہاں باب مفاعلہ استعمال کیا اور اسکی صفات میں سے ہے کہ دو محبت کرنے والوں میں سے یہ جدائی جانبین میں سے کسی کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے، کبھی میاں بیوی کو چھوڑ سکتا ہے اور کبھی بیوی میاں کو چھوڑ سکتی ہے اور کبھی موت کی وجہ سے دونوں ایکدوسرے کو چھوڑ سکتے ہیں تو اس کا انجام بالآخر جدائی ہے ایک ہی محبوب ایسا ہے کہ جب اسکی محبت ملتی ہے تو پھر وہ محبوب جدا نہیں ہوتا وہ انسان کے پاس ہوتا ہے، ساتھ ہوتا ہے دن میں بھی اور رات میں بھی صحت میں بھی بیماری میں بھی خوشی میں بھی غمی میں بھی انسان پہاڑوں کی

چوٹیوں پر چلا جائے زمین کی پستیوں میں چلا جائے یا سمندر کی گہرائیوں میں چلا جائے وہ محبوب کبھی جدا نہیں ہوتا، اس نے قرآن میں فیصلہ فرما دیا ﴿هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾ وہ تمہارے پاس ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے دل مجبور ہوتا ہے کہ انسان محبت کرے تو اپنے پروردگار سے کرے

رب کا محبوب کیسے بنے؟

اب اس محبت میں ایک قدم اور آگے بڑھ سکتا ہے وہ یہ کہ جب یہ کلمہ گو بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت اس بندے کو اپنا محبوب بنا لیتے ہیں جب یہ نبی علیہ السلام کی مبارک سنتوں پر عمل کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو محبوب بنا لیتے ہیں اور جب یہ بندہ عبادت میں اپنے آپ کو مگن کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو محبوب بنا لیتے ہیں چنانچہ ارشاد فرمایا [یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احبه] میرا بندہ نوافل کے ذریعہ اتنا قریب آجاتا ہے حتی کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، یعنی عبادت گذار بندہ اپنے پروردگار کا محبوب بن جاتا ہے، جب ذکر بندے پر غالب آجاتا ہے تو ایسا ذاکر اپنے پروردگار کا محبوب بنجاتا ہے جب سنت پر انسان عمل کرتا ہے ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ اس سنت کی برکت سے انسان اپنے پروردگار کا محبوب بنجاتا ہے، تو مؤمن کے پاس یہ اعمال ہیں جن کی وجہ سے وہ اللہ رب العزت کی محبت کو بڑھا سکتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تو اللہ واسطے کی محبت ہے اپنے بندوں سے اسلئے کہ وہ خالق ہے مالک ہے حدیث پاک میں آتا ہے حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں [يَاابْنَ آدَمَ اِنْ ذَكَرْتَنِىْ ذَكَرْتُكَ وَاِنْ نَسِيْتَنِىْ ذَكَرْتُكَ] اے ابن آدم اگر تو میرا ذکر کرتا تو میں بھی تجھے یاد کرتا ہوں اور اگر تو بھول بھی جاتا ہے پھر بھی میں تجھے یاد رکھتا ہوں'' ایک بزرگ تھے وہ فرماتے تھے کہ اے دوست اگر تجھے کھانے میں سڑی سبزی بھی مل جائے تو اللہ

کا شکر ادا کرنا یہ نہ دیکھنا کہ کھانے کو کیا ملا اس بات کو دیکھنا کہ جب اللہ رب العزت نے رزق کو تقسیم کیا بندے تو اسوقت اللہ کو یاد تھا۔

صدق محبت کی پہچان

ہمارے مشائخ نے فرمایا [صدق المحبة فی ثلاث خصال ان یختار کلام حبیبه علی کلام غیره ویختار مجالسة حبیبه علی مجالسة غیره، ویختار رضاء حبیبه علی رضاء غیره] محبت کی سچائی کی دلیل تین باتوں میں ہے،

(۱)...... سب سے پہلی بات یہ کہ وہ غیر کے کلام پر اپنے محبوب کے کلام کو اختیار کر لے

(۲)...... دوسری بات یہ کہ وہ غیر کی مجلس پر اپنے محبوب کی مجلس کو اختیار کر لے۔

(۳)...... تیسری یہ کہ وہ غیر کی رضا پر اپنے محبوب کی رضا کو اختیار کر لے۔

☆ یعنی دنیا کی باتیں کرنے کی بجائے، گپیں لگانے کی بجائے اسے قرآن کی تلاوت اچھی لگے، تبادلہ خیالات کی بجائے قرآن مجید کی تلاوت میں زیادہ مزا آئے چوں کہ یہ محبوب کا کلام ہے اور یہی حال صحابہ کرام کا تھا کہ انہیں قرآن پاک پڑھنے سے محبت تھی شوق تھا وہ عاشق قرآن تھے۔

☆ اور وہ غیر کی مجلس پر اپنے محبوب کی مجلس کو اختیار کر لے اور آجکل تو یہ حال ہے کہ دوستوں میں بیٹھنا آسان اور تنہائی میں بیٹھ کر رب کی یاد کرنا مشکل کام۔

☆ جب بھی پوچھتے ہیں بھئی مراقبہ کیا؟ فرماتے ہیں فرصت نہیں ملتی، یہ آج کل کے مجنوں ہیں انکو لیلی کے یاد کرنے کی فرصت نہیں ملتی، یہ نئے دور کے مجنوں ہیں کہتے ہیں کہ جی اللہ کو یاد کرنے کی فرصت نہیں ملتی، تو پھر یاد کس کو کرتے ہیں؟ اللہ کی یاد تو دل سے جدا ہی نہیں ہونی چاہئے تھی، اس سے محبت کا پتہ جب چلتا ہے جب محبت ہوتی ہے تو بندہ سب کچھ اپنے محبوب کے لئے قربان کر دیتا ہے پھر وہ دنیا کو نہیں دیکھتا وہ بس اپنے محبوب کو دیکھ رہا ہوتا ہے اسلئے فرما: [حقیقةُ المُحبةِ اَنْ تَهِبَ کُلَّکَ لِمَنْ اَحْبَبْتَ وَلَا تبْقِ لَکَ مِنکَ شَیئًا] محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اپنے محبوب کو ہبہ کر دے، دیدے اور تیرے پاس اسکے

بعد کچھ بھی نہ بچے، اپنی محبتیں اپنے جذبے اپنی تمام امنگیں اور آرزوئیں اللہ رب العزت کے لئے ہوں، ہماری امیدوں کی انتہا وہ اللہ رب العزت کی ذات ہے۔

محبت کا معیار

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ ہماری محبت اللہ رب العزت کے ساتھ کتنی ہے تو وہ سات باتوں سے اس کا اندازہ لگا سکتا ہے:

(۱)......جس کو اللہ تعالی سے محبت ہوتی ہے اسکو موت اچھی لگتی ہے اسکو موت سے وحشت نہیں ہوتی، اسلئے کہ مقصود جو یہی ٹھہرا، اور یہ موت اسلئے اچھی لگتی ہے کہ یہ اللہ تعالی سے ملاقات کا سبب بنجاتی ہے، [اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یوَصِلُ الْحَبِیْبَ اِلٰی الْحَبِیْب] موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیا کرتا ہے۔

(۲)......ماسوا سے دل کٹ جائے، یاد رکھنا جب تک دنیا سے دل نہ کٹے اللہ تعالی کی محبت کا مزا انسان کو نصیب نہیں ہو سکتا، اگر کوئی یہ چاہے کہ اللہ تعالی کی محبت بھی مل جائے اور دنیا کی محبت بھی سلامت رہے تو یہ ناممکن ہے، [مَاجَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَینِ فِی جَوْفِه] "اللہ تعالی نے کسی بندے کے سینے میں دو دل نہیں بنائے کہ ایک دل میں رحمٰن کی محبت ہو اور دوسرے میں نفس اور شیطان کی محبت ہو دل ایک ہے اور ایک ہی کے لئے ہے۔

(۳)......ذکر الٰہی پر دوام نصیب ہو، لیٹے بیٹھے، چلتے پھرتے بس محبوب کی باتیں اسکو اچھی لگیں اور یہی چیز قرآن پاک میں بتلائی گئی ﴿اَلَّذِینَ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوبِھِم﴾ میرے بندے کھڑے، بیٹھے، لیٹے جو مجھے یاد کرتے ہیں وہ میرے عقلمند بندے ہیں۔

(۴)......شعائر اللہ سے محبت ہو، کیوں کہ شعائر اللہ وہ چیزیں ہیں کہ جو اللہ رب العزت کی نسبت پا جاتے ہیں، جیسے کلام اللہ شعائر اللہ، بیت اللہ شعائر اللہ، رسول اللہ ﷺ شعائر اللہ اور یا اللہ شعائر اللہ، بلکہ اولیائے کاملین کے جہاں قدم لگ

جاتے ہیں وہ جگہیں شعائر اللہ بن جاتی ہیں اللہ تعالی نے قرآن مجید میں گواہی دیدی فرمایا ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ﴾ صفا اور مروہ تو شعائر اللہ مین سے ہیں، اللہ تعالی کی محبت جب پڑھتی ہے تو پھر اللہ تعالی سے جو بھی چیز محبت رکھے اس سے محبت بڑھ جاتی ہے، بیت اللہ کی محبت کلام اللہ کی محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

ایک لطیفہ

ایک مولانا پڑھ کر آئے، انکو حدیثیں بھی کافی یاد تھیں، جب بھی وہ بیان کرتے تو قال قال رسول اللہ پڑھتے ایک دیہاتی تھا اس بیچارے کو عربی تو آتی نہیں تھی اب وہ روز بیٹھ کر یہ سنتا وہ چند دن تو صبر کرتا رہا اب اسکو قال قال رسول اللہ کا معنی ہی معلوم نہ تھا وہ قال رسول اللہ کو "کالا رسول اللہ" سمجھا، کہنے لگا کہ یہ مولانا کیسا ہے، جو رسول کو کالا کہتا ہے، چنانچہ ایک دن جب انہوں نے درس دیا تو درس کے بعد دیہاتی نے مولانا کا گریبان پکڑا کہنے لگا، او مولوی ساب! تو کالا، تیرا باپ کالا، میرا رسول تو گورا اچٹا ہے یہ شعائر اللہ سے محبت کی بات ہے۔

(۵)...... ایک علامت یہ کہ اس آدمی کو دعائے نیم شبی پر مداومت نصیب ہو جاتی ہے وہ حریص ہوتا ہے رات کے آخری پہر اٹھ کر اللہ تعالی کے سامنے مناجات کرنے کا، اسلئے داؤد طائی فرماتے ہیں اللہ تعالی نے مجھ پر یہ الہام فرمایا اے داؤد! جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعوا کرے اور جب رات آجائے تو سو جائے کیا ہر محب اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا، اگر یہ میری محبت کا دعوا کرتے ہیں تو پھر کیوں رات کے آخری پہر میں نہیں اٹھتے اور مجھ پروردگار سے راز و نیاز کی باتیں نہیں کرتے،، ایسے بندے کیلئے عبادت کرنی آسان ہو جاتی ہے، اب اگر کوئی کسی سے محبت کرتا ہو اور اسکو کہیں کہ بھی تھوڑی دیر بیٹھ جایئے تو تھوڑی دیر اسکے پاس بیٹھنا اس کو کوئی مصیبت تو نظر نہیں آئے گی، بلکہ وہ تو خوش ہوگا کہے گا کہ وقت

گذرتا ہی کیوں ہے یہ تھم جاتا اور میں اپنے محبوب کے پاس بیٹھا رہتا یہی بات مؤمن کو پیش آتی ہے جب وہ مسجد کے اندر آجاتا ہے عبادت کو پرسکون طریقے سے کرتا ہے، [اَلْمُؤمِنُ فِی الْمَسْجِدِ کَالسَّمَکِ فِی الْمَاءِ] ''مؤمن مسجد میں ایسے سکون پالیتا ہے جیسے کہ مچھلی پانی میں آکر سکون پالیتی ہے'' اوراسی لئے جس کو اللہ رب العزت سے محبت ہوتی ہے اسکو ایمان والوں سے فطرتی پیار ہوجاتا ہے، ہر مؤمن اسے اچھا لگتا ہے، دیکھئے ماں باپ سے اسے محبت ہوتی ہے اسکی وجہ سے پھر اپنے بہن بھائیوں سے بھی محبت ہوتی ہے اسی طرح جب اللہ رب العزت سے محبت ہوگی تو جو اللہ پر ایمان لانے والے ہیں ان ایمان والوں سے ایک فطری محبت بندے کے دل میں آجائے گی۔

حیران کن بات

تین باتیں قرآن مجید میں بڑی حیران کن ہیں

(۱)...... ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایسی قوم پیدا کروں گا ﴿یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ﴾ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے۔

(۲)...... دوسری بات صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا ﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْ عَنْہُ﴾ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، محبت کو بھی مقدم کیا یہاں رضا کو بھی مقدم کیا،

(۳)......اور پھر تیسری جگہ فرمایا ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَیْھِمْ لِیَتُوْبُوْ﴾ پھر اللہ تعالیٰ انکی طرف متوجہ ہوا کہ وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوں تو جب یہ تین باتیں قرآن مجید کی پڑھتے ہیں تو بڑے حیران ہوتے ہیں، پتہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ واقعی چاہتے ہیں کہ بندے اپنے پروردگار سے محبت کرنے والے بنجائیں، کیسی محبت ہو؟ جیسی بچے کو ماں سے چھوٹے سے بچے کو ذرا ماں سے جدا کردیا جائے تو وہ کیسے تڑپتا ہے، اسکو

چاہے پڑھی لکھی عورتیں اٹھائیں، خوبصورت عورتیں اٹھائیں، جو چاہے اٹھائے وہ کبھی چپ نہیں ہوگا جب تک کہ اپنی امی کے سینے سے نہ لگ جائے، اس بچے کو اپنی ماں سے محبت ہوتی ہے وہ آرام نہیں کرتا تڑپتا ہے، روتا ہے اور ماں کتنی ہی مشغول اور مصروف کیوں نہ ہو سب کام چھوڑ کر آتی ہے اور بالآخر بچے کو سینے سے لگالیتی ہے، جیسے اس بچے کو ماں کے بغیر چین نہیں آتا کاش کہ ہمیں بھی اپنے رب کے بغیر چین نہ آئے، ایسی محبت ہمیں نصیب ہو جائے، بچہ ماں کا دیوانہ اور یہ مؤمن اپنے پرور دگار کا دیوانہ بنجاتا ہے، چڑیا جب اپنے گھونسلے میں آجاتی ہے تو سکون پالیتی ہے، جس طرح چڑیا کو گھونسلہ میں سکون مل جاتا ہے اسی طرح مؤمن جب اللہ کی یاد میں ذکر ومراقبہ میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ مصلے پر آتا ہے تو اسکو سکون مل جاتا ہے، اس لئے یاد رکھنا اللہ تعالی کی محبت پہچاننی ہو تو اپنا مصلے کے ساتھ تعلق دیکھا کرو کہ کتنا ہے. جنکو محبت ہوتی ہے ان کا وقت پھر مصلے پر گذرتا ہے مصلے پر بیٹھنا انکو اچھا لگتا ہے وہ پرسکون ہو کر بیٹھتے ہیں، آج ایسا وقت آچکا کہ جیسے خالق حقیقی کو چھوڑ کر ہم دنیا کی چیزوں کی محبت کے پیچھے بھاگے پھر رہے ہیں، ہمیں دھوکہ لگ گیا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا [سَیَأْتِیْ زَمَانٌ عَلٰی اُمَّتِیْ یُحِبُّوْنَ خَمْسًا وَیَنْسَوْنَ خَمْسًا] میری امت پر عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے:

(۱)...... یُحِبُّوْنَ الدُّنْیَا...... وَیَنْسَوْنَ الْاٰخِرَۃَ دنیا سے محبت کریں گے اور آخرت کو بھول جائیں گے

(۲)...... یُحِبُّوْنَ الْمَالَ...... وَیَنْسَوْنَ الْحِسَابَ، مال سے تو محبت کریں گے اور اسکا حساب دینا بھول جائیں گے،

(۳)...... يُحِبُّوْنَ الْخَلْقَ ...... وَيَنْسَوْنَ الْخَالِقَ، مخلوق سے محبت کریں گے خالق کو بھول جائیں گے۔

(۴)...... يُحِبُّوْن اَلذُّنُوْبَ ...... وَيَنْسَوْنَ التَّوْبَةَ، گناہوں سے محبت کریں گے اور توبہ کو بھول جائیں گے۔

(۵)...... يُحِبُّوْن الْقُصُوْرَ ...... وَيَنْسَوْنَ الْمَقْبَرَةَ، محلات سے محبت کریں گے اور قبروں کو بھول جائیں گے۔

اور آج وہی بات آچکی کہ اللہ رب العزت کی محبت کمزور ہوتی چلی جارہی ہے اتنی بھی نہیں رہی کہ فجر میں اٹھا کر مسجد میں لے آئے، اور جنکے دل میں محبت ہوتی ہے وہ تو پھر اللہ کی یاد میں مگن ہوتے ہیں اور اس کے بہانے اور موقع ڈھونڈتے ہیں

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے ہوتے یاد انکی دل نشیں ہوتی

....

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

اللہ کی محبت میں انسان بیٹھنے میں مزا پاتا ہے، یہ محبت انسان کے اعمال میں جان پیدا کر دیتی ہے۔

ایک نکتہ

حضرت اقدس تھانویؒ نے ایک عجیب نکتہ لکھا وہ فرماتے ہیں کہ شیطان اس محبت کے نہ ہونے کی وجہ سے مردود ہوا اسکے پاس علم تھا عبادت بھی تھی پھر مردود بنا اسلیئے کہ محبت نہیں تھی تو وہ فرماتے ہیں کہ چار عین ہوتے ہیں علم، عمل، عارف، عاشق چار الفاظ ہیں چاروں عین سے شروع ہوتے ہیں اس مردود کے پاس تین تو تھے اور چوتھے سے محروم تھا اور یہ چوتھا عشق والا اتنا اہم تھا کہ اسکے نہ

ہونے کی وجہ سے اللہ نے اسکو راندۂ درگاہ بنا دیا تو محبت انسان کے اعمال میں جان پیدا کر دیتی ہے علم ہوتا ہے عمل کی توفیق نہیں ہوتی، محبت انسان کو عمل پر کھڑا کر دیتی ہے اسلئے کہنے والے نے کہا۔

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
عشق فرمودۂ عاشق سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

عقل ابھی کھڑی تماشہ دیکھ رہی ہے اور عشق نے چھلانگ لگائی اور آگ کے اندر کود کر چلا گیا اسلئے جو انسان اللہ تعالی سے محبت کا دعوا کرے اور بلا پر صبر نہ کرے وہ انسان محبت کے دعوے میں جھوٹا ہے۔

محبت تھی تو بھاگے کیوں؟

ایک بزرگ تھے انکے پاس کچھ لوگ جمع ہو گئے پوچھا کہ بھائی تم کیوں جمع ہو گئے کہنے لگے جی ہم آپ سے محبت کرنے والے ہیں انہوں نے پتھر اٹھائے اور مارنے شروع کر دئے تو سب بھاگ گئے انہوں نے کہا لو کنتم احبائی مافر رتم علی بلائی اگر تم مجھ سے محبت کرنے والے ہوتے تو میری اس آزمائش پر تم مجھ سے بھاگ نہ جاتے، تو اگر اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش آجائے تو بندہ صبر کرے یہ نہ ہو کہ اس گھر کا دروازہ ہی بھول جائے۔

چند اقوال

جو شخص نبی علیہ السلام سے محبت کا دعوا کرے اور علماء سے اسکو محبت نہ ہو تو سمجھ لو کہ یہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے، ہمارے حضرتؒ (حضرت مولانا غلام حبیب صاحب نقشبندی قدس سرہ) کو علمائے کرام سے اتنی محبت تھی فرماتے تھے کہ اگر کوئی عالم میرے سینے پر پاؤں رکھ کر بھی گزر جائے تو مجھے اس سے تکلیف نہیں ہوگی،

جو شخص دوزخ سے ڈر کا دعوا کرے مگر گناہ کرنا نہ چھوڑے تو سمجھ لو کہ یہ شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے اسلئے کہ دوزخ کا خوف جس کے دل میں ہوگا وہ کبھی گناہ کے اوپر جرأت نہیں کرے گا۔

اور جو انسان جنت کی محبت کا دعوا کرے اور عبادت نہ کرے تو سمجھ لو کہ یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جنت کی رغبت ہو اور انسان اسمیں جانے کے لئے اپنا زادراہ تیار نہ کرے اسلئے مشائخ نے فرمایا [صدق المحبة العمل بطاعة المحبوب] کہ محبت کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت کے مطابق عمل کر لیا جائے

چنانچہ بعض کتابوں میں عبداللہ ابن مبارک کا نام لکھا ہے اور بعض میں کسی اور کا نام کہ انہوں نے کہا کہ محبّ جس سے محبت کرتا ہے اسکا فرماں بردار ہوا کرتا ہے۔

یاد رکھنا جس محبت کا تعلق قال سے ہے وہ فریب ہے اور جس کا تعلق حال سے ہے وہ حقیقت ہے ایسے بندے کو تو اگر کہا جائے کہ اللہ کے نام پر جان دیدے تو وہ جان دینے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

جان دی جو دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
جان دے کر بھی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم حق ادا نہ کر سکے
عشق سا برکوہ را مانند ریگ
عشق جوشن بحر را مانند دیگ

(مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح دیگ کو آگ جوش دلا دیتی ہے اسی طرح عشق وہ آگ ہے کہ یہ پورے سمندر کو بھی جوش دلا دیتا ہے، اللہ رب العزت ہمیں بھی اپنی ایسی سچی محبت عطا فرما دے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے وحی فرمائی کہ اے داؤد زمین والوں کو بتا دے کہ جو شخص مجھ سے محبت کرے گا میں اسکا حبیب ہو جو میرے پاس بیٹھے گا میں اسکا جلیس ہوں، جو میرے ذکر سے انس حاصل کرے گا میں اسکا انیس ہوں، جو میرے ساتھ رہے گا میں اسکے ساتھ ہوں گا، جو مجھے اختیار کرے گا میں اسے اختیار کروں گا او جو میرا کہنا مانے گا میں، اسکی دعائیں قبول کروں گا، ہم اگر اللہ رب العزت کے حکم ماننے لگ جائیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پروردگار دعاؤں کو رد کرنا شروع کر دے، اسلئے اللہ رب العزت نے اپنی محبت کا سودا بندے کو نقد عطا فرما دیا

ایک شبہ کا جواب

آج دنیا کہتی ہے کہ جی عبادت والوں کو تو عبادت دنیا میں نقد کرنی ہوتی ہے اور جنت کی نعمتوں کا وعدہ ہوتا ہے تو انکو مغالطہ لگ جاتا ہے ذرا توجہ سے بات سنئے گا ایک بزرگ فرماتے ہیں اور بات بڑی عجیب کہی فرماتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ بندہ عمل کے ذریعہ اللہ سے نقد کا سودا کرے اور اللہ تعالی اسکے اجر اور بدلے کو قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے اللہ تعالی کی شان سے یہ بعید ہے کہ بندہ تو عبادت کے ذریعہ نقد کا معاملہ کرے اور اللہ اسکا بدلہ قیامت کے ادھار پر چھوڑ دے کہ اسکے بدلے جنت دی جائے گی، نہیں وہ قیامت کا ادھار تو اسلئے کہ جو نعمتیں اللہ دینا چاہتے ہیں دنیا میں وہ مل ہی نہیں سکتیں نہ کوالیٹی میں اور نہ کونٹٹی میں (نہ کما اور نہ کیفا) جنت کے کھانے ایسے ہوں گے کہ دنیا میں ان کھانوں کا تصور ہی نہیں کر سکتے، جنتی مخلوق کا حسن کا یہ حال کہ اگر جنتی مخلوق اپنے کپڑے کو

ظاہر کر دے تو سورج کی روشنی ماند پڑ جائے، مردے سے کلام کرے تو وہ زندہ ہو جائے کھارے پانی میں تھوک ڈالدے تو وہ میٹھا ہو جائے تو اب دنیا میں انسان کو یہ نعمت کیسے مل سکتی ہے، جو جنت ملے گی تو جو سب سے آخری درجہ کا جنتی ہوگا حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس جنتی کو اس ساری دنیا سے دس گنی بڑی جنت ملے گی تو جب سب سے آخری جنتی کو دنیا سے دس گنی بڑی جنت ملے گی تو اس دنیا میں انسان کو وہ بدلہ مل کیسے سکتا ہے، ممکن ہی نہیں، اصل مین ہر دینے والا اپنی شان کے مناسب دیتا ہے ہم اور آپ کسی کو دیں تو کچھ دیں گے جسکو جیب میں ڈالا جاسکتا ہے اور وہی کسی بادشاہ سے مانگے تو وہ اپنے خادموں سے کہے گا کہ اچھا اتنا اسکے گھر پہنچادو تو مال بھی دے گا اور پہنچا بھی دے گا اسلیئے کہ اسکی شان ایسی تھی اللہ رب العزت کی شان ایسی ہے کہ جب قیامت کے دن دے گا وہ دین اتنا عمدہ ہوگا کہ دنیا اس دین کو اپنے اندر سما ہی نہیں سکتی اسلیئے فرمایا کہ میرے بندے تو اس دنیا میں ان نعمتوں کو کیسے لے سکتا ہے دنیا اتنی چھوٹی کہ ان نعمتوں کو اپنے اندر سما ہی نہیں سکتی اور پھر مزے کی بات یہ کہ اگر اللہ تعالی بدلہ دنیا میں دے بھی دیتے تو جیسے دنیا فانی تھی بدلہ بھی فانی ہوتا اور وہ پروردگار کہتا ہے کہ نہیں میں ہمیشہ رہنے والا ہوں میں انعام بھی وہ دینا چاہتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہو اور وہ انعام دنیا کے اندر دیا نہیں جاسکتا اسلیئے آخرت کا وعدہ فرمایا کہ تو فانی گھر سے نکل آ میرے بندے تو دنیا میں میری عطا کو کیا دیکھے گا میری عطا دیکھنی ہے تو ذرا فانی گھر سے چھٹکارا پالے اس گھونسلے سے، پنجرے سے نکل آ، پھر آ کر دیکھے گا کہ میں تجھے کتنا عطا کروں گا تو قیامت کا تو اسلیئے وعدہ فرمایا، رہ گئی بات نقد کی تو اللہ تعالی نقد بھی دیتے ہیں، کیا عبادت کے اوپر فقط جنت ہی کی نعمتیں ہیں؟ ایک اور بھی تو بدلہ ہے جسے اللہ کی محبت اور اللہ کا قرب کہتے ہیں یہ دنیا میں نقد ملتی ہے یا نہیں ملتی؟ تو معلوم ہوا کہ جو اللہ تعالی کی بندگی کرتا ہے اللہ رب العزت اس بندے کو نقد دنیا میں اپنی محبت کے اجر سے سرفراز فرمادیتے ہیں تو یہ تعلق باللہ یہ نقد انعام ہوتا ہے جو اس

بندے کومل رہا ہوتا ہے اسلئے فرمایا کہ جو اللہ تعالی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس بندے کے کاموں کا نگران بن جاتا ہے [حَسْبُنَا لِلّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيرُ] اللہ تعالی اس کے لئے نعم الوکیل بھی بنجاتا ہے نعم المولی بھی بنجاتا ہے اور نعم النصیر بھی بنجاتا ہے۔

بڑاانعام

ایک بات بڑے مزے کی، بالخصوص طلبا کیلئے، جو اہل محبت ہیں انکو ایک خوشخبری ہے کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں ﴿مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ﴾ ”تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا اللہ ایک ایسی قوم کو لائے گا ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے“ اب یہاں نکتے کی بات سمجھنے والی یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ان لوگوں کو کہ جو اپنے دین سے پھر گئے لوٹ گئے، مرتد ہو گئے محروم ہو گئے انکو اللہ فرمارہے ہیں کہ اگر تم لوٹ جاؤ گے پھر جاؤ گے تو اللہ تعالی ایک ایسی قوم کو لائیں گے کہ اللہ تعالی ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے، معلوم یہ ہوا کہ یہ اللہ تعالی سے محبت کرنے والے اور اللہ انسے محبت کرنیوالا یہ وہ لوگ ہوں گے جو ان مرتد لوگوں کے مقابلے میں لائے جائیں گے اور مقابلے میں ہمیشہ ضد لائی جاتی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے کے مقابل آسکے اب یہ مرتد بنے تھے اللہ انکے مقابلے میں محبت کو لایا معلوم ہوا کہ اہل محبت کبھی بھی ایمان سے محروم نہیں ہو سکتے اگر ایمان سے محروم ہو گئے تو یہ تو پھر ضد نہ بنی، معلوم یہ ہوا کہ جو بندہ دنیا میں اہل محبت بن کے زندگی گذارے گا اللہ تعالی موت تک اسکے ایمان کو سلامت رکھیں گے یہ اللہ تعالی کا کتنا بڑا انعام ہے کہ محبت جس بندے کے دل میں ہوگی موت تک اس بندے کا ایمان سلامت رہے گا یہ اللہ تعالی کی محبت کا کتنا بڑا انعام ہے ،قرآن مجید سے دلیل مل رہی ہے، اللہ تعالی موت کے وقت تک حفاظت فرمادیتے

ہیں تو اسلئے اللہ تعالی سے محبت کرنی ہے اور اسکی محبت مانگنی ہے، علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں قدمہ اللہ تعالی محبتہ علی محبۃ عبادہ اللہ تعالی نے اپنی محبت کو اپنے بندوں کی محبت پر مقدم فرمادیا کیوں انھم یحبون ربھم بفیضان محبۃ ربھم وہ اپنے رب سے محبت کرتے ہیں اس فیضان کی وجہ سے جو رب نے انکو عطا فردیا، ایک حدیث پاک میں آتا ہے [من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ ومن کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقائہ] جو اللہ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالی اسکی ملاقات کو پسند کرتے ہیں اور اللہ کی ملاقات کو ناپسند سمجھتا ہے اللہ تعالی اسکی ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

نیک لوگوں کی محبت

حدیث پاک میں آتا ہے کہ [سائلوا العلماء وجالسوا الکبراء وخالطوا الحکماء] "علماء سے سوال پوچھو اور بڑوں کے پاس نشست رکھو اور جو مشائخ ہوں اہل دانش ہوں انکے ساتھ مجالست اختیار کرو، یہ اہل محبت ہوتے ہیں انکے ساتھ خوب گھل مل کر زندگی گذارو تاکہ انکے صدقہ محبت نصیب ہوجائے خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، مقناطیس کے پاس لوہارہ کر مقناطیسیت پالیتا ہے، اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر سالک بھی اللہ والوں کی محبت پالیتا ہے اللہ راضی سارا جگ راضی۔

اپنے آپ کو رب کے حوالے کیجئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا کہ جو بندہ یہ چاہتا ہے کہ میں مخلوق کو راضی کرلوں اور وہ اللہ تعالی کو ناراض کردیتا ہے اللہ تعالی مخلوق کو بھی اس سے ناراض کردیتے ہیں، اور فرمایا کہ جو اللہ کی رضا کے لئے بندوں کی پروانہ کرے کتنی ہی بندے مخالفت کیوں نہ کریں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ تعالی ان مخالف لوگوں کو بھی انکا دوست بنادیا کرتا ہے، کیوں کہ دل تو اللہ تعالی کے اختیار

میں ہیں اسلئے ہمیں چاہیئے کہ ہم اللہ رب العزت کی عبادت کریں اور اسکا ذکر کثرت کے ساتھ کریں لیٹے بیٹھے چلتے پھرتے اپنے رب کو یاد کرتے رہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک صحابی کو جو انکے ردیف تھے [یاولد احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده تجاهك] ''اے لڑکے تو اللہ کا دھیان رکھ اللہ تعالی تیرا دھیان رکھے گا تو اللہ کی طرف متوجہ رہ اللہ تعالی کو اپنے سامنے پائے گا''۔ تو خوشحالی میں اسکے ساتھ جان پہچان پیدا کرلے وہ تنگ حالی میں تجھے پہچانے گا، جب بھی مانگنا ہو اپنے رب سے مانگو، جب بھی مدد چاہنی ہو اپنے پروردگار سے مدد چاہو۔

بلاحساب جنت میں جانے والے

قیامت کا دن ہوگا ابھی مخلوق کا حساب نہیں ہوگا حدیث پاک میں آتا ہے ایک اعلان ہوگا کہا جائے گا اہل فضیلت کہاں ہیں؟ کچھ لوگ کھڑے ہوں گے انکو کہا جائے گا بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جاؤ، لوگ پوچھیں گے فرشتوں سے کہ یہ اہل فضیلت کون تھے؟ تو فرشتے بتائیں گے کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جن کے ساتھ دنیا میں کوئی زیادتی بھی کر لیتا تھا تو یہ اللہ کے لئے اس زیادتی کو بھی معاف کر دیا کرتے تھے یہ اہل فضیلت ہوں گے، جو اللہ کی کا طرح ظلم اور زیادتی کو بھی معاف کر دیا کرتے تھے آج تو ہم کہتے ہیں کہ جی اینٹ کا جواب پتھر سے دو جب وہ جنت میں چلے جائیں گے تو پھر اعلان ہوگا کہ صبر والے لوگ کہاں ہیں کچھ لوگ کھڑے ہوں گے انکو بھی جنت میں بھیج دیا جائے گا بغیر حساب کتاب کے، پھر لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ کہیں گے کہ اللہ رب العزت کے حکموں کی اطاعت میں یہ اپنے نفس کو صبر کے ساتھ روکتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جنکو بغیر حساب کتاب جنت عطا فرمادیا جائیگا آج شہوت ابھرتی ہے اور بندہ اپنے نفس کو روکتا ہے آنکھ اٹھانے کو دل چاہتا ہے بندہ اپنی آنکھ کو قابو میں کرتا

ہے، دل چاہتا ہے کہ رشوت قبول کروں بندہ اپنے آپ کو روکتا ہے، تو یہ جو اللہ تعالی کی اطاعت میں نفس کو صبر کے اوپر جمائے رکھا یہ وہ لوگ ہوں گے جو قیامت کے دن بغیر حساب کتاب کے جنت میں جائیں گے، پھر اسکے بعد تیسرا اعلان ہوگا کہ اللہ تعالی کے پڑوسی کہاں ہیں؟ بہت سارے لوگ کھڑے ہوں گے فرمایا جائے گا بغیر حساب کتاب کے جنت میں چلے جاؤ اب تو لوگ بڑے حیران ہوں گے پوچھیں گے فرشتوں سے کہ یہ اللہ کے پڑوسی کون ہیں؟ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالی کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے ان کو اللہ نے اپنا پڑوسی کہا اور انکو بغیر حساب کتاب جنت عطا فرمادی اور اللہ تعالی کی محبت کا تو اجر ملے گا ہی، البتہ اللہ کی نسبت سے مخلوق سے محبت کریں گے اللہ انکو بھی بغیر حساب کتاب اجر عطا فرمائے گا، تو اسلئے اللہ رب العزت سے یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ رب کریم ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرمادے

جسے رب چاہے

جب تک پروردگار نہیں چاہے گا ہمیں یہ نعمت نہیں مل سکتی، اِدھر سے معاملہ ہوتا ہے اشارہ اُدھر سے ہوتا ہے راستہ خود بخود بن جاتا ہے۔

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

جب وہ چاہتے ہیں تو پھر اپنی طرف آنے کے راستے بھی ہموار کر دیا کرتے ہیں

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ آپ ہی بتلاتے ہیں

وہ ملنے کا راستہ بھی خود کھول دیتے ہیں طریقہ بھی بتلا دیتے ہیں وہ راتوں کو پھر جگا دیا کرتے ہیں، فرشتے بھیج کے اپنے رقعے پہنچاتے ہیں اور پروردگار عالم اپنے فرشتوں کو بھیجتے ہیں کہ جاؤ میرے بندے کو پر مار کر جگا دو یہ میرے دینے کا وقت ہے یہ تہجد

میں اٹھکر مجھ سے مانگیں میں انکے دامن کو بھر دوں گا۔

حضرت اقدس گنگوہیؒ ایک بات فرماتے تھے کہ اللہ تعالی کا نام کتنی ہی غفلت سے کیوں نہ لیا جائے قیامت کے دن انسان کو کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور دے جائے گا یہ اللہ کا نام اتنا برکت والا ہے،

ہم رٹیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

امید کی کرن

جب کسی سے محبت ہوتی ہے اس کا نام لیتے ہوئے بھی منہ میں مٹھاس محسوس ہوتی ہے، اسلئے یاد رکھنا جس بندے کی زبان سے اللہ تعالی کا نام محبت سے نکلا یا جس کی آنکھ سے ندامت کی وجہ سے آنسو نکل آیا یہ آدمی جہنم کی آگ سے ایک نہ ایک دن بچا دیا جائے گا، اسلئے جب زبان سے لفظ اللہ نکلا کرے تو اس نام کی برکت سے دعا مانگا کریں، یا اللہ میں آپ کے نام کی برکت سے یہ مانگتا ہوں اس کے نام میں بھی برکت ہے، میرے دوستو ہمارے گناہ اللہ تعالی کی رحمت کے سمندر کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتے ہیں، ایک مچھر آکر ہاتھی پر بیٹھا اور جب اڑنے لگا تو معذرت کی کہ جی معاف کرنا میں آپ کے اوپر کچھ دیر بیٹھا رہا اس نے کہا کہ میاں نہ تمہارے آنے کا پتہ چلا اور نہ جانے کا پتہ چلا جب مچھر کا وزن ہاتھی کو محسوس نہیں ہوتا تو بندے کے گناہ تو رب کی رحمت کے مقابلہ میں محسوس ہی نہیں ہوتے، ہمارے گناہ اللہ تعالی کی رحمت کے سمندر کے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں، اسلئے جب اللہ تعالی سے محبت کے ساتھ مانگیں گے تو رب کریم یقینا گناہوں کو معاف فرمائیں گے اور اپنی محبت سے نوازیں گے

اسے مانگو جو سب کی سنتا ہے

دعا مانگیں وہ پروردگار سنتا ہے مگر دل سے ہو غفلت بھری دعائیں قبول نہیں ہوتیں ہم سے اگر کوئی مانگنے کے لئے ہاتھ بڑھائے اور منہ پیچھے کو کر لے تو دینے کی بجائے تھپڑ لگانے کو دل کرے گا کہ یہ کیا بدتمیزی ہے کہ ہاتھ آگے بڑھایا اور چہرا پیچھے ہٹایا دوستو آج ہم دعا ایسی ہی کرتے ہی کہ زبان سے لفظ ادا ہو رہے ہوتے ہیں اور دل اللہ تعالی سے غافل ہوتا ہے یہ تو اس پروردگار کا کرم ہے کہ پھر بھی اس دعا کو نامۂ اعمال میں لکھوا دیا کرتے ہیں ورنہ تو پھٹے کپڑے کی طرح منہ پر ماردی جاتی، ہاں پکارنے والوں کی باتیں سنئے ایک بوڑھی عورت ہے اسکا خاوند اس سے کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور اسے کہدیا کہ تو میرے لئے ماں کی مانند ہے عربوں میں یہ لفظ جب کسی کو کہدیا جاتا تو پکی طلاق ہوتی ہی اسکو فقہ کی اصطلاح میں ظہار کہتے ہیں اب وہ بڑھیا پریشان ہو گئی اس عمر میں خاوند کی طلاق اور ایسی پکی طلاق وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی کہنے لگی اے اللہ کے محبوب میرے خاوند نے مجھے طلاق دیدی میں بڑھیا ہوں سہارا بھی کوئی نہیں نہ گھر ہے نہ در ہے میں کہاں جاوں نہ مجھے کوئی اور نکاح میں قبول کرے گا اور نہ اور اولاد ہونے کی توقع میں اب کیا کروں؟ اس نے یہ فریاد نبی علیہ السلام کے سامنے بیان کی قصہ جب سنایا تو اللہ کے محبوب نے بھی یہی فرمایا کہ طلاق تو ہو گئی اب وہ اور پریشان ہو گئی جب ایک دو دفعہ سمجھایا تو اللہ کے محبوب نے بھی خموشی اختیار کر لی حتی کہ اس بڑھیا کو یوں محسوس ہونے لگا کہ خاوند نے تو گھر سے نکال ہی دیا تھا میں اللہ کے محبوب کی خدمت میں حاضر ہوئی محبوب بھی مجھے کوئی ایسی دل چسپی لیتے نظر نہیں آرہے ہیں، جواب دیکر خاموش ہو گئے اب میرے لئے تو کوئی اور ٹھکانا نہیں جب اسکو کوئی اور سہارا نظر نہ آیا اب اپنے رب کی طرف متوجہ گئی اپنے رب سے پکارنے لگی میرے مولی میں بڑھیا ہوں اولاد بڑی ہو گئی خاوندنے گھر سے نکالدیا اور نکاح بھی نہیں کر سکتی اس عمر میں دوسری اولاد ہو بھی نہیں سکتی نہ میرا گھر ہے نہ در ہے، میں بے گھر اور بے در کہاں ٹھوکریں کھاؤں گی اللہ کے محبوب کی خدمت میں

حاضر ہوئی وہ بھی ایک جواب دے کر خاموش ہو گئے مولی تیرے سوا تو میرا کوئی نہیں ، اس بڑھیا کی فریاد کو سن لے رب کریم نے اسی وقت اپنے محبوب پر وحی نازل فرمادی فرمایا ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللّٰهِ﴾ اے مالک آپ کتنے کریم ہیں کہ ایک بڑھیا اگر آپ کو پکارتی ہے آپ اپنے محبوب پر وحی نازل فرمادیتے ہیں تو کیا وہ بوڑھے جو گناہوں میں اپنے بال سفید کر بیٹھے اگر تیرے گھر میں بیٹھ کر آج تجھے پکاریں گے اور تجھ سے تیری رحمت طلب کریں گے اللہ آپ کی رحمت کیوں نہیں متوجہ ہوگی اور انکے گناہوں کو کیوں نہیں معاف فرمائیں گے۔

رحمت حق بہانہ می جوید

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک صحابی پر گریہ طاری ہو گیا وہ رو پڑے نبی علیہ السلام نے انکی آہ وزاری کو دیکھا تو فرمایا اسکا رونا اتنا پسند آیا کہ اسکی وجہ سے محفل میں جتنے لوگ تھے اللہ نے سب کی مغفرت فرمادی وہ کتنا کریم پروردگار ہے اتنے بڑے مجمع میں سے کسی ایک کی فریاد اسنے قبول کر لی تو اسکے صدقے اللہ تعالی باقی سب کی دعائیں بھی قبول فرمالیں گے، وہ بڑا کریم پروردگار ہے،

اللہ کی رحمت پر بھروسہ

ایک مرتبہ ایک صحابی کے سامنے قیامت کا تذکرہ ہوا جب بڑا تذکرہ ہوا تو وہ دوسرے سے پوچھنے لگے کہ قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ تو اسنے جواب میں کہا کہ اللہ تعالی لیں گے، کہنے لگے اگر حساب اللہ تعالی نے لینا ہے پھر تو خیر ہے، انکا مطلب تھا کہ اگر تو فرشتے لیں گے نا تو پھر مسئلہ مشکل ہوگا، اور جب انہوں نے سنا کہ قیامت کے دن اللہ تعالی حساب لیں گے تو کہنے لگے کہ اگر اللہ نے حساب لینا ہے تو پھر تو کوئی مسئلہ نہیں اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالی کتنے کریم ہیں اور پروردگار کتنے رحیم ہیں انکو اللہ تعالی کی رحمتوں پر کتنا بھروسہ ہوگا اور

اللہ کی رحمت پر کتنا یقین ہوگا اور

ہمارا تو رب ہے

حدیث پاک میں آتا ہے ایک بندہ بڑا ہی گنہ گار تھا ایک مرتبہ اپنے گناہوں پر نادم ہوکر اس نے یارب کے الفاظ کہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے گناہوں کو معاف فرمادیا فرشتے بڑے متعجب ہوئے کہ ساری زندگی کے گناہ یارب کے کہنے پر معاف کردیئے رب کریم نے فرمایا[اَیَعْلَمُ اَنَّ لَهٗ رَبًّا] یہ میرا بندہ کیا جانتا ہے کہ اسکا بھی کوئی پروردگار ہے؟ اگر یہ جانتا ہے کہ اسکا کوئی پروردگار ہے تو اب یہ پروردگار اسکے گناہوں کو معاف کردیتا ہے، تو ہمارا تو پروردگا ہے ہم تو اس سے مانگتے ہیں اسکی رحمتوں کو طلب کرتے ہیں کہ رب کریم اپنی رحمت عطا فرمادے۔

اللہ دے گا

دیکھئے ایک بوڑھی عورت تھی بیچاری نادار تھی معذورسی تھی روٹی ملتی نہیں تھی تڑپتی تھی، گھروں سے جاکر مانگتی تھی کبھی کسی کے پاس ہوتا تو دے دیتا اور جس کے پاس نہ ہوتا تو وہ کہتا کہ اچھا بی بی اللہ دے گا، اللہ کی شان کہ اس بڑھیا کی وفات ہوگئی کسی نے خواب میں زیارت کی پوچھا کہ کیا ہوا کہنے لگی کہ میں اللہ کے حضور پیش ہوئی فرشتوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا لائی میں رونے لگ گئی میں نے کہا کہ دیکھو ساری زندگی دردر کی ٹھوکریں کھاتی رہی جدھر ہاتھ پھیلاتی تھی وہ کہتا تھا اللہ دے گا اب میں اللہ کے حضور آئی ہوں تو میں تو ساری عمر سنتی رہی اللہ دے گا اللہ دے گا اور تم پوچھتے ہو کیا لیکر آئی تو مجھے اللہ کب دے گا؟ اسکی بات اللہ کو پسند آئی کہتے ہیں اسی پر اللہ نے گناہوں کی مغفرت کردی،، پس مانگنا ہمارا کام ہے۔

صرف ہاں تو کیجئے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک بندے کی جھونپڑی تھی سرکنڈے کی بنی ہوئی ایک ہاتھی والا کہیں سے آ گیا ہاتھی والے نے اس جھونپڑی والے سے کہا کہ میں آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا کہ جی میں تو نہیں کرسکتا کیوں اس نے کہا کہ آپ تو ہاتھی والے ہیں ہاتھی لیکر آئیں گے اور میری جھونپڑی میں تو ہاتھی آ نہیں سکتا تو ہاتھی والا مسکرایا اور کہنے لگا کہ بس تم ہاں کردو میں تمہاری جھونپڑی کو بھی محل بنا دوں گا، سوچیئے جہاں ہاتھی آجاتا ہے اگر ہاتھی والا محبت کے اقرار کرنے پر اسکی جھونپڑی کو محل بنا سکتا ہے بالکل یہی معاملہ پروردگار نے قرآن پاک میں فرمادیا ﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ اللہ تعالی دوست ہے ایمان والوں کا انکی مثال ہاتھی والے کی طرح ہے اور مؤمن کی مثال جھونپڑی والے کی اب اگر مؤمن ہاں کہدے اللہ آپ دوستی کرنا چاہتے ہیں ہم بھی اس دوستی پر لبیک کہنا چاہتے ہیں تو اب پروردگار ہماری جھونپڑیوں کو محل خود بنادیں گے اور محبت کے آداب خود سکھا کر ہمیں اپنی محبت کی نعمت خود عطا فرمادیں گے، تو بڑے کی طرف سے محبت کا شارہ ہے ﴿اللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ تو جب اشارہ ہے تو ہم اس کے لئے حاضر ہیں اے محبوب ہم آپ سے محبت کے لئے تیار ہیں آپ ہمیں اپنی محبت میں شامل فرمالیجئے۔

تواضع کی ضرورت

دیکھئے محبت میں اور محنت میں حروف اور نکات ایک جیسے ہیں صرف نکتے کے اوپر اور نیچے کا فرق ہے محبت میں نکتہ نیچے ہوتا ہے اور محنت میں اوپر جس کے اندر اونچائی ہے ابھی اسکو محنت کرنی پڑے گی، عجب ہے، تکبر ہے، خود پسندی ہے اسکو اپنے اندر تواضع پیدا کرنی پڑے گی اور اپنے آپ کو جھکانا پڑے گا یعنی تواضع کے ذریعہ محنت مجاھدے کے ذریعہ انسان نکتے کو اوپر سے نیچے لاتا ہے اور انسان

کو اس محنت کے صدقے اللہ تعالیٰ محبت عطا فرما دیتا ہے اسکو محبت مل جاتی ہے۔

ایک سوال کا جواب

اللہ تعالیٰ نے رشاد فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ ''ایمان والوں سے اللہ کو محبت ہوتی ہے اب یہاں محبت کرنے کا حکم نہیں دیا امر کا صیغہ کہیں استعمال نہیں ہوا کہ محبت کرو بلکہ اس جملہ میں اطلاع دی گئی کہ اس جملہ میں خبر دی گئی جملہ خبریہ بن گیا خبر کیا مل رہی ہے ﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط﴾ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت ہوتی ہے تو طالب علم کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے حق تعالیٰ نے اپنی محبت کا حکم کیوں نہیں دیا؟ تو مفسرین نے اس کا جواب لکھا وہ فرماتے ہیں کہ جو حسن و جمال والے ہوتے ہیں ان میں ناز ہوتا ہے اپنے حسن پر وہ کہتے ہیں کہ جب کسی کو پتہ چل گیا کہ ہم اتنے حسین ہیں ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سے محبت کرو حسن کی وجہ سے ہر ایک بے اختیار محبت کرے گا، اے ایمان والو! ہم بھی بتا رہے ہیں ہم کتنے حسن و جمال والے ہیں لہٰذا اس حسن و جمال کی اطلاع کے بعد تم محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتے ہمیں پکا یقین ہے، جب تم ہمارے حسن و جمال کی باتیں سنو گے ہمارے کرم کی داستانیں سنو گے ہمارے رحم کے قصے سنو گے کہ وہ کتنا ارحم الراحمین، احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین ہے تو تم محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتے، ہم پہلے بتا دیتے ہیں کلمہ پڑھنے والو! جب تم میرے متعلق زیادہ معرفت حاصل کرو گے والذین آمنوا اشد حبا للہ ایمان والوں کو اللہ سے شدید محبت ہوتی ہے تو یہ محبت خبر ہے کہ اسکے بغیر بندہ محبت کیے بغیر رہ نہیں سکتا، میرے دوستو اسمیں ایک ناز بھی ہے حسن والے کہتے ہیں کہ ہمارے چاہنے والے بڑے ہیں ہم سے کوئی محبت نہیں بھی کرے گا ہمیں اسکی کوئی پروا نہیں، یہ بھی ناز کا ایک معاملہ ہے، پروردگار نے اطلاع دیدی ایمان والے محبت کرتے ہیں اگر کوئی نہیں کرتا تو ہمارے حسن و جمال پر فرق نہیں آتا عظمت پر

فرق نہیں آتا یاد رکھنا ہمارے چاہنے والے بڑے ہیں، اللہ تعالی سے محبت کرنے والے یوسف اور زلیخا بڑے ہیں، اس کے چاہنے والے لیلی اور مجنو بڑے ہیں، یہ تو ہماری اپنی ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالی سے محبت کرنے والوں میں شامل ہو جائیں ،محبت کرنے والے اس دنیا میں بڑے گذرے ہیں لاکھوں نہیں کروڑوں اسکے چاہنے والے ہیں، راتوں کی تنہایوں میں اسے پکارتے تھے اسکے سامنے دامن پھیلاتے تھے، اسکے نام پر جانیں دیتے تھے، مال لٹاتے تھے اسکی محبت میں راتوں کو رویا کرتے تھے، انکی داستانیں جب سنتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں، میں تصور کی آنکھ میں سوچتا ہوں مجھے بنی اسرائیل کا ایک بوڑھا نظر آتا ہے تنہائی میں بیٹھا اپنے رب سے باتیں کررہا ہے اللہ میں نے سنا موسی علیہ السلام نے بتایا تیری بیوی نہیں تیرے بچے نہیں اللہ تیری خدمت کرنے والا کوئی نہیں میں تجھے دعوت دیتا ہوں اے مالک آجا میں آپ کی خدمت کروں گا، میں یہ دوں گا وہ دوں ،گا موسی علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ اللہ کی شان میں گستاخی کررہا ہے انہوں نے اسکو تنبیہ کی وہ بوڑھا ڈر گیا فوراً حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اور انکو بتلادیا اسکو کسی شاعر نے کہا

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

''اے موسی میں نے تجھے اسلئے بھیجا تھا کہ تو لوگوں کو مجھ سے جوڑ دیتا اور تو نے بندے کو مجھ سے توڑ دیا'' اب ذرا سوچنے کی بات ہے کہ وہ بوڑھا ایسی باتیں کررہا تھا جو اللہ تعالی کی شان کے مناسب نہیں تھیں وہ محبت میں کہہ رہا تھا، اگر وہ باتیں بھی اللہ کو اچھی لگتی ہیں تو جو باتیں اللہ کی شان کے مطابق ہیں اگر وہ کوئی محبت میں کہے گا اللہ تعالی کو وہ باتیں کتنی اچھی لگیں گیں۔

اللہ کے چاہنے والوں میں امام احمد بن حنبل نظر آتے ہیں جنکو کوڑے لگائے گئے اللہ کے قرآن کی خاطر وہ کوڑے برداشت کرلئے،

اللہ کے چاہنے والوں میں امام مالک نظر آتے ہیں وقت کے حاکم نے منہ کالا کر دیا مدینہ میں پھرا دیا کہ انکی بے عزتی ہو کہنے لگے کہ جو جانتا ہے وہ جانتا ہے جو نہیں جانتا وہ بھی جان لے کہ میں مالک بن انس ہوں اور مجھے دین کی خاطر یوں رسوا کیا جارہا ہے، اللہ کی خاطر جان قربان کرنے والے مال قربان کرنے والے عزتیں قربان کرنے والے کیسے کیسے عجیب لوگ گزرے ہیں، اگر ہم اس پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ رب العزت کے چاہنے والے بہت تھے ہمارے مشائخ جتنے گذرے نبی علیہ السلام سے لیکر ایک ایک کے حالات زندگی پڑھئے تو پتہ چلتا ہے کہ انکے دلوں میں محبت کیسی تھی انکے دن اور راتیں کیسی تھیں آج کی اس محفل میں ہم سچے دل سے دعا مانگیں پروردگار ہمارے دلوں کو اپنی سچی محبت سے بھر دیجئے عمر گذرتی جارہی ہے کوئی کہتا ہے فلاں سے بیعت ہیں کوئی کہتا ہے یہ صوفی ہیں کوئی کہتا ہے یہ ذاکر ہے کوئی کہتا ہے یہ سالک ہے یہ سب لفظ اپنی جگہ مگر اگر دل میں محبت کی مٹھاس نہ ہوئی تو ہم قیامت کے دن کیا منہ دکھائیں گے،

محبت کی بھیک

آج وقت ہے اے اللہ! تیرے چاہنے والوں کا مجمع ہے، اسلئے ہم آپ سے ایک ہی سوال کرتے ہیں [اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْکَ] ''اے اللہ ہم آپ سے آپکی محبت کا سوال کرتے ہیں'' ہمارے دلوں کو اپنی محبت سے بھر دیجئے اے اللہ! یہ بے کیف نمازیں ہم کب تک پڑھتے رہیں گے، بے ذوق سجدے ہم کب تک کرتے رہیں گے، کھڑے مسجد میں ہوتے ہیں پہنچے گلی کوچے بازار میں ہوتے ہیں، یہ کب تک ظاہر داری رہے گی، حقیقت کب آئے گی، وہ مقام احسان جو کتابوں میں پڑھتے ہیں ہمیں کب نصیب ہوگا؟ [اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ] اللہ یہ باتیں رہیں گی یا کبھی حقیقت بنے گی یا اللہ آج اسکو حقیقت بنا دیجئے اور ہمیں اپنی سچی محبت عطا فرما دیجئے اے مالک آپ تو بڑے کریم ہیں آپ نے فرعون کے

پاس دو نبیوں کو بھیجا فرعون جیسا مردود جو (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) کہتا تھا اللہ آپ نے ان نبیوں کو حکم فرمایا ﴿فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا﴾ "جاؤ فرعون کے ساتھ نرمی سے بات کرنا" اللہ جو (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) کہتا ہے آپ اسکے ساتھ نرمی کا حکم دیتے ہیں تو ہم تو سجدے میں [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] کہتے ہیں پھر آپ ہمیں کیسے محروم فرمائیں گے، اے مالک! ہماری [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] کو قبول کر لینا، اللہ ہمارے سجدے رد نہ کر دینا، ہم پیشانیاں ٹکاتے ہیں مولی کہیں خالی نہ لوٹا دینا، رب کریم جب آپ (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) کہنے والے کے ساتھ اتنے حلیم ہیں، نرمی کا معاملہ فرمانے کا حکم دیتے ہیں یہ تو [سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی] کہنے والے لوگوں کا مجمع ہے سب تیرے آگے دامن پھیلائے بیٹھے ہیں رب کریم آپ کی رحمت کے سوالی ہیں، آپ کے طلبگار ہیں اللہ کوئی کتنی دور سے آیا اور کوئی کتنی دور سے آیا میرے مولی ایک چاہت لیکر آئے ہیں، تجھے منانے آئے ہیں، اور تیرا تعلق لینے آئے ہیں اے مالک! اب ہمیں خالی نہ لوٹا دینا اور آج کی اس محفل میں مالک ہمیں اپنی محبت کی نعمت عطا فرما دینا، اپنی محبت کی شدت عطا فرما دینا ہم آپ کے چاہنے والوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں، رب کریم! ہمارے اندر استطاعت نہیں ہمارے اندر خوبیاں نہیں، لیکن آپ چاہیں تو آپ ہمیں اپنے قریب کر سکتے ہیں، اللہ جب کوئی چھوٹا بچہ اپنے باپ کی طرف چل کر جاتا ہے تو ڈگمگانے لگتا ہے باپ گرنے نہیں دیتا بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیتا ہے، ہماری بھی ایسی ہی مثال ہے ہم چلنا چاہتے ہیں شیطان گرانا چاہتا ہے، اے مالک گرنے نہ دینا، گرنے سے پہلے ہمیں بھی اپنی رحمت کی چادر میں چھپا لینا، ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ فرما دینا، رب کریم اپنی رحمتوں کے فیصلے فرما دینا اے اللہ ہم آپ سے امیدوار ہیں کہ ہم آپکی محبت کو اپنے دلوں میں پائیں گے ہمارے انگ انگ میں آپ کی محبت سرایت کر جائے گی ہمارے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک اے مالک آپ اپنی محبت ہمارے رگ وریشے میں پیوست کر دیجئے ہم بٹنا بھی

چاہیں آپ ہمیں ہٹنے نہیں دیں گے، ہم پیچھے چلنا بھی چاہیں ہمارے راستے بند کر دیں گے، اللہ ہمیں اپنی محبت عطا فرمادیجئے، میرے مالک ہر بندے کے دل کی تمنا ہوتی ہے، ہمنے کتابوں میں پڑھا، قیامت کے دن کچھ لوگ ہوں گے آپ کے سامنے حاضر ہوں گے، اللہ وہ آپ کو دیکھ کر مسکرائیں گے آپ انکو دیکھ کر مسکرائیں گے، اے مالک اب ہمارے دل کی بھی یہی چاہت ہے ایسی زندگی عطا فرمادیجئے کہ جب قیامت کے دن حاضری ہو اللہ ہم آپ کو دیکھ کر مسکرائیں آپ ہمیں دیکھ کر مسکرائیں آواز آئے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مناجات

والله ماطلعت شمس ولا غربت
والا وانت فی قلبی ووسواسی
الا ذکرتك محزونا ولا طربا
الا وحبك مقرون بانفاسی
ولا هممت بشرب الماء من عطش
الا رایت خیالا منك فی الکاسی
فلو قدرت علی الاتیان زرتکم
سحبا علی الوجه او مشیا علی الراس

تمنائے دل

نشست ۹

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

بمقام زامبیا لوساکا مسجد نور ۲۰۰۲ء

فہرست عناوین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	دل کہاں بنتا ہے	۲۲۲
۲	تربیت کہاں ہوتی ہے؟	۲۲۴
۳	شکر نعمت	۲۲۵
۴	دنیا کا دستور	۲۲۵
۵	رب کی عطا	۲۲۶
۶	ایک مثال	۲۲۶
۷	روزہ دار کی پہلی خوشی	۲۲۷
۸	یتیم مدینہ کا واقعہ	۲۲۹
۹	اللہ کی خوشی	۲۳۱
۱۰	اللہ رب العزت سے امید	۲۳۱
۱۱	اصل عید رب کی دید	۲۳۳
۱۲	ایک نکتہ کی بات	۲۳۵
۱۳	روزہ دار کی دوسری خوشی	۲۳۵
۱۴	انسانی زندگی کے تین دن	۲۳۶
۱۵	سلام میں سلامتی ہے	۲۳۶
۱۶	اللہ کے دیدار کا انداز	۲۳۸
۱۷	رب سے ملنے کی تمنا	۲۳۹
۱۸	سب سے بڑی عطا	۲۴۰

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

محبت الٰہی کا جذبہ انسان کے لئے ایسا ہے جیسے کسی پودے کے لئے پانی ہوتا ہے، پانی نہ ملے تو سرسبز پودے کے پھول اور پتیاں مرجھا کر زمین پر گر جاتی ہیں اور اگر اس مرجھائے ہوئے پودے کو پانی دے دیجئے تو وہ پھر کھل اٹھتا ہے انسان کے اندر محبت الٰہی کے جذبہ کی مثال بھی یہی ہے کہ جس انسان میں محبت الٰہی کا جذبہ بیدار ہو جائے اس کی صفات کھلنا شروع ہو جاتی ہیں اور اس میں ایمان کی خوشبو آنے لگتی ہے اور خوشبو ماحول کو مہکا دیا کرتی ہے۔

اللہ وہ دل دے جو ترے عشق کا گھر ہو
دائمی رحمت کی تری اس پر نظر ہو
دل دے کہ ترے عشق میں یہ حال ہو اس کا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو

ازافادات

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مجددی دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّابَعْد......!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قال اللہ تعالیٰ ﴿مَنْ کَانَ یَرْجُوْ الِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ﴾

(پ ۲۰ ع ۱۳/ ۵)

وقال تعالیٰ فی مقام آخر

﴿فَمَنْ کَانَ یَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا﴾ (پ ۱۶ ع ۳)

وقال رسول اللہ ﷺ

[لصائم فرحتان فرحۃ عند الافطار وفرحۃ عند لقاء الرحمن]

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دل کہاں بنتا ہے

انسان درخت نہیں کہ کھڑا رہے اور پتھر نہیں کہ پڑا رہے یہ تو اشرف المخلوقات ہے اسے چاہیئے کہ یاد الٰہی میں لگا رہے مقصد زندگی اللہ رب العزت کی بندگی اور مقصد حیات اللہ تعالیٰ کی یاد ہے صحیح معنوں میں بندہ وہی ہوتا ہے جسمیں بندگی ہو ورنہ تو سرا گندہ ہوتا ہے جھوٹ اور فریب کا پلندہ ہوتا ہے اس دنیا میں آنا آسان، صحیح معنوں میں انسان بنجانا یہ بہت مشکل کام، جو بنتا ہے یا بناتا ہے وہ پتہ پاتا ہے، جب بننے کی محنت کرتا ہے انسان تب سمجھ آتی ہے کہ انسان بننا کتنا مشکل کام ہے، یوں تو ہر بندہ سمجھتا ہے کہ میں دل کو

جب چاہوں گا ٹھیک کر لوں گا۔

مصحفی ہم تو سمجھتے تھے کہ ہو گا کوئی زخم

تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

یہ تو ان زخموں کی جب پیوندکاری کرنے لگیں گے نا جو گناہوں کے سبب دل پہ لگا بیٹھے پھر احساس ہو گا کہ

دل ہمہ داغ داغ شد

پنبہ کجا کجا نہم

دل تو سارا داغ داغ بن گیا کہاں کہاں اس پر مرہم رکھوں، تو یہ زندگی اسی کام کے لئے ملی ہے کہ ہم اپنے دل کو بنائیں اللہ رب العزت کے حضور پیش کرنے کی خاطر انسان کا دل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴾ قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے کام آئیں گے مگر جو سنورا ہوا دل لائے صاف دل ایسا دل کہ جس میں ماسوا کی محبت کے زخم نہ لگے ہوں، گناہوں کے اثرات نے جس دل کو بیمار نہ کر دیا ہو ایسا دل جو لائے گا اللہ رب العزت کے یہاں وہ قبول ہو گا بندے کو فائدہ دے گا اللہ تعالیٰ دلوں کے بیوپاری ہیں بندے سے دل مانگتے ہیں دل چاہتے ہیں ہم لوگ ایک روپیئے کے بدلے میں داغی سیب نہیں خریدتے دوکاندار سے کہتے ہیں ہمیں نہیں چاہیئے، تو اگر ہم ایک روپیئے کے مقابلے میں داغی سیب قبول نہیں کرتے تو اللہ رب العزت اپنی رضا اپنی لقاء اپنے مشاہدے کے بدلے میں داغی دلوں کو کیسے قبول فرمائیں گے وہ بھی یہی چاہتے ہیں کہ اس دل کو بے داغ لیکر آؤ میرے پاس اس دل کو سنوارنے کا نام ہی تصوف اور سلوک ہے اور ان خانقاہوں کے قیام کا بنیادی مقصد اپنے دلوں کو سنوارنا ہے، دنیا میں یونیورسٹیاں ہوتی ہیں جہاں لوگ جا کر تعلیم حاصل

کرتے ہیں، یہ خانقاہیں وہ یونیورسٹیاں ہیں جہاں لوگ آکر تربیت حاصل کرتے ہیں،

تربیت کہاں ہوتی ہے؟

''تعلیم'' اور ''تربیت'' یہ دو لفظ ہمارے مشائخ نے شروع سے اکھٹے کردیئے ہیں، تو آج تعلیم تو پالی مدارس میں تربیت کہاں سے پائیں؟ وہ پھر خانقاہوں سے پائیں خانقاہ کسی عمارت کا نام نہیں ہوتا، خانقاہ شخصیت کا نام ہوتا ہے کوئی اللہ کا بندہ کہ جس کو کسی بنانے والے نے بنایا اور اسکے ذمے یہ کام لگایا وہ اسکے اندر بیٹھ کر تربیت کرتا ہے یہ مشائخ اپنی طرف سے کام نہیں کرتے یہ تو نمائندہ اور وکیل بن کر کام کرتے ہیں۔

ہمارے حضرتؒ نے ایک عجیب واقعہ سنایا فرمانے لگے کہ جب میری حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ سے حرم شریف میں ملاقات ہوئی تو میں نے انکا پر انوار چہرا دیکھا جس پر علم کا نور، عمل کا نور، نسبت کا نور، اور اللہ تعالی نے ویسے بھی انکو بدنی طور پر بہت خوبصورت بنایا تھا، تو ملاقات کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ نے یہ چہرا کیسے بنایا؟ تو قاری صاحب فرمانے لگے یہ میں نے نہیں بنایا یہ میرے شیخ نے بنایا ہے، دوستو! ان کو خانقاہیں کہتے ہیں فرق اتنا ہوتا ہے کہ یونیورسٹیوں میں تو آٹھ گھنٹے تعلیم پائی پھر چھٹی ان روحانی خانقاہوں میں چھٹی نہیں ہوتی ؎

اسکو چھٹی نہ ملی جس نے سبق یاد کیا

یہاں چوبیس گھنٹے بندہ سیکھتا ہے خلوت میں بھی جلوت میں بھی رات میں بھی اور دن میں بھی جب شیخ کے سامنے آیا تو انہوں نے اسی وقت روک ٹوک کردی ایسے نہیں ایسے، یوں نہیں کہنا تھا یوں کہنا تھا، تو یونیورسٹیوں میں آٹھ گھنٹے کا طالب علم اور ان خانقاہوں میں چوبیس گھنٹے کا طالب علم اور یونیورسٹیوں میں تو ایک ہی مضمون پڑھاتے ہیں اور یہاں پوری زندگی کا مضمون پڑھاتے

ہیں، اٹھتے دیکھا بیٹھتے دیکھا بات کرتے دیکھا ہر چیز پہ شیخ کی نظر ہوتی ہے کبھی وہ انفرادی زندگی کے بارے میں سمجھا رہے ہیں کبھی اجتماعی زندگی کے بارے میں ، تو ان خانقاہوں والی یونیورسٹیوں میں ایک مضمون نہیں پوری زندگی کا مضمون سمجھایا جاتا ہے۔

شکر نعمت

اللہ رب العزت نے اپنی مہربانی سے اپنے فضل سے اپنے کرم سے چند دن یہاں اعتکاف کی نیت سے گذارنے کی توفیق عطا فرمائی یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے وما توفیقی الا باللہ یہ ہماری توفیق اللہ کی طرف سے ہے اللہ تعالی کا کرم اسکا احسان اگر شامل حال نہ ہوتا تو ہم یہ کام نہ کرپاتے انسان اتنا کمزور ہے اگر اسکو چھوٹا سا مچھر کاٹھ لے تو ملیریئے کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا ہے، بیکٹیریا جو نظر ہی نہیں آتا وہ اگر بدن میں جاکے عمل کر جائے تو انسان چارپائی پر پڑ جاتا ہے، وائرس کہ جس کے بارے میں ڈاکٹر آپس میں بحث کرتے ہیں کہ یہ زندہ بھی ہے یا نہیں کیوں کہ اسکے زندہ رہنے کے لئے کسی سواری کی ضرورت ہوتی ہے اتنی کمزور چیز اگر وہ انسان کے اندر جا کر عمل کرلے تو انسان چارپائی پر بیٹھ جاتا ہے پروردگار نے ہمیں ان تمام بیماریوں سے محفوظ کیا اور اپنے گھر میں بیٹھنے کی توفیق دی تو یہ اللہ رب العزت کا کرم ہے

دنیا کا دستور

دنیا کا دستور بھی ہے کہ جب کوئی سخی کسی کو اپنے در پہ بلاتا بھی ہے تو دینے کیلئے بلاتا ہے جس کو دینا نہیں ہوتا اس کو وہ آنے ہی نہیں دیتا ہمیں اگر کوئی بندہ اچھا نہ لگتا ہو ہم اسے کہہ دیتے ہیں کہ میاں تم اس طرف نظر نہ آیا کرو تو ہمیں کوئی بندہ اچھا نہ لگے ہم اپنے گھر کے قریب اسے دیکھنا پسند بھی نہیں کرتے، پروردگار عالم بھی اسی طرح اگر کسی سے ناراض ہوتے ہیں مسجد کا دراسکو دیکھنے نہیں دیتے کتنی بار ایسی باتیں سنیں کہ مسجد کی کرایہ کی دکانیں

ہیں مسجد کے دروازے پر اور ایک آدمی کرایہ دار ہے اسکو نماز پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی، تو اپنے گھر اسی کو بلایا جاتا ہے جسکو اپنا سمجھا جاتا ہے۔

رب کی عطا

اللہ رب العزت کے گھر آجانے کی توفیق مل جانا اور پھر دس دن اعتکاف کی حالت میں بیٹھنا یہ اللہ رب العزت کی مہربانی کی دلیل ہے، معتکف اللہ رب العزت کے دروازے کی دہلیز پکڑ کر بیٹھتا ہے جیسے سائل مانگنے والا کسی بڑے دروازے پر بیٹھتا ہے امید کے ساتھ کہ یقیناً کھلے گا کچھ عطا ہو گا تو معتکف بھی اسی طرح اللہ رب العزت کے دروازے پر بیٹھ کر امید لگا کر بیٹھتا ہے آپ حضرات مختلف جگہوں سے تشریف لائے آپنے یہاں وقت گذارا اس عاجز کے دل میں سو فیصد پکا یقین ہے کہ یہ اعمال اللہ کے یہاں قبول ہوں گے، کریم سے یہ بعید ہے کہ پہلے کسی کو آنے دے، عمل کرنے دے، اور پھر کہے کہ میں اجر نہیں دیتا۔

ایک مثال

مثال سمجھیں کہ ہم اگر اپنے گھر میں کوئی بندہ لائیں کام کرنے کیلئے، بجلی کی فٹنگ پائپ فٹنگ کیلئے، اور وہ سارا دن کام کرے جب شام کو جانے لگے تو ہمارے اندر جو تھوڑی سی شرافت نفس ہے وہ بھی اس بات کو گوارہ نہیں کرتی کہ اسکو مزدوری دیے بغیر بھیج دیا جائے، ہمارا دل نہیں چاہے گا، ہم کہیں گے سارا دن کام کیا اسکو کیسے خالی بھیجیں تو جب ہم کمزوروں کی یہ حالت ہے کہ اگر تھوڑی سی شرافت نفس اللہ نے دی تو وہ گوارا نہیں کرتی کہ کسی کو خالی بھیجیں تو اس احکم الحاکمین کا کیا پوچھنا ﴿ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾ ”جس کے پاس زمین و آسمان کے خزانے موجود ہیں“ اگر کسی بندے نے اسکے گھر میں آکے اسکے لئے محنت اور مزدوری کی تو وہ ان

بندوں کو کیسے خالی لوٹا دے گا، پروردگار تو اتنے قدردان ہیں کہ اپنے محبوب کے ذریعہ پیغام پہنچا دیا کہ اگر کوئی مزدور مزدوری کرے تو اسکا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکو مزدوری دو اب سوچیئے جو اتنے مہربان ہیں کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دوسروں سے مزدوریاں دلواتے ہیں، تو جب کسی مزدور نے انکے لئے مزدوری کی ہوگی تو وہ پروردگار کتنا جلدی عطا فرمائیں گے، مہینہ ختم ہوتا ہے لوگوں کے دل خوش ہوتے ہیں ہمیں تنخواہ ملے گی الحمد اللہ اعتکاف والوں کو آج خوشی ہونی چاہیئے روزہ داروں کو آج خوشی ہونی چاہیئے کہ الحمد للہ، اللہ رب العزت نے ایک مہینہ ایک عبادت کی توفیق عطا فرمائی اب ہمیں ان عملوں کے اوپر اجر ملے گا۔

میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے

روزہ دار کی پہلی خوشی

ہم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس مہینہ میں اللہ رب العزت کی رضا کیلئے کیا ہے، قبولیت کے لئے کیا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں فرمایا[لصائم فرحتان]"روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہوتی ہیں پہلی خوشی[فرحة عند الافطار]"ایک خوشی تو اسے افطار کے وقت ملتی ہے" یہ جو افطار کی خوشی ہے اسکے بھی دو حصے ہیں

......(۱) ایک تو روزانہ افطار کے وقت کی خوشی جیسا کہ دیکھتے ہیں کہ افطار کے وقت آدمی ٹھنڈا پانی پیتا ہے کچھ اپنے منہ میں ڈالتا ہے تو طبیعت کے اندر ایک خوشی کی لہر سی دوڑ جاتی ہے یہ لہر دو وجہ سے ہوتی ہے ایک تو اس وجہ سے کہ ہمنے ایک عبادت کی نیت کی اللہ کے فضل سے وہ عبادت مکمل ہو گئی اسلئے اگر افطاری سے ایک گھنٹہ قبل فرض کرو منہ بھر کر ابکائی آئے

،جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس بندے کو کتنا دکھ ہوتا ہے کہ میں نے اتنا وقت بھوک پیاس میں روزہ کی حالت میں کاٹا اور اتنا قریب آکر میرا وہ روزہ نہ رہا تو معلوم یہ ہوا کہ جنکا روزہ مکمل ہو جاتا ہے، عبادت کی تکمیل کی وجہ سے خوشی حاصل ہوتی ہے اور اسلیئے بھی کہ اللہ رب العزت کی نعمت انسان پھر کھانے لگ جاتا ہے

......(۲) اور ایک خوشی اسلیئے کہ حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ روزہ دار آدمی جب افطار کرتا ہے تو اسوقت اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو قبول فرماتے ہیں یہ بڑی عجیب نعمت ہے، دیکھیں ہمیں کوئی بڑا بزرگ، عالم، اللہ والا آکر بتادے بھئی یہ قبولیت دعا کا وقت ہے تو ہم کتنے ذوق اور شوق سے اللہ سے دعائیں مانگیں گے کہ قبولیت دعاء کا وقت ہے، ولیوں کے سردار، نبیوں کے سردار، سید الانبیاء والمرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے بتلا دیا کہ روزہ دار آدمی کی افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اب بتائیے کہ یہ کتنی بڑی خوشی کی بات ہے یہ ایسی عبادت ہے کہ جو آدمی روزہ رکھتا ہے پروردگار عالم اس روزہ دار کی عبادت سے اتنا خوش ہوتے ہیں کہ ہواؤں کے اندر پرندے اور پانی کے اندر مچھلیاں اور بلوں کے اندر چیونٹیاں بھی روزہ دار بندے کیلیئے استغفار کر رہی ہوتی ہیں تو اب دیکھیئے کہ مخلوق بھی سفارشیں کر رہی ہے اور خود اسکو بھی فرمادیا کہ تمہاری دعا قبول کریں گے تو پھر افطار کے وقت روزہ دار کو کتنی خوشی ہو گی اور یہ تیس دن کے رمضان میں تیس مرتبہ نصیب ہوتی ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ اسلیئے افطار کے وقت میں دوست احباب الحمد للہ دعائیں خوب کرتے رہے۔

ایک ہے مہینے کا افطار اور ایک ہے روزانہ کا افطار تو روزانہ کا افطار تو ہم کرتے رہے لیکن آج جو ہم افطار کریں گے یہ ہے پورے مہینے کا آخری دن یعنی روزوں کا مکمل افطار ہو گا، ایک خوشی اسکی ہوتی ہے کہ الحمد للہ اللہ رب العزت نے پورا رمضان خیریت سے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمادی

اسی لئے جب یہ انسان رمضان المبارک کے روزے مکمل کرلیتا ہے تو اس سے اگلے دن اللہ رب العزت کا مہمان بنجاتا ہے اسلئے یکم شوال عید کا دن کہلاتا ہے اس دن مؤمن اپنے رب کا مہمان ہوتا ہے فقہانے لکھا کہ پہلی شوال کا روزہ منع ہے کیوں؟ اسلئے کہ اگر بادشاہ وقت دعوت کرے اور ایک بھنگی کو بلالے اور وہ بھنگی کھانے سے انکار کرے تو یہ بادشاہ کی توہین ہے، بھنگی کی کہاں جرأت کہ بادشاہ کی دعوت کوٹھکرائے تو جب اللہ رب العزت نے اتنی مہربانی فرمائی کہ اپنے بندوں کے روزوں کی قبولیت کے طور پر انکو فرمایاکہ تم میرے مہمان ہو اب یکم شوال کو روزہ کوئی نہیں رکھ سکتا اب افطار کرو یہ خوشی کا دن ہے سب کے سب اللہ کے مہمان ہیں ماشاء اللہ اسی لئے عید کی خوشیاں ہوتی ہیں عید کے دن ہر بندے کے دل میں خوشیاں اس وجہ سے بھی ہوتی ہیں کہ عبادت کی تکمیل ہوئی اور اس وجہ سے بھی کہ آج ہم اللہ تعالی کے مہمان ہیں اسلئے جو غربا اور مساکین ہیں جو اس دن نہیں کھاسکتے انکو فطرانہ دینا پڑتا ہے، فرمایاکہ عید کا دن آنے سے پہلے فطرانہ دیکر آؤ جن غریبوں کے گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں آج وہ میرے مہمان ہیں میری دعوت ہے امیرو! فقط تم نے ہی بریانیاں نہیں کھانی آج تم پہلے غریبوں کو دے کے آؤ تب میرے گھر میں آؤ۔

یتیم مدینہ کا واقعہ

نبی علیہ الصلوۃ والسلام عید کے دن اپنے گھر سے عید گاہ کی طرف تشریف لارہے ہیں، کچھ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا جب ذرا آگے بڑھے تو ایک بچے کو اداس اور مغموم دیکھا محبوب رک گئے پوچھا بیٹے کیوں تم اداس بیٹھے ہو؟ کہا اے اللہ کے محبوب میں یتیم مدینہ ہوں میرے والد فوت ہو چکے میرے لئے کپڑے لانے والا کوئی نہیں کہ آج میری ماں مجھے نہلا کے کپڑے پہناتی اور میں بھی خوشی خوشی بچوں کے ساتھ کھیلتا اسلئے اداس مغموم

بیٹھا ہوں نبی علیہ السلام رک گئے اسے فرمایا کہ اچھا اگر تمہارے والد فوت ہو چکے تو آؤ محمد عربی تمہیں اپنا بیٹا بناتا ہے اسکو گھر لیکر آئے فرمایا حمیرا لبیک یا رسول اللہ اس بچے کو نہلاؤ یہ یتیم ہے، نہلا دیا گیا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ایک چادر کے دو ٹکڑے کئے ایک کو اسکے بدن پر تہبند کی طرح باندھا اور دوسری کو اسے اڑھا دی ام المؤمنین نے اسکو تیل لگایا کنگھی کی سرمہ ڈالا خوشبو لگائی بچہ تیار ہو گیا اور خوش ہو گیا اب وہ ساتھ چلنا چاہتا ہے کتابوں میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام تشریف فرما ہو گئے بیٹھ گئے اور اس بچے سے فرمایا کہ تم پیدل نہیں چلو گے آج میرے کندھے پر سوار ہو کر چلو گے چنانچہ نبی علیہ السلام نے اس یتیم کو اپنے کندھے پر سوار فرمایا پھر جب اس گلی میں سے گزرے کہ جہاں بچے کھیل رہے تھے ان بچوں نے پھر سلام کیا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جس بچے کو ہم کھیلنے نہیں دے رہے تھے وہ تو نہا دھو کے نبی علیہ السلام کے کندھے پر سوار ہے اس بچے نے انکو کہا کہ مجھے نبی علیہ الصلوۃ والسلام عید کی نماز کے لئے لے کر جا رہے ہیں میں آپ ﷺ کا بیٹا بن گیا ہوں انمیں سے ایک بچہ کہتا ہے کہ کاش ہم بھی یتیم ہوتے اللہ کے نبی ہمیں بھی کندھے پر اٹھا کر عید گاہ تشریف لے جاتے جب عید گاہ میں پہنچے نبی علیہ السلام ممبر پر چڑھنے لگے یہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا فرمایا نہیں آج میرے ساتھ ممبر پر بیٹھو چنانچہ آپ جہاں تشریف فرما ہوئے بچہ کو پاس بٹھایا اور نبی علیہ السلام نے اسکے سر پر دست شفقت رکھ کر فرمایا کہ جو آدمی یتیم کے سر پر شفقت و محبت کا ہاتھ رکھے گا جتنے بال اسکے ہاتھ کے نیچے ہوں گے اللہ تعالی اتنی نیکیاں اسکے نامۂ اعمال میں عطا فرمائے گا فرمایا [انا و کافل الیتیم ھکذا] ''فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں ایسے اکھٹے ہوں گے جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں اکٹھی ہوتی ہیں'' تو یہ شہر المواسات (غم خواری کا مہینہ ہے) یہی تو ہم نے غمخواری سیکھی ہے کہ دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنا ہے لھذا عید کے دن غریبوں کو خوشیوں میں شامل کرلیا گیا یہ مہمان نوازی ہے پروردگار

کی طرف سے۔

اللہ کی خوشی

ـ اللہ تعالی عید کے دن اپنے مؤمن بندوں سے بڑے خوش ہوتے ہیں ملائکہ کو عید کی رات ارشاد ہوتا ہے کہ جاؤ اور پوری زمین پر پھیل جاؤ جبرئیل فرشتوں کے ساتھ آتے ہیں اور کونوں پر انکی ڈیوٹیاں لگ جاتی ہیں اس رات کو بھی جنت سجائی جاتی ہے تیز ہوائیں چلتی ہیں جیسے مہمان نوازی کی تقریب کی تیاریاں ہوتی ہیں اسی طرح جنت میں مہمان نوازی کی تیاریاں کی جاتی ہیں اور جب وہ دن آتا ہے اور لوگ عیدگاہ کی طرف چلتے ہیں تو فرشتے ان سے مصافحے کرتے ہیں پھر عید کی نماز پڑھتے ہیں تو اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتے ہیں یہ میرے بندے کس لئے اکھٹے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ان بندوں نے مزدوری کی ہے ان کو مزدوری ملنی چاہیئے تو اللہ رب العزت فرشتوں سے کہتے ہیں کہ میرے بندوں سے کہدو [قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیئاتکم حسنات] ''کھڑے ہو جاؤ بخشے بخشائے میں نے تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا'' رب کریم اتنا خوش ہوتے ہیں اور پھر اعلان ہوتا ہے اے ایمان والو! [فبعزتی وجلا لی لااخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود] مجھے اپنی عزت کی قسم مجھے اپنے جلال کی قسم اگر تم میری اطاعت کرتے رہو گے تو میں تمہیں کافروں کے سامنے کبھی رسوا نہیں کروں گا تو پروردگار تو اتنا اجر دینے والے ہیں، اسلئے آج کے یہ لمحات ہمارے لئے خوشی کے لمحات ہیں حسن ظن رکھئے اللہ رب العزت کے ساتھ، جیسا گمان رکھو گے وہ ویسا معاملہ فرمائے گا، تو ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالی کی رحمت ہو گی،

اللہ رب العزت سے امید

رابعہ بصریہ نے حج کیا اور حج کر کے کہنے لگی کہ ہمیں اجر ملے گا کسی نے

کہاکہ اتنا یقین سے کیسے کہہ رہی ہیں کہ پکا اجر ملے گا کہنے لگی دیکھیں دو حال سے بات خالی نہیں یا تو حج قبول ہو گا تو اجر ملے گا کیوں کہ قبولیت جو ہو گئی یا پھر حج قبول نہیں ہو گا اور اگر ایسا ہوا تو یہ تو میرے لئے بڑی مصیبت ہے اور اللہ تعالی نے مؤمن کے ساتھ وعدہ کیا کہ اسکی مصیبت پر بھی اسکو اجر عطا فرمائے گا لہذا کہنے لگی کہ اجر ملنا ہے یہ پکی بات ہے۔

تو اللہ تعالی اس اعتکاف کو قبول فرمائے ہمارے دل کی خوشی یہی ہے اور اس کریم کے ساتھ امید یہی ہے یقیناً وہ قبول فرمائیں گے اسلئے کہ سوچ یہ ہے کہ جب اس نے آنے کی توفیق دیدی تو وہ عطا کرنا چاہتا ہے، ہم تو دنیا کے سخیوں کو دیکھتے ہیں جب کسی کو گھر بلا لیتے ہیں تو خالی نہیں جانے دیتے تو پروردگار نے بھی جو بلا لیا یہ بلانا ہی کچھ دینے کی دلیل ہے تو اسلئے سو فیصد یقین کے ساتھ بس دعائیں کیجئے گا کہ ہم اللہ تعالی سے جو دعائیں مانگیں گے وہ ہمیں یقیناً ملیں گی جتنے خلوص سے مانگیں گے اتنا زیادہ ملے گا عمل تو سب نے ایک کیا لیکن ہر ایک کا اجر اسکے اپنے خلوص کے بقدر اسکی اپنی محبت الہی کے بقدر رہو گا دیکھئے

ایک من سونا...... ایک من

ایک من لوہا...... ایک من

ایک من مٹی...... ایک من

وزن میں سب برابر ہیں لیکن مٹی کی قیمت کچھ اور ہے اور سونے کی قیمت کچھ اور ہے، اعتکاف میں سب بیٹھے لیکن اب ہر بندے کے اخلاص کے بقدر اللہ تعالی اس پر ریٹ لگائیں گے، اللہ کرے کہ ہم سب کے لئے سونے کا ریٹ لگ جائے [وما ذلک علی اللہ بعزیز] "اللہ تعالی کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے" اخلاص کے ساتھ مانگیں۔

دیکھئے لینے کے دو طریقے ہوتے ہیں ایک ہوتا ہے ضابطہ کا طریقہ

اور ایک ہوتا ہے رابطہ کا طریقہ ضابطہ سے تو ضابطہ کے مطابق ہی ملتا ہے مثال کے طور پر ایک بندے نے گھر میں مزدوری کی دو سو روپیئے اسکی مزدوری تھی دو سو روپیئے اسکو مل گئے وہ چلا گیا یہ ضابطے کا کام ہے، لیکن اسکی محنت مالک کو پسند آ گئی وہ پسینہ بہا کر محنت کر رہا تھا، مالک نے دیکھا اچھا لگا، مالک نے بلالیا بھئی کیا حال ہے کہاں رہتے ہو؟ کیا کرتے ہو اس نے بتایا کہ میں پریشان حال ہوں بیٹی کی شادی کرنی ہے مزدوری کر رہا ہوں، اب جب سنا کہ بیٹی کی شادی کرنی ہے تو مالک اپنے گھر گیا اور دس ہزار روپیئے لاکر اس مزدور کو دیدیئے، یہ جو کچھ اسکو ملا یہ اسکو رابطے کی وجہ سے ملا، تو ضابطے سے تو دو سو ملنے تھے اب جب ذرا رابطہ ہوا اور مالک کو پسند آ گیا تو اب دس ہزار روپیئے مل گئے تو رابطے پر وہ ملتا ہے جو ضابطہ پر نہیں ملا کرتا اسلئے کئی دوست پوچھتے ہیں کہ جی اشراق پڑھنے پر حج اور عمرے کا ثواب کیسے؟ ارے بھائی یہ اشراق کا پڑھنا رابطہ ہے یہ اور معاملہ ہے یہ مالک کی دین ہے جب چاہے دیدے اور جتنا چاہے دیدے ایک حج عمرے کی کیا بات کرتے ہو سبحان اللہ۔

تو فرمایا کہ [للصائم فرحتان] ایک خوشی تو ملتی ہے افطار کے وقت جو ہمیں پورے رمضان میں ملی اور ایک آج پورے رمضان کا افطار یہ بھی ایک خوشی ہے اسلئے کہ کل عید کا دن ہے۔

اصل عید رب کی دید

عید کا چاند دیکھ کر خوشی ہوتی ہے بلکہ ضرب المثل بن گیا کوئی بہت محبوب ہونا اور ذرا دیر سے نظر آئے تو کہتے ہیں کہ یار عید کا چاند بن گئے خوشی کی علامت بن گیا ہے یہ عید کا چاند اور شاعروں نے اس پر بڑے اشعار لکھے لیکن فاسقوں کے اشعار پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہمارے اکابرین سے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے ایک شعر کہا فرماتے ہیں۔

عید گاہ ما غریباں کوئے تو
انبساط عید دیدن روئے تو

(کہ ہماری عید گاہ تو اے محبوب تیری گلی ہے، اور عید کی خوشی تو اے محبوب تیرے چہرے کو دیکھنا ہے) کھانے پینے کی خوشی تھوڑی ہوتی ہے محبوب سے ملنے کی خوشی ہوتی ہے اللہ اکبر، اورنگ زیب عالمگیرؒ کی بیٹی زیب النسا مخفی اس نے بھی عجیب شعر کہا فرماتی ہیں ۔

مرغ دل را گلشنے بہتر ز کوئے یار نیست
طالب دیدار را ذوق و گل گلزار نیست

(مرغ دل کے لئے کوئے یار سے بہتر گلشن اور کوئی نہیں ہے، جو دیدار کا طالب ہوتا ہے اسے گل و گلزار کی حاجت نہیں ہوتی)

گفتم از عشق بتاں اے دل چہ حاصل کردہ ای
گفت مارا حاصل جز نالہ ہائے زار نیست

(میں نے پوچھا اے دل تو نے ان بتوں کے عشق سے کیا پایا اسنے کہا کہ ان نفسانی محبتوں سے رونے دھونے کے سوا مجھے اور کچھ نہیں ملا)

چند قطرے خون مخفی برائے محو شاں
ریختن بر خاک و گل ایں شیوۂ عطار نیست

(اے مخفی یہ دل جو دو قطرے خون کا ہے اس قطرے کو مٹی کے اوپر بہا دینا یہ عطار کا شیوہ نہیں ہوا کرتا)

یہ دل تو کسی اور کام کے لئے ہے، تو اللہ والوں کو تو عید کے دن میٹھا کھانے کی خوشی نہیں اللہ تعالی کے دیدار کی خوشی ہوتی ہے، اسلئے کسی اللہ والے سے کسی نے پوچھا کہ حضرت عید کب ہوگی انہوں نے فرمایا کہ ''جب دید ہوگی تب عید ہوگی'' تو حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے ہیں

عید گاہ ما غریباں کوئے تو
انبساط عید دیدن روئے تو

(کہ ہماری عید گاہ تو اے محبوب تیری گلی ہے، اور عید کی خوشی تو اے محبوب تیرے چہرے

کی دید ہے)

صد ہلال عید قربانت کنم
اے ہلال عید ما ابروئے تو

(میں عید کے سو چاندوں کو قربان کر دوں، اے کہ تیرا ابرو میرے لئے ہلال عید کی مانند ہے)
اسلئے آج ہم یہی دعا مانگیں کہ رب کریم عید کو عید بنا دیجئے اپنی دید عطا فرما دیجئے

ایک نکتہ کی بات

اللہ رب العزت نے اس امت کو تیس روزے عطا کئے اور بنی اسرائیل کو چالیس روزے مگر اِنکو اجر چالیس کا ملے گا، مزا دیکھئے کہ مزدوری تھوڑے وقت کی اور اجر زیادہ، وہ کیوں؟ کہ اَوَر ٹائم بھی عطا کر دیا آخری دس دن کا اعتکاف اللہ تعالی نے جو اپنے محبوب کی سنت بنا دیا تو بیس دن تو بیس بنے، اور یہ جو دس دن کا اعتکاف تھا معتکف دن اور رات دونوں عبادت کی حالت میں رہتا ہے اللہ تعالی نے ان دس دنوں کو بیس دن کے برابر بنا کر چالیس دن سمجھ لیا لہذا موٴمنوں کو چالیس دن کا ثواب عطا کیا جائے گا تو امت روزے تیس رکھے گی اور اجر چالیس کا پائے گی سبحان اللہ،

روزہ دار کی دوسری خوشی

حدیث پاک میں فرمایا کہ دوسری خوشی موٴمن کو ملے گی[فرحة عند لقاء الرحمن]وہ خوشی ملے گی کہ جب رحمٰن سے انکی ملاقات ہو گی یعنی ایک خوشی تواب ملی اور دوسری خوشی ملے گی قیامت کے دن اسکو قرآن مجید میں یوم التغابن (فیصلہ کا دن کہا) ﴿یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ ”کہ وہ ایسا دن ہو گا اے اَنسان یا تو زندگی کی بازی جیت جائے گا یا پھر زندگی کی بازی ہار جائے گا“ وہ ہمارے لئے ہار جیت کا دن ہو گا اس دن میں اگر موٴمن کو رحمٰن کی ملاقات سے خوشی ہو تو یہ جیت کی دلیل ہے، تو بہر حال وہ خوشی کا دن ہو گا موٴمن کیلئے۔

انسانی زندگی کے تین دن

تین دن ہماری زندگی کے بڑے اہم ہیں

(۱)...... ایک وہ دن جب انسان دنیامیں آتا ہے،

(۲)...... دوسرا وہ دن جب انسان دنیا سے اپنے رب کی طرف جاتا ہے،

(۳)...... تیسرا وہ دن جب بندے کو قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اسلئے حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا تھا ﴿وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا﴾ یہ تین دن بڑے اہم ہیں ،اب ایک دن تو ہمارا گزرچکا کہ دنیامیں آئے اب دو دن باقی ہیں اللہ کرے کہ وہ دو دن ہمارے لئے خشیوں بھرے دن بنجائیں اور قیامت کا دن ہمارے لئے سب سے زیادہ خوشیوں والا دن بنجائے تو روزہ دار کے لئے حدیث پاک میں خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن ایک اور خوشی اسکو ملے گی ،بس اس دن سلامتی مل جائے اللہ اکبر

سلام میں سلامتی ہے

یہ جو بندہ سلام کرتا ہے کسی کو، یہ بھی خوشی کا ایک پیغام ہوتا ہے تو مؤمن کے لئے وہ دن سلامتی کا دن بنجائے گا ایک بات درمیان میں ابھی دل میں آئی عرض کرتا چلوں نبی علیہ السلام نے سلام کرنے کا تاکیداً حکم فرمایا، فرمایا [افشوا السلام بینکم] سلام کو اپنے درمیان میں پھیلاؤ واقف ناواقف ہر بندے کو سلام کرو صحابہؓ کرام اگر درخت کی اوٹ میں بھی چلے جاتے تھے تو جب باہر نکلتے تھے تو ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے کثرت سے سلام کرتے تھے، یہاں ایک علمی نکتہ ہے ہم طلبا کیلئے کہ اللہ رب العزت کے محبوب جب معراج میں اللہ تعالی سے ملاقات کے لئے گئے تو انہوں نے وہاں جاکر سلام کیوں نہ کیا؟ جب کہ امت کو اتنی تاکید کی،

بلکہ فرمایا [التحیات للہ والصلوات والطیبات] قولی تعریفیں بدنی عبادتیں یا مالی عبادتیں سب کی سب اس اللہ پروردگار کے لئے ہیں، بس اتنی تعریف کی، سلام کا لفظ کہیں نہیں کیوں؟ بنیادی وجہ یہ کہ سلامتی کی ضرورت اسکو ہوتی ہے جس پر مصیبتیں اور پریشانیاں آنی ہوتی ہیں اسکو دعا دی جاتی ہے کہ تم مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ جاؤاور پروردگار تو خود سلام ہے تو اسکی ذات تو اس سے بالا ہے اونچی ہے اسلئے نبی علیہ السلام نے جاکر تعریف کردی جب نبی علیہ السلام نے اللہ تعالی کی تعریفیں کیں اوووہ بھی تین الفاظ میں [التحیات للہ والصلوات والطیبات] اسکے جواب میں پروردگار نے فرمایا [السلام علیک ایھا النبی] اللہ تعالی اپنے محبوب کو فرماتے ہیں [السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ] دیکھا ﴿ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلاَّ الْاِحْسَانُ ﴾ تین تعریفیں محبوب نے کی تھیں تین الفاظ میں جواب نبی علیہ السلام کو اللہ تعالی نے دیا جب جواب مل گیا تو نبی علیہ السلام کی امت پر شفقت دیکھئے آپ کو امت کے غریب یاد آئے امت کے گنہگار یاد آئے آپنے اس سلامتی میں اپنی امت کو شامل کرنے کیلئے فرمادیا [السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین] تو یہ سلامتی تو مؤمنوں کے لئے ہے، لہذا قیامت کے دن مؤمنوں کو پروردگار کی طرف سے سلامتی ملے گی یہ تو رب کریم کی ضیافت ہو گی ﴿ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِی ظِلٰلٍ عَلَی الْاَرَائِکِ مُتَّکِئُوْنَ لَهُمْ فِیْهَا فَاکِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ سَلٰمٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴾ دیکھی خوشی؟ مؤمنوں کو قیامت کے دن سلامتی ملے گی یہ تو رب کریم کی طرف سے سلام مل رہاہے جب آگے جائیں گے نا ﴿ وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا ﴾ جماعت کی شکل میں پڑوٹو کول کے ساتھ جیسے کسی مہمان خصوصی کو لے کر جاتے ہیں اس طرح جنتیوں کو لیکر جائیں گے اور جب یہ جائیں گے تو کیا ہو گا جنت کے پاس پہنچتے ہی ﴿

وَالْمَلٰئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ﴾ ملائکہ ہر دروازے سے نکل کر انکے پاس آئیں گے اور کیا کہیں گے ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ اب اسکو ہر طرف سے سلامتی کی خوشخبریاں مل رہی ہیں تو مؤمن کیلئے وہ خوشی کا دن ہو گا چوں کہ اسکو ہر طرف سے مبارکبادیں مل رہی ہوں گی ہر طرف سے فرشتے کہہ رہے ہوں گے تمہیں شاباش ہو تم نے کتنی صبر کی زندگی گزاری ﴿فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ﴾ دیکھو تمہیں کیسا اجر ملا ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ﴾ کا مفہوم ہے شاباش۔

اللہ کے دیدار کا انداز

[فرحة عند لقاء الرحمن] رحمٰن کے ساتھ جب ملاقات ہو گی تو وہ فرحت کا وقت ہو گا چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات مؤمن کے دل کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں اپنی ملاقات ایسی عطا فرمائے کہ جیسی ایک کریم آقا کی اپنے غلام کے ساتھ ہوتی ہے کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ حضرتؒ قیامت کے دن بندے کی اللہ سے ملاقات کیسے ہوگی فرمانے لگے کہ جو نیک لوگ ہوں گے انکی ملاقات ایسے ہوگی کہ جیسے پردیس میں گیا ہوا کوئی بڑا محبوب مدتوں کے بعد گھر آتا ہے تو اسکی ضیافت ہوتی ہے اور ناز برداریاں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی تو ایسی ملاقات فرمائیں گے اور رہ گئے مجرم تو فرمایا کہ جس طرح بھاگا ہوا غلام جو چوری کر کے بھاگا اور وہ پکڑا جائے اور اپنے مالک کے حضور پیش کیا جائے جس طرح وہ نادم اور شرمندہ ہوتا ہے اس طرح اسکو اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہونا پڑے گا ﴿نَاكِسُوْ رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ انکی نگاہیں جھکی ہونگی اور پھر فریادیں کر رہے ہوں گے ﴿رَبَّنَا اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ﴾ تو مؤمن کے لئے کتنی بڑی خوشخبری فرمایا کہ فرحة عند لقاء الرحمن "رحمٰن کی ملاقات کے وقت اسکو خوشی نصیب ہو گی اس سے بڑی خوشی اور کوئی

نہیں ہو گی۔

رب سے ملنے کی تمنا

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روح لینے کے لئے ملک الموت آئے انہوں نے فرمایا[هل رأيت خليلايقبض روح خليله] ''کیا آپ نے کسی ایسے دوست کو دیکھا جواپنے خلیل کی روح کو قبض کررہا ہو'' انہوں نے کہا کہ اچھا اللہ تعالی سے پوچھتا ہوں ملک الموت نے اللہ تعالی کے حضور عرض کیا اللہ نے فرمایاکہ جاو میرے حبیب کو پیغام دیدو[هل رأيت خليلا يكره لقاء خليله] ''کیاتمنے کسی دوست کو دیکھاکہ اپنے دوست کی ملاقات سے انکار کررہا ہو''تو جیسے ہی انکو یہ پتہ چلا کہ یہ تو اللہ تعالی کی ملاقات کا طریقہ ہے کہنے لگے ملک الموت عجّل عجّل ''جلدی کر جلدی کر'' روح قبض کرلے مجھے اپنے مالک سے واصل کردے ،تو مؤمن کو تو پھر ایسے وقت میں خوشی ہوتی ہے اللہ تعالی سے ملاقات ہوتی ہے اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا حدیث قدسی ہے ﴿ الاطال شوق الابرار الى لقائى وانا اليهم لاشد شوقا﴾ ''کہ میرے نیک لوگوں کا شوق میری ملاقات کے لئے بڑھ گیا اور میں انکی ملاقات کے لئے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوں'' دنیا کہتی ہے ۔

الفت میں جب مزا ہے کہ ہوں وہ بھی بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

ارے بندے اور اللہ کی محبت کا دستور نرالا دیکھایہاں بندہ جتنارب سے پیارکرتا ہے وہ کریم آقا اپنے اس بندے سے بڑھ کر پیار کرتا ہے اسلئے فرمایا کہ اگر وہ ایک بالشت آتا ہے میری رحمت دو بالشت چلتی ہے اور اگر وہ میری طرف[ان اتاني يمشي اتيته هرولا] اور اگر میرا بندہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میری رحمت اسکی طرف دوڑ کر جاتی ہے تو پروردگار کی

طرف سے محبت کا معاملہ بندے کی نسبت زیادہ ہوتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی ملاقات کے لئے ان سے بھی زیادہ مشتاق ہوتے ہیں۔

سب سے بڑی عطا

روایات میں آتا ہے قیامت کا دن ہوگا اور ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوگا کچھ لوگ جنت کے دروازے پر پہنچ جائیں گے اور جنت کے داروغہ سے کہیں گے کہ دروازے کھولیئے ہمیں اندر جانے دیجئے داروغہ حیران ہوگا رب کریم ابھی میزان عدل قائم نہیں ہوا یہ کچھ دیوانے یہاں دروازے پر جمع ہو گئے کہتے ہیں کہ جانے دو وہ کہیں گے رضوان ہم نے تو دنیا میں سنا تھا کہ ہمارے آقا کا دیدار جنت میں ہوگا اسی امید پر تو ہم زندگی گذارتے آئے ہماراراتوں کا جاگنا اسی لئے تھا دنوں کی عبادتیں اسی لئے تھیں ہماری خلوتوں اور جلوتوں کی محنتیں اسی لئے تھیں اے رضوان ہمیں دروازہ کھول کر اندر جانے دے ہم تو مالک کی زیارت کے شوقین ہیں ہمیں تو وہ چاہیئے تو رضوان پوچھے گا پروردگار عالم سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے رضوان یہ میرے بندے سچ کہتے ہیں یہ میرے وہ بندے تھے جو راتوں کی تنہائیوں میں جاگتے تھے اور میرے سامنے سجدہ ریز ہوتے تھے انکا جینا میرے لئے انکا مرنا میرے لئے انکی خوشی میرے لئے انکی غمی میرے لئے ساری زندگی انہوں نے میری خاطر گذاری اے رضوان دروازۂ جنت کو کھول دے انکو بے حساب جنت میں داخل ہونے دے یہ ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ کے دیدار کے مشتاق ہوں گے انکو تو اللہ تعالیٰ کا دیدار چاہیئے اسلئے فرمایا کہ [**الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب**] موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست کے ساتھ ملا دیا کرتا ہے جنت سے بھی زیادہ بڑی نعمت جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے اسلئے اسکو علیحدہ کرکے کہا ﴿**وَلَدَيْنَامَزِيْدٌ**﴾ جنت کی نعمتیں تو ہیں ہی فرمایا ان کے علاوہ بھی کچھ مزید دیں گے اور وہ

مزید کیا ہوگی وہ اللہ رب العزت کا دیدار ہوگا حدیث پاک میں آتا ہے کہ اہل جنت دن میں دو مرتبہ اللہ رب العزت کے پاس جائیں گے ویقرأ علیھم القرآن اللہ تعالی جنتیوں کو دومرتبہ قرآن سنایا کریں گے اللہ تعالی کا دیدار ہو گا بے جہت ، بے کیف ، بے شبہ ، بے مثال ، ہم تصور نہیں کر سکتے لیکن وہ دیدار کیا ہو گا اسکی لذتیں ہم تصور میں بھی نہیں لا سکتے اسلئے سب سے بڑی سزا کسی بندے کو اللہ تعالی کے دیدار سے محروم کر دیا جا ناہے ، سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں کہ میں ایک رات نبی علیہ السلام کے ساتھ رات کو سوئی ہوئی تھی مجھے اپنے رخسار کے اوپر کوئی گرم چیز محسوس ہوئی جب میں نے ہاتھ لگایا تو وہ پانی تھا میں نے کہا کہ یہ کہاں سے آیا تو میں نے دیکھا کہ اللہ کے محبوب کی مبارک آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے اور میرے رخسار پر پڑ رہے تھے میں اٹھ بیٹھی میں نے کہا اے اللہ کے نبی ما یبکیک اے اللہ کے نبی کیا چیز آپکو رلا رہی ہے کیا بات ہے؟ کیا پریشانی ہے تو نبی علیہ السلام نے پر نم آنکھوں سے فرمایا حفصہ تم نے نہیں سنا تمہارا بھائی عبد اللہ ابن عمر تہجد میں جو قراءت کر رہا ہے اس نے کونسی آیت پڑھی تو کہتی ہیں کہ میں جب متوجہ ہوئی تو میرے بھائی تہجد میں بار بار یہ آیت پڑھ رہے تھے ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ﴾ محبوب نے یہ آیت سنی آنکھوں سے آنسو آگئے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں "کچھ ایسے لوگ ہوں گے قیامت کے دن اپنے رب سے وہ قیامت کے دن پردے میں ہوں گے انکو رب کا دیدار نصیب نہیں ہو گا" اس آیت کو سن کر اللہ کے محبوب کی آنکھوں سے آنسو آگئے یہ سب سے بڑی سزا ہے اور دیدار کا نصیب ہو جانا یہ سب سے بڑی عطا ہے تو اب سوچیئے کہ روزہ دار کے لئے فرمایا گیا فرحة عند لقاء الرحمن کہ جب رحمٰن سے ملاقات ہو گی انکو فرحت نصیب ہو گی اللہ کرے کہ ہمیں بھی اللہ رب العزت کی ملاقات کے وقت یہ خوشی نصیب ہو جائے الحمد للہ ثم الحمد للہ آج آپ سب حضرات اس وقت افطار

کے قریب رمضان المبارک کے آخری آخری لمحات میں موجود ہیں اللہ تعالی ہم سب کی اس محنت کو قبول فرمالے اور ہمیں اللہ تعالی جنت میں اپنا دیدار عطا فرمادے، کسی نے رابعہ بصریہ کو دعا دی تھی کہ اللہ تعالی تمہیں جنت میں گھر عطا کردے کہنے لگیں کہ الجار ثم الدار پہلے پڑوسی کی بات کرو بعد میں گھر کی بات کرنا اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے پڑوس کی جگہ عطا فرمادے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

تاریخ اسلام

مصنف: مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

اردو زبان میں اسلامی تاریخ کے موضوع پر یوں تو متعدد کتابیں دستیاب ہیں مگر جو شہرت اللہ تعالیٰ نے مولانا اکبر شاہ خاں کے حصے میں رکھی ہے وہ شاید کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ بطور خاص برصغیر میں اس کی مقبولیت اپنی انتہا کو ہے یہی وجہ ہے کہ سالہا سال سے متعدد اداروں سے اس کتاب کے ایڈیشن شائع ہو کر فروخت ہو چکے ہیں مگر تین ضخیم جلدوں میں ہونے کے باوجود آج تک اس کی سیل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔

جو خوبصورت ملٹی کلر ٹائٹل، عمدہ کاغذ اور بہترین طباعت کے ساتھ ہمارے پاس دستیاب ہے۔

آج ہی طلب کیجئے کیوں کہ اس کتاب کے بغیر آپ کا تاریخی کتابوں کا ذخیرہ ادھورا ہے۔

سائز 23/36/16 ۳ جلدیں مکمل قیمت صرف -/300

سیرت مصطفیٰ

مصنف: حضرت مولانا ادریس کاندھلویؒ

سیرت نبویؐ پر یوں تو متعدد حضرات نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے ہیں اور شاید یہ دنیا کا واحد موضوع ہے جس پر دنیا کی ہر زبان میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، حضرت مولانا کی یہ کتاب جو تین جلدوں پر مشتمل ہے انتہائی مستند کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ بے حد آسان زبان میں حیات نبویؐ کے تمام واقعات اور سیرت نبویؐ کے مختلف پہلوؤں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ کتاب ہر خاص و عام میں مقبولیت حاصل کر چکی ہے۔

سائز 23x36x16 ۳ جلدیں مکمل قیمت -/300

خطبات قاسمی

مصنف: مولانا محمد ضیاء القاسمی

مختلف مواقعوں پر کی گئی مولانا کی تقاریر کا مجموعہ خطبات قاسمی کے نام سے معروف ہے۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی کی فصاحت و بلاغت سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو، جس وقت مولانا مائک پر ہوتے تھے مجمع پر کامل سکوت طاری ہو جاتا تھا اور ہر شخص جیسے مولانا کے الفاظ سے بندھ جاتا تھا، زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام موضوعات اس مجموعہ میں شامل کئے گئے ہیں۔

سائز: 23x36x16 ۵ جلد مکمل قیمت: -/530

تحفۂ دلہن

مصنف: مولانا محمد حنیف عبدالمجید

ازدواجی زندگی کامیاب اور خوشگوار بنانے کے لئے یہ ایک بہترین کتاب ہے۔ بطور خاص لڑکیوں کو جہیز میں دینے کیلئے یہ کتاب لکھی گئی ہے زبان اتنی سہل کہ ہر کس و ناکس کی سمجھ میں آجائے۔

سائز: 23x36x16 قیمت:-/130 صرف

تحفۂ دولہا

مصنف: مولانا محمد حنیف عبدالمجید

ازدواجی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار اور کامیاب بنانے میں ایک عورت کا جتنا کردار ہوتا ہے اتنا ہی مرد کا بھی۔ کامیاب ازدواجی اندگی کے لئے اس کتاب کا مطالعہ بیحد ضروری ہے۔

آج ہی طلب کیجئے سائز: 23x36x16 قیمت:-/80 صرف

اصلاحی خطبات

مصنف: حضرت مولانا محمد تقی عثمانی

خطبات کی متعدد کتب میں اس وقت برصغیر میں جو شہرت اصلاحی خطبات کو حاصل ہے وہ شاید کسی دوسری کتاب کو نہیں۔ حضرت مولانا کا انداز و زبان ایسی ہے کہ ہر کسی کو چاہے وہ عام آدمی ہو یا مدرسہ کا طالب علم یا پھر علما، حضرات کا طبقہ سب کو اس کتاب کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اسی لئے شروع میں تین جلدیں آنے کے بعد اس کی تیرہ جلدیں آچکی ہیں اور مقبولیت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ آج ہی طلب کریں۔ اب کمپیوٹر سے جدید کتابت کرا کر شائع کی گئی ہے۔

سائز: 23x36x16 ۱۴ر جلدیں مکمل قیمت:-/1030 روپے

ندائے منبر ومحراب

مصنف مولانا محمد اسلم شیخوپوری

قدیم وجدید موضوعات پر مدلل ومفصل خطبات ومقالات کا بہترین مجموعہ، خطباء ولیکچررز کے لئے بیمثال تحفہ، عوام وخواص کے لئے یکساں مفید، آیات واحادیث، مستند حکایات وواقعات عالمانہ نکات واشارات کا بیش بہا خزانہ۔

سائز: 23x36x16 ٦ جلدیں مکمل قیمت:-/750

الادب المفرد المعروف کتاب زندگی

یہ کتاب ان احادیث نبویؐ وآثار صحابہ کا بیش بہا مجموعہ ہے جو تمام تر شخصی اخلاق، خاندانی تعلقات ،انسانی حقوق، معاشرے اور قومی فرائض سے متعلق ہے۔ یہ کتاب ایک مسلمان مرد یا عورت کی اخلاقی زندگی کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔ جو خود ہادئی عالمؐ کے اقوال وافعال پر مشتمل ہے۔ بہت عمدہ طباعت ساتھ شائع کی گئی ہے۔

سائز:23X36/16 قیمت مجلد: -/110 صفحات:368

تقویۃ الایمان مع تذکیرالاخوان

مصنف : حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ

رد بدعت کی ایک معرکت الآراء کتاب ہے، جواب جدید کتابت کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ جس میں مولانا شہیدؒ کے حالات زندگی، توحید کا بیان، شرک کی برائی، توحید کی خوبیاں علم میں شرک کی تردید اور عبادات میں شرک کر تردید کو وافی وشافی بیان کیا گیا ہے۔

سائز:23X36/16 صفحات: 424 قیمت:-/100

تقریر سیکھئے اول (اضافہ شدہ)

از: مولانا مفتی جمیل احمد نذیری

طلبہ مدارس، ائمہ مساجد اور خطباء ومبلغین کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ۔ بارہ تقریروں کے اضافے کے ساتھ خوبصورت آفسیٹ ٹائٹل اور بہترین کاغذ پر تیار ہو کر منظر عام پر آ گئی ہے۔

سائز:20X30/16 قیمت مجلد-/50

تقریر سیکھئے (دوم)

از: مولانا مفتی جمیل احمد نذیری

تقریر سیکھئے اول کی زبردست مقبولیت کے بعد مصنف کی یہ دوسری پیش کش ہے۔ جس میں وہ موضوعات شامل کیے گئے ہیں جو جلد اول میں نہیں ہیں لیکن سارے موضوعات زندگی سے بے حد قریب ہیں اور ہر شخص کے دل کی بات لگتے ہیں، جس میں انداز بیان، حوالہ جات اور سلاست وروانی کے اعتبار سے حصہ اول کی خصوصیات کو برقرار رکھا گیا ہے۔

سائز:20X30/16 قیمت مجلد -/60

منکرین اسلام کو دندان شکن جوابات

چار جلدوں میں مکمل ومدلل

افادات

حجۃ الاسلام، قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ

بانی دارالعلوم دیوبند

مؤلف : محمد نسیم رحمانی سہرساوی (فاضل دیوبند)

مذکورہ کتاب اپنی جامعیت، مانعیت کے اعتبار ضرب المثل ہے، حضرت نانوتویؒ اور حضرت تھانویؒ کے بعد مذہب اسلام پر کئے گئے اشکالات کے جوابات کے سلسلے میں کوئی مدلل اور ٹھوس کام ایسا سامنے نہیں آیا تھا جس سے کہ دور جدید میں غیر مسلموں کے ذریعہ اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا جا سکیں۔ حضرت نانوتویؒ کے ذریعہ کئے گئے کام سے استفادہ کر کے اس کتاب کو تیار کیا گیا ہے اس لئے یہ کتاب جامع کے ساتھ ساتھ مدلل بھی ہو گئی ہے۔

عوام وخواص کو چاہیے کہ ان کا مطالعہ کریں اور اسلام کو مسمار کرنے کی جو اس دور میں ناپاک سازشیں کی جارہی ہیں ان کا منہ توڑ جواب دیں۔

نیز اس کتاب کی خصوصیت اور اہمیت آپ اسی وقت محسوس کریں گے جب اس کا مطالعہ کریں گے۔

سائز 23X36/16 مکمل ۴ جلدیں قیمت صرف :- 250/

علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے

مصنف : مولانا محمد میاںؒ

علمائے حق ایک ایسی کتاب ہے جو محتاج تعارف نہیں ہے، کتاب بے انتہاء مقبولیت بہت پہلے ہی حاصل کر چکی ہے مگر اس کتاب کی بے انتہاء مقبولیت کو اس وقت زبردست دھکا لگا جب اس کتاب میں تقریباً دو سو صفحات کی تحریف کر کے شائع کیا گیا اور ایسے باب کہ جن کے بغیر کتاب ناقص ہے کتاب سے نکال دیا گیا۔ اب پرانے نسخے سے جدید کمپیوٹر کتابت کر کے اس کتاب کو شائع کیا گیا ہے اور ان تمام عنوانات کو دوبارہ شامل کیا گیا ہے کہ جن کو نکال دیا گیا تھا۔

خوبصورت کتابت اور معیاری طباعت کے ساتھ کتاب منظر عام پر آگئی ہے۔

سائز 23x36/16 دو جلدیں مکمل قیمت صرف :- 200/

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

کی چند اہم تصانیف

رہے سلامت تمہاری نسبت

دوائے دل

سکونِ دل

تمنائے دل

ناشر

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

خطباتِ حکیم الاسلامؒ

جدید کلاں ایڈیشن

افادات: حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی دامت برکاتہم

مرتبہ: مولانا محمد ادریس ہوشیارپوری

اضافہ و ترتیب جدید: مولانا محمد [illegible]یق

اس نئے ایڈیشن کی خصوصیات

اس نئے ایڈیشن میں حضرت قاری صاحبؒ کے متعدد نئے ملنے والے خطبات و مضامین شامل کئے گئے ہیں اور قارئین کی سہولت کے لئے ترتیب جدید موضوع کے اعتبار سے کی گئی ہے۔ اس سے تقریباً ۲۵۰ سے زائد صفحات کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس طرح بحمد للہ ہمارا یہ ایڈیشن اب تک کے تمام مطبوعہ نسخوں سے ہر لحاظ سے ممتاز ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نسخے کی دیگر خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ پوری کتاب کمپیوٹر کتابت سے آراستہ ہے جس سے پوری کتاب میں کتابت و طباعت اور قلم یکساں ہے اس وجہ سے کتاب کے وقار اور حسن میں اضافہ ہو گیا ہے جبکہ اس سے قبل ایسا نہیں تھا۔

☆ پہلے یہ کتاب جس سائز پر شائع ہوتی رہی ہے وہ علمی طور پر خوبصورت نہیں سمجھا جاتا، اب یہ اس سے بڑے اور علمی سائز پر طبع کی گئی ہے۔

☆ کاغذ اور طباعت کو اعلیٰ رکھا گیا ہے۔

☆ جلد بندی پائیدار اور خوبصورت ہے۔ جلدوں کا سائز یکساں ہونے کی وجہ سے یہ کتاب بہت خوبصورت ہو گئی ہے۔

☆ اضافی صفحات اور خصوصیات کے باوجود قیمت کو نہیں بڑھنے دیا گیا ہے۔

سائز: 20x26/8 قیمت:- 1000/-

سکونِ دل
سائز 23X36/16 قیمت 90/- 1HB
دوائے دل
سائز 23X36/16 قیمت 110/- 1HB
رہے سلامت تمہاری نسبت
سائز 23X36/16 قیمت 120/- 1HB
اصلاحی خطبات
سائز 23X36/16 قیمت 1030/- 14HB
فیصل دیوبند دہلی
مجرباتِ امام غزالی
طبِ جسمانی و طبِ روحانی
سائز 23X36/16 قیمت 100/- 1HB
لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند
سائز 23X36/16 قیمت 120/- 1HB
انوارِ رحمت
سائز 23X36/16 قیمت 180/- 1HB
کتابِ زندگی
الادب المفرد
سائز 23X36/16 قیمت 125/- 1HB
FAISAL
PRINTING COMPLEX
DEOBAND.247554 INDIA
PH.0091-1336-224110
Rs.110/-
Printed & Distributed by
FAISAL BROTHERS
468, Gali Bahar Wali Chhatta Lal Mian
Daryaganj New Delhi.110002 Ph. 23245665
e-mail : faisal_india@rediffmail.com
website : www.faisalindia.com